خطباتِ مجددیہ
تحقیق
علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے
مدیر مسئول مجلہ الحقیقہ پاکستان
قادری رضوی کتب خانہ

خطباتِ مجدّدیہ

تحقیق

علامہ غلام مصطفیٰ مجدّدی ایم اے

مدیر مسئول مجلہ الحقیقہ پاکستان

اشاعت نمبر 22

بنگاہِ رحمت

حضور امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی فاروقی قدس سرہٗ

☆☆☆

نام کتاب	———	خطباتِ مجددیہ
مؤلف	———	علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم۔اے
پروف ریڈنگ	———	غلام دستگیر احمد
تعداد	———	1100 (گیارہ سو)
کمپوزنگ	———	عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور
سال اشاعت	———	2003ء
ناشر	———	چوہدری عبدالمجید قادری
ہدیہ	———	120 روپے

ملنے کے پتہ

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال پلازہ اردو بازار کراچی

☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

انتساب

خطیب محشر کے نام

جب سب کی زبانیں خاموش ہوں گی

اور

وہ اللہ کی کبریائی اور اپنی مصطفائی کا ذکر

فرما رہے ہوں گے

☆......آئینہ کتاب......☆

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز خطبائے کرام! خطابت' اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص انعام ہے اور اس کے رسولان عظام کی عظیم نشانی ہے جس کے ذریعے بے جان پتھر بھی تڑپ اٹھا کرتے تھے۔ خود حضور نبی الانبیاء ﷺ کو جس شان کی خطابت نصیب ہوئی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جبل ابوقبیس کا وہ اولین خطبہ نبوت ہی اتنا پر اثر تھا کہ بیسیوں انسان اپنی صدیوں کی جہالت آشنا زندگی کو تبدیل کرنے کیلئے سوچنے لگے۔ پھر ایک ایک حرف نے انہیں ہدایت کا راستہ دکھایا۔ اسی طرح سیرت کی کتابوں میں آپ کے خطبات و ارشادات کی ایک کہکشانِ نور چمک رہی ہے۔ فتح مکہ کے دن اور آخری حج کے موقع پر سرکار ابد قرار ﷺ کے خطبات نے صرف عرب کے جاہلی معاشرے کو ہی تبدیل نہیں کیا بلکہ پورے عالم انسانیت کو انسانی حقوق اور فرائض کی ایک دستاویز فراہم کی۔ پھر جب آخری دن ہوگا تو سب انسان مہر بلب ہوں گے لیکن خطیب الانبیاء کی آواز سے عرصۂ محشر گونج رہا ہوگا۔

معجزہ حسن صوت کا زمزمۂ صدا ترا

حضور پرنور ﷺ کے ہر کلام اور بیان میں ایک پیغام ہوتا ہے۔ توحید خدا کا پیغام ...... عظمت انبیاء کا پیغام' رحمت مصطفےٰ کا پیغام ...... انسانی فلاح کا پیغام ...... حسن معیشت اور طرز معاشرت کا پیغام' حریت فکر اور تہذیب دہر کا پیغام' دلوں کی دنیا کو تسخیر دیتا ہے۔ حضور ﷺ کا یہ انداز خطابت بتاتا ہے کہ خطبائے اسلام کو بھی اپنی خطابت میں پیغام کی روح بیدار کرنی چاہیے' راہ خطابت میں خلوص نیت'

دلائل کی گرمی اور الفاظ کی نرمی کا ہونا اشد ضروری ہے۔ حکمت بالغہ اور موعظت حسنہ کی صفات خطابت کی بنیادی ضرورت ہیں، ہم نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے شیخ الحدیث اور شیخ القرآن اپنے تمام تر علم وفکر کے باوجود کسی اسٹیج پر دو منٹ گفتگو نہیں کر سکتے۔ لیکن ہمارے خطبائے کرام ہیں کہ دو دو گھنٹے بے تکان بولتے رہتے ہیں اور ان کے الفاظ کے جادو سے سامعین پر حالت وجدانی کا غلبہ نظر آتا ہے، یہ حضور خطیب محشر ﷺ کے مبارک کلمات کا اثر ہے۔ ''بیشک بیان میں جادو ہوتا ہے'' جب اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اتنا بڑا انعام عطا فرمایا ہے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور پورے خلوص و للّٰہیت سے اس کے دین کی خدمت کرنی چاہیے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ ہمارے اکثر خطبائے کرام خدا تعالیٰ کے اس انعام کو فراموش کر چکے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ وادی طائف میں تشریف لے گئے، وہاں کیا آپ کے اسم گرامی کے اشتہارات لگے ہوئے تھے، لوگ پھولوں کے ہار لے کر کھڑے تھے، کیا وہاں نوٹوں کی بارش ہونی تھی۔ کیا وہاں دیسی گھی میں تلے ہوئے مرغے ملنے تھے، آپ گئے اور خطابت و رسالت کا حق ادا کیا۔ پتھر کھا کر بھی کیا۔ آج ان کی محبت و ارادت کا دم بھرنے والے اپنے مطالبات سے قوم کو ادھ مویا کر دیتے ہیں کہ پھر محفل سجانے کا خیال بھی ان کیلئے سوہان روح بن جاتا ہے۔ یہ ان مطالبات کی ''برکت'' ہے کہ زبانوں سے تاثیر ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

واعظ قوم میں وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

ادھر یہ خطابت کے شہسوار ہیں کہ جتنی دولت ایک مزدور ایک سال میں کماتا

ہے' ذکر سرکار کا صدقہ یہ ایک رات میں کما لیتے ہیں' گاڑیاں بھی ہیں' بنگلے بھی ہیں' عزت بھی ہے' شہرت بھی ہے' لوگ ہاتھ بھی چومتے ہیں' قدموں پر بھی جھومتے ہیں۔ کیا ان کو سرخاب کے پر لگے ہیں' یہ عزت' یہ دولت' یہ شہرت جس محبوب کا صدقہ ہے' اس کے دین وملت کے ساتھ اتنا بڑا مذاق کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

خطبائے کرام کو عزت بھی ملنی چاہیے' دولت وشہرت بھی دینی چاہیے' دنیا کی نعمتوں کا صحیح حقدار سرکار کا مدحت سرا ہوسکتا ہے' لیکن انہیں بھی چاہیے کہ ان کا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبوب ﷺ کی ثنا کیلئے استعمال ہو' جلب زر کیلئے مبالغہ آرائی' جہالت آفرینی' اور اپنے مسلمہ عقائد سے روگردانی کتنا بڑا جرم ہے۔ اس کا شاید کسی کو احساس تک نہیں۔

یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہماری خطابت اچھے افراد کو سامنے لانے کی بجائے جعلی پیروں کو قطب وغوث بنا کر پیش کر رہی ہے۔ میری ایک گذارش ہے کہ ہمارے مسلک مہذب کے تیس خطبائے کرام ایک تنظیم بنائیں اور ہر مہینے کے تیس دنوں کو آپس میں تقسیم کرلیں' ہر خطیب ذیشان کے حصے میں ایک ایک دن آ جائے گا' وہ نظم وضبط کے ساتھ مہینے میں صرف ایک دن ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے وعظ کریں اور ملک کے کسی بھی دور دراز علاقے میں نکل جائیں' لوگوں کو بلائیں اور ان کو حضور پرنور ﷺ کی محبت و اطاعت کا درس دیں۔ اسی طرح نامور مشائخ کرام بھی ان کی سرپرستی کرکے دین کی اشاعت کا باعث بنیں' ان شہر کے خوگر انسانوں کو وسعتِ صحرا کا ادراک ہی نہیں' اس طرح مشائخ کرام اور خطبائے عظام مل کر مزارات سے ان میلوں کو ختم کرکے اعراس کی محافل کا آغاز کر سکتے ہیں جو ہمارے مسلک مہذب کیلئے رسوائی کا باعث ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ایک دن خطبائے کرام کیلئے زیادہ فتوحات کا باعث ہوگا' پھر خطبائے کرام کو یہ بھی چاہیے کہ اپنے خطبات میں اچھا لٹریچر عام کریں' وہ کسی بھی سنی عالم دین کا لکھا ہوا ہو' اس سلسلے میں حضرت علامہ محمد اکرم رضوی علیہ الرحمہ کا کردار بہت

مثالی تھا۔ انہوں نے خطابت کو عبادت بنا رکھا تھا۔ ہمارا مسلک مہذب کروڑوں انسانوں پر مشتمل ہے۔ افراد کی اتنی بڑی تعداد جہالت کا شکار ہونے کی وجہ سے اغیار کے نرغے میں پھنسی جا رہی ہے' خطبائے کرام کی سریلی آوازوں کی دلدادہ عوام اگر خطابت کے ثمرات سے مالا مال ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں للکار نہیں سکتی۔ مجھے یہ بھی یقین کامل ہے کہ ہمارے بعض ہر دلعزیز خطیب کسی جنگل بیابان میں اپنی آمد کا اعلان کر دیں تو لوگ اسی طرح جمع ہوتے ہیں جس طرح کسی شہر کے چوک میں یا جامع مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر فضل ہے۔ اس فضل کا اولین تقاضا ہے کہ لوگوں کی اس قدر دانی کا فائدہ اپنی ذات کو نہیں' مصطفیٰ کے دین کو پہنچایا جائے۔ وقت مقررہ پر پہنچنا اچھے خطیب ہی نہیں ہر مسلمان کی عادت ہونی چاہیے۔ لوگ ہزاروں روپیہ لگا کر انتظار کی سولی پر لٹکتے رہتے ہیں۔ ہر خطیب کا فرض ہے کہ وہ مغرب کی نماز اہل جلسہ کے ہاں پڑھے' تا کہ عشاء تک لنگر شریف سے فارغ ہو جائے۔ نماز عشاء متعلقہ مسجد میں ادا کرے۔ تلاوت اور ایک نعت کے بعد منبر پر رونق افروز ہو جائے اور جتنا چاہے خطاب کرے نہ کسی آدمی کو نیند آئے گی نہ کوئی اکتاہٹ کا شکار ہوگا اور نہ خطیب کو زبردستی سبحان اللہ اگلوانے کی ضرورت محسوس ہوگی۔ ہمارے اکثر جلسے مرکزی مہمان کے لیٹ آنے یا نہ آنے کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں۔ خطیب کو چاہیے کہ جہاں وعدہ کیا ہے وہ ہر حال میں پہنچنے کی کوشش کرے' یہ نہ ہو کہ کوئی زیادہ قیمتی محفل کا وقت مل جانے پر وعدے کی دھجیاں اڑا کر رکھ دے۔ یہ بات حضور نبی اکرم ﷺ کی رضا کے خلاف ہے۔ یہ دنیا چند دنوں کی مہمان ہے۔ بلکہ لمحوں کی گرنٹی نہیں۔ اس دنیا میں آرام اور آسائش کو تلاش کرنا مومن کی شان عزیمت کے خلاف ہے' ہم مجمع تھوڑا دیکھ کر جانا پسند نہیں کرتے' کھانا ہلکا ہو تو باتیں کرتے ہیں۔ فیس کم ملنے کا امکان ہو تو ذکر رسول میں بھی بوجھل ہو جاتے ہیں اور ''یار زندہ صحبت باقی' کا نعرہ لگا کر کرسی خطابت سے نیچے اتر جاتے

ہیں۔ اگر ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب اکرم ﷺ کو سنانا ہوتا ہے تو وہ تو سنتے ہیں۔ ہمیں پورے خلوص سے سنانا چاہیے۔

ضعف مانا مگر اے ظالم دل
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

ہمارا تجربہ ہے کہ بعض مختصر سی محافل بھی حسن ذوق کی برکت سے بڑی بڑی محافل پر بازی لے جاتی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک نے فرمایا ہے کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی چھوٹے چھوٹے گروہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑے بڑے گروہوں پر غالب آ جاتے ہیں۔ ﴿القرآن﴾

اس لئے ذاکر مصطفیٰ کو صبر و عزیمت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ان کے راستے میں پہنچنے والی ہر اذیت قیامت کے دن بیشمار ثمرات کا خزانہ ثابت ہوگی، لیکن ہم نے تو شاید ہر نعمت اور ہر آسائش کو اس عارضی دنیا میں حاصل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ یاد رکھیں جو دنیا میں سیر ہو جاتے ہیں، ان کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ ایک خطیب کیلئے بھی سب سے بہترین نمونہ حضور خطیب محشر ﷺ کی حیات طیبہ ہے، ہمارے خطبائے کرام کی نجی محافل کوئی اتنا اچھا تاثر نہیں چھوڑتیں، مبلغ اور خطیب کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہونا چاہیے، خلوت و جلوت میں مناسبت ہونی چاہیے۔ اس کا کردار اس کی گفتار سے بڑھ کر خطابت کے فرائض سرانجام دے، لیکن صورت حال کیا ہے۔

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں سے موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی بن تو گیا، کردار کا غازی بن نہ سکا

ہم لوگوں سے تو کہتے ہیں کہ عاشق رسول بنو، وہ ہمارے کہنے پر عاشق رسول بن جاتے ہیں، لیکن ہمارے اپنے عشق کا کیا حال ہے کہ ہمیں ذہن میں مقررہ ہدف سے کچھ روپے بھی کم مل جائیں تو سارا عشق ہوا ہو جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ''کچھ علما پارس کی طرح ہوتے

ہیں جس سے لگنے والی ہر چیز سونا بن جاتی ہے۔

لیکن وہ خود پتھر کا پتھر ہی رہ جاتا ہے'

آیئے اپنے آپ سے' اپنے پروردگار سے' عہد صمیم کریں کہ ہمارا ہر قدم دین خدا کی سربلندی کیلئے ہوگا' ہم خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے الفاظ استعمال کریں گے' خدا تعالیٰ' دنیا میں بھی بے حساب عطا فرمائے گا' آخرت میں بھی بے حساب عطا فرمائے گا۔

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے' جو روح کو تڑپا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

توحید اور اُس کے تقاضے

○❖○

جو دل ہے تیری یاد میں بیدار اے خدا
وہ دل ہے رحمتوں کا سزا وار اے خدا

دنیا ہے تیرے نور سے ضوبار اے خدا
عقبیٰ ہے تیرے فیض کا گلزار اے خدا

مجھ کو بچا رہا ہے زمانے کی دھوپ سے
تیرے نبی کا سایہ دیوار اے خدا

تو نے حسیں جہاں میں بنائے حسیں بہت
تیرا نبی ہے حسن کا شہکار اے خدا

مشکل مرے وجود سے مشکل میں پڑ گئی
وہ ہے کریم اور تو غمخوار اے خدا

جو ہے ترے نبی کی محبت سے شاد کام
وہ ہے ترے جمال سے سرشار اے خدا

جذبے نظر نظر کے کہاں رہ میں کھو چکے
یوسف تو ہے کدھر ہیں خریدار اے خدا

دھرتی ہی بانجھ ہو گئی روح و ضمیر کی
ترا کرم تو دیکھا گہر بار اے خدا

مجرم ہے پھر بھی تیری عنایت کا حشر میں
ہو گا غلامِ زار بھی حقدار اے خدا

***

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَیِّدِ الْقَوْمِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُحَمَّدِ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ وَالدِّیْنَ

اما بعد

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ○

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

سب حضرات محبت و الفت کے ساتھ اپنے آقائے نامدار مدنی تاجدار، سرکار ابد قرار، پیکر انوار، محبوب کردگار، محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں، عرض کریں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانُوْرَ اللّٰہ

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی بہت ہی مشہور و

معروف سورۂ مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے' اس سورۂ مقدسہ کو سورۃ الاخلاص بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ سورۂ مقدسہ انسان کو تمام معبودان باطلہ سے بیزار ہوکر اس وحدہٗ لاشریک کی احدیت وصمدیت کا اعلان کرنے کا درس دیتی ہے۔ اخلاص اسی کا نام ہے کہ بندہ اپنے سچے رب کا تابع فرمان ہو جائے اور اسی کی بارگاہ میں اپنا سر نیاز خم کرے' یہ سورۂ مقدسہ ''خالص توحید'' کی عظیم دستاویز ہے۔ اسی لئے اس کا مقام بھی بہت بلند و بالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان تین مرتبہ سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اسے ایک ختم قرآن کا ثواب عطا فرمائے گا' اس سورۂ مقدسہ نے بتایا کہ

''اے محبوب! تو فرما دے اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اس کو کسی نے جنا' اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

حضرات محترم! تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضور پرنور ﷺ کے ظہور نور سے پہلے اکناف عالم میں کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ناچ رہے تھے' جہالت و سفاہت کے عفریت دندنا رہے تھے' کوئی سونے' چاندی' لوہے اور مٹی کے خود ساختہ بتوں کی عبادت کرتا' انہیں اپنا حاجت روا تصور کرتا اور ان کے سامنے اپنی مرادیں اور امیدیں پیش کرتا تو کوئی سمندر کی لہروں' فلک بوس پہاڑوں اور ستاروں کی پوجا کرتا' کسی نے آفتاب و ماہتاب کو اپنا خدا سمجھ لیا اور ساری زندگی ان کی خوشنودی میں بسر کردی' انسان کی پیشانی فرط سجود سے اس قدر بے تاب تھی کہ وہ پتھروں اور درختوں کے آگے بھی سجدہ ریز ہونے سے گریز نہیں کرتا تھا' بقول اقبالؒ

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر تو کہیں معبود شجر
خوگرِ پیکر محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا
قوتِ بازوئے مسلم نے کیا کام تیرا

گویا انسان نارسائی کے دشت و بیابان میں بھٹک رہا تھا' پوری دنیا میں دنیا کے خالق و مالک سے ناآشنائی انسان کا دیرینہ مرض بن چکی تھی۔ اللہ' مہربان ہے ...... اللہ رحمت و عظمت کا مالک ہے۔ اس نے انسان کی حالت زار پر رحم فرمایا اور اسے منزل مقصود تک پہنچانے کیلئے اپنا محبوب دانائے غیوب ارسال فرمایا تاکہ وہ اسے اس مالک حقیقی کی بارگاہ تک لے جائے' اس کی نشانیوں سے روشناس کرائے اور اسکے قلب و نگاہ کو پاکیزگی کی دولت عطا فرمائے اور بتائے' خبردار! اللہ ایک ہے' وہی معبود مطلق ہے' وہی مسجود برحق ہے' وہی تمہاری سجدہ ریزیوں کا حق دار ہے۔ اسے واحد و یکتا تسلیم کرو' جنت کے نظارے تمہارا انتظار کررہے ہیں' اور اگر اس اعلان ہدایت کے بعد بھی تم نے بغاوت و جہالت کا مظاہرہ کیا تو اس کے غضب سے تمہیں کوئی نہیں بچاسکتا' اللہ اکبر۔

اول حمد ثنا الٰہی جو مالک ہر ہر دا
اس دا نام چتارن والا کسے میدان نہ ہر دا

آؤ' آؤ! اس کی رحمت پکار رہی ہے' دامن طلب کو مالا مال کرلو۔
دوڑو' دوڑو! اس کی مغفرت کے بادل برس رہے ہیں۔ اپنے دل کی پیاس بجھالو۔
دیکھو' دیکھو! سیدھا راستہ چمک رہا ہے' چلنے کیلئے کمر ہمت باندھ لو۔

☆ توحید میں نعت مصطفیٰ کا نظارہ

آپ ذرا اس سورۂ مقدسہ کی شان ابتداء پر غور فرمائیں' یہ خالص توحید کا بیان ہے مگر توحید والے نے یہ بیان اپنے محبوب کی زبان مطلوب سے ادا کروایا ہے' ''قُلْ تو فرمادے''۔

اللہ' اللہ' وہ چاہتا ہے کہ توحید خدا کی ہو' نوید مصطفیٰ کی ہو' ...... بیان خدا کا ہو'

اعلان مصطفیٰ کا ہو...... گویا خدا تعالیٰ عقیدہ توحید بھی اپنے محبوب کے وسیلہ جلیلہ سے عطا کر رہا ہے' جو انسان اس محبوب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو واحد و یکتا تسلیم کرے' اسی کی بارگاہ میں رکوع و سجود کے نذرانے پیش کرے' اللہ' اللہ کی لاکھوں ضربیں لگائے۔ عقیدۂ توحید قبول نہ ہوگا' ارے توحید اسی کی قبول ہوگی' ایمان اسی کا معتبر ہوگا' اسلام اسی کا کامیاب ہوگا جس کی توحید' ایمان اور اسلام کی سند پر محبوب خدا کی مہر لگی ہوگی' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے'

فرمایا' قل' تو فرما دے'' گویا اللہ تعالیٰ زبان محبوب سے اپنی داستان سننا چاہتا ہے۔ اور بتانا چاہتا ہے لوگو! جب اللہ تعالیٰ ہر جہان سے بے نیاز ہو کر اپنی توحید اس محبوب کے وسیلے سے عطا کر رہا ہے' تم اس کو چھوڑ کر کیسے اللہ کا عرفان حاصل کر سکتے ہو' تم اس سے بے نیاز ہو کر کیسے مولا تک رسائی حاصل کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ تک آنے کا ایک ہی راستہ بنایا ہے اور وہ اس کے محبوب کے قدموں سے نکلتا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

مَنْ رَأٰنِیْ کی بشارت

چلتے چلتے ایک حدیثِ پاک ذہن میں آ گئی' حضور سرور عالم' نور مجسم ﷺ نے فرمایا ہے۔

''مَنْ رَأٰنِیْ فَقَدْ رَأَ الْحَقَّ''

''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کا جلوہ دیکھ لیا'' ﴿بخاری شریف﴾

میرے رسول پاک' اللہ پاک کی ذات و صفات کے مظہر کامل ہیں' اللہ کے

دعویٰ الوہیت کی برہانِ رشید ہیں۔ حضور کے فضل و کمال کو دیکھ کر اللہ کے فضل و کمال کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ جو اسے یکتا مان لیتا ہے وہ اس یکتائے حقیقی کو ماننے کیلئے کوئی رکاوٹ محسوس نہیں کرتا' اس ''فرمانِ قل'' میں یہ حسن بھی پایا جاتا ہے کہ اگر' عین بیان توحید اور عمل عبادت میں محبوب کا ذکر آ جائے تو توحید و عبادت میں نقص لازم نہیں آتا بلکہ توحید بھی نکھر جاتی ہے' عبادت بھی سنور جاتی ہے۔

تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا

☆ توحید کے تقاضے

حضرات محترم! توحید خدا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اور ہر پیغمبر برحق کی دعوت کا اصلی منشور ہے۔ سب نبی اسی عقیدے کو عام کرتے رہے اور اسی کی خاطر دنیا جہان کی تکالیف و مصائب کا مقابلہ کرتے رہے۔ خود ہمارے محبوب' طالب و مطلوب ﷺ کی تو سب کفار عرب تعریف کرتے تھے' آپ کو اپنا سردار بنانا چاہتے تھے' آپ کے قدم مبارک میں دولتوں کے انبار لگانے کیلئے تیار تھے لیکن آپ نے دوٹوک لفظوں میں فرمایا:

''لوگو! اگر تم میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند لاکر رکھ دو تو پھر بھی میں اپنے رب تعالیٰ کا نام لینے سے باز نہیں آ ؤں گا''

اس جملے میں کیا عزم ہے' کیسا اثبات ہے' کتنی استقامت ہے' پھر آپ نے اس جملے کو نافذ کرنے کیلئے پتھر کھائے' راستے میں کانٹے برداشت کئے' کنوؤں کی پرواہ نہ کی' طعن و تشنیع کے حملے گوارا کئے' آپ نے اسی عقیدے کیلئے صبر و رضا کی انوکھی تاریخ رقم فرمائی' خدائے واحد کے نام پر غم و الم کے تیر کھانے میں کیا لطف ہے؟ اس لذت آشنائی کی دولت سے اس کے بندوں کو آشنا فرمایا' یہ آپ کی برکت ہے کہ آج سارا زمانہ گونج رہا ہے۔

خودی کا سرِنہاں لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ
خودی ہے تیغ فساں لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ
اگرچہ بت ہوں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذان لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

آپ کشکول سماعت کھول کر بیٹھیں' میں توحید کے اہم ترین تقاضے بیان کرنا چاہتا ہوں' حکیم الامت حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے ایک خواب دیکھا' حضرت یار غار نبوت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' کی زیارت نصیب ہوئی' حضور تاجدار صداقت نے حضرت اقبال کو سورۃ الاخلاص کے اہم ترین تقاضوں سے روشناس کرایا۔

آں اَمنّ النّاس برمولائے ما
آں کلیم اوّلِ سینائے ما
ہمت او کشت ملت راچوں ابر
ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورۃ الاخلاص اور اس کے بیان توحید کے یہی تقاضے ہیں کہ اللہ ایک ہے' اس کو ماننے والے بھی ایک ہو جائیں' اللہ بے نیاز ہے' اس کو ماننے والے بھی سارے زمانے سے بے نیاز ہو جائیں' اللہ نسل و نسب سے پاک ہے' اس کو ماننے والے بھی نسل و نسب سے پاک ہو جائیں' اللہ بے مثل اور بے کفو ہے' اس کو ماننے والے بھی دنیا سے ممتاز ہو جائیں' گویا سورۃ الاخلاص' اہل اسلام کے نام ایک روشن پیغام ہے۔ آیئے ذرا تفصیل کے ساتھ بات کرتے ہیں۔

☆ اللہ ایک ہے

توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے' احد ہے۔ واحد ہے' فرمایا ھُوَ

اللّٰہُ الَّذِی لَا اِلٰہ اِلَّا ھُوَ' اس عقیدے کا اہم ترین تقاضا ہے کہ اس کے بندے باہمی انتشار و افتراق کو آگ لگا کر ایک پلیٹ فارم پر یکجان ہو جائیں' کتنی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والے خود ایک ہونے کیلئے تیار نہیں' آج مسلمان ملکوں' براعظموں' صوبوں میں تقسیم ہیں' قوموں' قبیلوں اور برادریوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ جبکہ توحید پکار رہی ہے۔

☆ کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانا' اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

☆ کُلُّ مُسْلِمٍ اِخْوَۃ'' ''تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں''

آہ' ہم نے توحید کے اس روشن تقاضے کو فراموش کر دیا' تو آپس میں پارہ پارہ ہو گئے' ترقی و عروج کی منزلیں ہم سے روٹھ گئیں' عزت و عظمت کے راستے بند ہو گئے' بقول اقبال۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

توحید نے ہمارا تعارف یہی کروایا ہے کہ ہم ایک خدا' ایک رسول' ایک کعبہ' ایک قرآن اور ایک دین کے فداکار ہیں' دوئی ہمارے شایان شان نہیں۔

☆ اللہ بے نیاز ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تمام جہانوں سے بے نیاز ہے' فرمایا اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ﴿القرآن﴾ عرش سے لے کر فرش تک ذرہ ذرہ اس کی شان کبریائی کے سامنے محتاج ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس عقیدے کا اہم ترین تقاضا ہے کہ اس کے بندے اسی کے نیاز مند اور محتاج بن کر رہیں' اغیار کا منہ

دیکھنا اور اس بے نیاز سے ہٹ کر اوروں کو قبلہ آرزو بنانا نہ دین کے مطابق ہے اور نہ دانش کے مطابق ہے' فرمایا:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

﴿القرآن﴾ اے محبوب تو فرما دے' میری نماز' میری قربانی' میری حیات اور میری وفات سب کچھ اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"

آج ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے دستور اور محبوب پاک ﷺ کے لائے ہوئے منشور کائنات سے منہ موڑ کر یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر فریفتہ ہیں' اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے تعلق خاطر پیدا کر رہے ہیں' کیا ہمیں ان سب سے اپنی جان بلکہ ایمان نہیں چھڑانا چاہیے؟

خرد نے کہہ بھی دیا لَا اِلٰهَ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆ اللہ نسل و نسب سے پاک ہے

اللہ تعالیٰ کا کوئی باپ نہیں اور کوئی بیٹا نہیں' وہ نسل و نسب سے پاک ہے' وہ ازلی ہے' وہ ابدی ہے۔ ہمیشہ سے ہے' ہمیشہ رہے گا' سب فنا ہونے والے ہیں' وہ باقی رہنے والا ہے۔ فرمایا:

"قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَد" فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ' اے محبوب تو فرما دے' اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا' ﴿القرآن﴾

یہ یہود و نصاریٰ کی بکواس ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے فرزند ہیں۔ یہ اس کے فرزند نہیں' اس کے بندے اور پیغمبر ہیں' اس ذات پاک کیلئے نسل و نسب کو ثابت کرنا کائنات کا سب سے بڑا ظلم ہے' فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ﴿القرآن﴾

☆ ایک لطیف نکتہ

مذکورہ آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اول ہیں' اسی لئے تو "اَوَّلُ العَابِدِیْنَ" کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ گویا حضور پرنور ﷺ کی زبان مبارک سے گواہی لی جا رہی ہے کہ میں تم تمام سے زیادہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے' ازواج سے پاک ہے' کیونکہ میرا وجود سب سے پہلے تخلیق کیا گیا تھا' اگر اس ذات مطلق کی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا۔ میں اس کو معبود و مسجود تسلیم کرتا' تم سب فاسد اندازوں اور غلط نظریوں کی بناء پر کذب و افترا کی دنیا آباد کر رہے ہو' میں حقیقت حال سے پوری طرح آشنا ہوں۔ یاد رہے کہ قرآن میں حضور پرنور ﷺ کیلئے "اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" ﴿سب سے پہلا مسلمان﴾ کا لقب بھی استعمال کیا گیا ہے' گویا اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے عبادت گذار اور سب سے پہلے اس کے حضور سرِ تسلیم خم کرنے والے' ہمارے محبوب ﷺ ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات و صفات کو اپنی ذات وصفات کی سب سے بڑی دلیل قرار دیا ہے۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

☆ بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

آج ہمارا معاشرہ رنگ ونسل' زبان ولباس' صوبایت و علاقیت کی تفرقاتی کشمکش سے دوچار ہے۔ اسلامی وحدت و یگانگت کے زاویے لحظہ بہ لحظہ تنگ و تاریک ہوتے جا رہے ہیں۔ باہمی اخوت و مساوات کے جذبے سرد دکھائی دیتے ہیں' جب ہمارا پروردگار نسل ونسب سے ماورا ہے تو ہم کیوں ان سطحی عارضوں میں مبتلا ہیں۔ مولانا جامی یاد آ گئے۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

آج ہم گجر ہیں' مرزا ہیں' پٹھان ہیں' سب کچھ ہیں لیکن ''شانِ مسلمانی'' سے دور ہٹتے جا رہے ہیں۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر تمام جاہلی رسموں اور قباحتوں کو اپنے قدم جلال سے روند ڈالا اور فرمایا' کوئی گورا کالے سے اور کوئی کالا گورے سے افضل نہیں' عربی اور عجمی کا کوئی امتیاز نہیں' تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے' تم میں بہترین انسان وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ قرآن پاک کا اعلان ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ گویا اکرم ہونے کیلئے اتقیٰ ہونا شرط اول ہے' علم و تقویٰ اور حسن اعتقاد کے بغیر صرف نسب و نسل پر ناز کرنا کوئی کمال نہیں۔ ورنہ کنعان ''نبی زادہ'' ہوکر کیوں باکمال نہ ہوا۔ ہم بدعقیدہ اور بے عمل نبی زادے کو تسلیم نہیں کرتے' ''ولی زادے'' کو کیوں تسلیم کریں۔

☆ ایک شبہ کا ازالہ

اس مقام پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ ''نبی اور ولی'' کچھ نہیں کر سکتے' اگر کر سکتے تو اپنے بیٹے کو بچا لیتے۔ ہم کہتے ہیں کہ کنعان کو کشتی میں بیٹھا ہوا آپ دکھا دیں' کنارے پہ لگتا ہوا ہم دکھا دیں گے' ابوجہل کو ''مکتبِ محمدی'' میں داخلہ لیتے ہوئے آپ دکھا دیں' کامیاب ہوتے ہوئے ہم دکھا دیتے ہیں۔ دراصل ہم لوگ قرآن پاک میں غور اور تدبر سے کام نہیں لیتے' ہر بات اپنی عقل ناقص سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ بزرگان دین کی نسبت و تعلق کا مطلقاً انکار قرآنی تصریحات سے انکار ہے اور عقل سلیم سے انحراف ہے۔

دراصل بات قانون کی ہے' جو خوش نصیب انسان قانون پر عمل کرتا ہے' اس کیلئے حسب و نسب' شرف کا باعث ہے' اور جو قانون کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا' وہ کیسے بچ سکتا ہے۔ اس کیلئے اعلان قدرت ہے۔ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ' یعنی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی تمہارا ولی اور مددگار نہیں' ﴿القرآن﴾

کنعان اور ابوجہل نے قانون کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ وہ دوزخ کے سزاوار ہو گئے۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

☆ اللہ بے مثل اور بے کفو ہے

اللہ تعالیٰ بے مثل اور بے کفو ہے' فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ "اس کی مثل کوئی چیز نہیں' ﴿القرآن﴾ گویا وہ مثل سے پاک ہے' وہ مثال سے پاک ہے' وہ کفو سے پاک ہے وہ کفیل سے پاک ہے' وہ ضِد سے پاک ہے وہ نِد سے پاک ہے' اے اس کی توحید کا پرچم لہرانے والو! اس کو ماننے کے صدقے تم پوری دنیا سے بے مثل اور بے مثال بن جاؤ۔ فرمایا' کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ' یعنی تم بہترین امت ہو' اس لئے کہ تم اچھائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان رکھتے ہو' ﴿القرآن﴾ آج ہم توحید کے اس اہم ترین تقاضے کو بھول کر احساس کمتری اور بے یقینی کا شکار ہو گئے' حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں ہمیشہ عجز و انکسار کا مظاہرہ کرتے اور دنیا کی طاغوتی طاقتوں کے سامنے اپنی خودی کو بیدار رکھتے۔ اقبال کا فلسفہ خودی اسی امر کا ترجمان ہے' ہم "لاہوتی طائر" ہوکر پرواز میں کوتاہی کرنے لگے اور رزق اغیار کو موت پر ترجیح دینے لگے تو محرومی ہمارا نصیب بن گئی۔ فطرت تو آج بھی مہمیز لگا رہی ہے۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

مولا کریم اپنے محبوب عظیم کے صدقے تمام مسلمانوں کو توحید کے جملہ تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ ○

☆☆☆

O❖O

گزریں بھی لاکھ طوفاں کیا خوف کیا الم ہے
مجھ پر خدا کی رحمت ، سرکار کا کرم ہے

کس کی مجال ٹھہرے، اک پل خدا کے آگے
دارا ہے یا سکندر ، خاقان ہے کہ جم ہے

میرا نبی جلال حق کا عظیم مظہر
شاہوں کی شان و شوکت اس کے تہِ قدم ہے

مولا کی آرزو میں، مقصد ہے جینا ، مرنا
سرکار کی محبت ، مرا دین ہے دھرم ہے

حق نے انہیں بنایا ، وجہِ وجود ہستی
وہ ہیں تو سب ہیں ورنہ، ہر چیز کالعدم ہے

خالق، خدائے اکبر، وارث ، رسول اطہر
وہ ذوالجلال ہے یہ ، مختار محتشم ہے

صبح ازل بھی ان سے ، شام ابد بھی ان سے
وہ رخ کا جلوہ اور یہ زلفِ دوتا کا خم ہے

محشر کی ہولناکی ، ہر لب پہ نفسی نفسی
آقا ، تری نظر پہ ، قائم مرا بھرم ہے

واللہ میں غلام دربار مصطفےٰ ہوں
میرے لبوں پہ ہر دم، نعتِ شہ حرم ہے

***

توحید کے دلائل وثمرات

O❖O

اے خدا سارے زمانے سے بڑا ہے تو ہی

سب کا حامی ہے تو ہی سب سے فرا ہے تو ہی

ساری دنیا کے شہنشاہ ، گدا ہیں تیرے

یہ زمیں تیری ، فضا تیری، سماہیں تیرے

تو ہے وہ بالا کہ ہر پست کو بالا کر دے

رات ہو جائے تو سورج سے اجالا کر دے

ذرے ذرے پہ ترے فضل کا سایا دیکھا

پتے پتے میں ترا نور سمایا دیکھا

تو ہی بیمار کو دیتا ہے شفا کی دولت

تو نے ناچار کو بخشی ہے رضا کی دولت

ساری مخلوق میں انسان کو عظمت دی ہے

اپنے محبوب کی صورت میں جو رحمت دی ہے

اسی محبوب کے صدقے سے بچا لے مجھ کو

اپنے فیضان کے دامن میں چھپا لے مجھ کو

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الصِّرَاطِ وَالْمِیْزَانِ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰهِ

نہایت واجب الاحترام دوستو' بزرگو اور نوجوان ساتھیو!

توحید کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کو واحد و یکتا تسلیم کرنا' اسلام کا یہ سب سے اہم عقیدہ ہے جس کو منوانے کیلئے انبیاء کرام' رسولان عظام تشریف لاتے رہے' اور ان کی پاک ذاتوں پر آسمانی کتابوں اور صحیفوں کا نزول ہوتا رہا۔ جہاں تک توحید کے دلائل کا تعلق ہے تو انسان کی فطرت سلیم اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور موجود ہے فرمایا وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ' اور تمہارے اندر اللہ کی نشانیاں موجود ہیں' تم غور کیوں نہیں کرتے۔ ﴿القرآن﴾ پھر انسان اسی فطرت سلیم کی روشنی میں پوری کائنات کا مشاہدہ کرے۔ ہواؤں کو دیکھے' سورج' چاند' ستاروں کی منزلوں کو پرکھے' موسموں کی تبدیلیوں کو جانچے موت اور حیات کی کشمکشوں پر نظر رکھے' ہر چیز ایک مقررہ نظام کے تحت کام کر

رہی ہے۔ کیا کائنات کا اتنا بڑا نظام خالق و مالک کے بغیر ہی ایک منظّم و منضبط طریقے سے چل رہا ہے؟

☆ اگر دو خدا ہوتے

قرآن پاک ہمیں دعوت فکر دے رہا ہے کہ اس نظام کائنات کو چلانے والا ایک ہے۔ اگر دو یا دو سے زیادہ خدا ہوتے تو ساری کائنات انتشار کا شکار ہو جاتی' فرمایا' لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ" اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر اللہ کے سوا زمین اور آسمان میں اور بھی خدا ہوتے تو ضرور فساد برپا ہو جاتا' ﴿القرآن﴾ یعنی ایک خدا کہتا کہ بارش برسنی چاہیے' دوسرا کہتا' ہرگز نہیں' آج کڑی دھوپ ہونی چاہیے۔ ایک کہتا سورج مشرق سے نکلتا رہے اور دوسرا کہتا' تم کون ہوتے ہو ایسا کرنے والے' خبردار' سورج مغرب سے نکلے گا' عَلٰی هٰذَا الْقِیَاس' ہر چیز درہم برہم ہوکر رہ جاتی' مہر و ماہ کے قافلے ویران ہو جاتے' شب و روز کا حسن ماند پڑ جاتا' وادیوں' گلستانوں کی رونقیں اجڑ جاتیں۔ یہ سب نظام کچھ ایک تسلسل کے ساتھ اور مضبوط تقدیر کے ماتحت چل رہا ہے' ایک لمحے کی کمی بیشی کا بھی تصور نہیں کیا جاسکتا' جو اس آفاقی عقیدے کی دلیل ہے کہ وہ خالق ایک ہے اور زبردست قوتوں کا مالک ہے اور اپنی مخلوقات سے اس قدر آگاہ ہے کہ کسی کی آنکھ کی ہلکی سی خیانت اور کسی کے دل کا معمولی سا وسوسہ بھی اس کے علم ونظر سے خارج نہیں' سونا تو بڑی بات ہے وہ اونگھ سے بھی پاک ہے فرمایا' اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ' لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ" وَلَا نَوْمٌ لَهٗ' مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی زندہ اور سب کو قائم کرنے والا ہے' اسے اونگھ اور نیند نہیں آسکتی' آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے' اسی کیلئے ہے' ﴿القرآن﴾ اگر گاڑی چلانے والا سو جائے یا اسے اونگھ آجائے تو گاڑی تباہی سے ہمکنار ہو جائے گی' اگر خدا کو نیند آجائے تو کائنات برباد ہو جائے۔

اللہ خالق تے اللہ واحدؐ اللہ بخشش والا
کُن تھیں سب پیدائش کیتی کیا گورا کیا کالا
اُسدی شان سوائی سب توں' تے اُسدا کوئی نہ ثانی
اول' آخر' باطن' ظاہر اس دا رنگ پچھانی

☆ ربُوبیت کا اعلان

حضرات محترم! اللہ کریم نے اپنی ربوبیت و وحدانیت کا اعلان فرمایا' اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو' جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ' ﴿القرآن﴾ یہ خطبے میں مذکور آیت کریمہ کا ترجمہ ہے۔ یہ اعلان پاک بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عام ہے۔ وہ عرش علا سے لے کر تحت الثریٰ تک' مشرق سے لے کر مغرب تک' جنوب سے لے کر شمال تک سب کا رب ہے' سب کا خالق ہے' سب کا رازق ہے۔ گویا اسلام نے عالمگیر ربوبیت کا تصور پیش کیا ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا کہ جب تم سے پہلوں کو بھی اس رب نے پیدا فرمایا ہے اور تمہیں بھی اسی نے پیدا فرمایا ہے۔ پھر تم اسے چھوڑ کر ادھر ادھر کیوں ذلیل ہو رہے ہو' تم کالعدم تھے' اس نے تمہیں وجود دے کر احسان کیا اور اب اس احسان کرنیوالے خدا سے انحراف کر رہے ہو' کیا احسان فراموشی اچھی عادت ہے؟

توحید کا عقیدہ انسان کو پرہیزگار بناتا ہے۔ جو تکمیل انسانیت کا اہم تقاضا ہے۔

ربُوبیت کا ثبوت

اس آیت مبارکہ سے اگلی آیت میں ربوبیت کے روشن ثبوت بھی بیان کر دیئے گئے۔ اگر کوئی پوچھے کہ ہم کس رب کی عبادت کریں؟ وہ رب ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے۔ فرمایا

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَآءً وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
وہ رب وہی ہے جس نے زمین کا فرش بچھایا' اور آسمان کو قائم کیا اور آسمان سے بارش نازل کی اور زمین سے پھل پیدا کئے' جو تمہارا رزق ہیں' پس اللہ کے شریک نہ بناؤ اور تم ﴿یہ باتیں﴾ اچھی طرح جانتے ہو' ﴿القرآن﴾

اس آیت گرامی میں توحید و ربوبیت کے یہ دلائل بیان کئے گئے کہ زمین کا وجود' آسمان کا قیام' بارش کا نزول' پھلوں کی پیدائش اور رزق کا نظام سب کچھ اس واجب الوجود کی دلیل ہے' اور انسان اس حقیقت ثابتہ سے بخوبی آشنا ہے' کیونکہ یہ اسکی فطرت کی آواز ہے۔ سب سے بڑے مبلغ توحید حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا' كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے ﴿بخاری﴾ بس یہ افسوس ہے کہ انسان اس آواز فطرت کو سننے کیلئے تیار نہیں' اور کھلی آنکھوں سے اس کا نظارہ کرنے کیلئے آرزومند نہیں۔ انبیاء کرام کی بعثت کا یہی مقصد وحید ہوتا ہے کہ وہ انسان کے بند کانوں کو کھول دیں اور بند دلوں کو وسیع کر دیں اور اسکی بند آنکھوں میں نظارے کی تڑپ پیدا کر دیں' بخاری شریف کی حدیث ہے۔

وَيَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا' یعنی اس پیغام وحدت کے ذریعے اندھی آنکھیں' بہرے کان اور بند قلوب کھل جائیں' حضرت سیدنا بھیک قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

بھیکا بھوکا کوئی نہ ارے ہر گدڑی میں لال
گرہ کھول نہ جان دے' اس بن رہین کنگھال

نبی' انسان کی گرہ کھولنے کیلئے آتا ہے تاکہ اسکے سامنے اللہ تعالیٰ کے وجود پاک کے دلائل نکھر کر سامنے آجائیں اور وہ ہر منظر فطرت میں اس کا نظارہ کر کے معرفت کا اعلیٰ مقام حاصل کر سکے۔

امام اعظم کا ایک دہریے سے مناظرہ

دہریہ اللہ کے موجود ہونے کا منکر ہوتا ہے' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دور کی بات ہے کہ ایک منہ پھٹ دہریے نے چیلنج کیا کہ کوئی مسلمان خدا کے موجود ہونے کی دلیل دے' اگر خدا ہے تو دکھائی کیوں نہیں دیتا' اور وہ ہے تو کس طرف ہے۔ یہ تین عقلی سوال تھے' جن کے جواب کیلئے بھی عقل کی ضرورت تھی' ظاہر ہے شریعت کو تو وہ اپنے لئے حجت نہیں سمجھتا تھا' حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اس کا چیلنج قبول فرمالیا' مقررہ تاریخ پر لوگ اکٹھے ہو گئے۔ وہ دہریہ پہنچ گیا مگر آپ دیر سے آئے' اس نے کہا' ابوحنیفہ' آپ مقررہ وقت پر نہیں آئے۔ کیا مجھ سے خوف زدہ تھے' آپ نے فرمایا' دراصل میں دریا کے اس پار چلا گیا تھا۔ اور آج دریا عبور کرنے کیلئے کوئی کشتی میسر نہیں تھی' میں اس پریشانی کے عالم میں دریا کے کنارے چلتا رہا کہ ایک باغ آ گیا' باغ کے درخت خود بخود کٹ گئے' ان درختوں کے اپنے آپ ہی تختے بن گئے' ان تختوں کی کشتی بن گئی' کشتی دریا میں اتر گئی' میں اس کشتی میں بیٹھ کر آیا ہوں' آپ کا یہ عجیب وغریب کلام سن کر وہ زور سے ہنسا اور کہنے لگا' بھلا یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے' آپ نے فرمایا' یہ تو تمہارے سوچنے کی بات ہے کہ اگر ایک معمولی سی کشتی بغیر بنانے والے کے نہیں بن سکتی تو اتنی بڑی کائنات خدا کے سوا کیسے بن سکتی ہے' وہ حیران ہو گیا' پھر آپ نے ایک شمع روشن فرمائی اور فرمایا اس کی روشنی کا منہ کدھر ہے۔ وہ کہنے لگا ہر طرف' آپ نے فرمایا' خدا زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے وہ بھی ہر طرف موجود ہے۔ اَیْنَ مَا تَوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهُ' تم جدھر جاؤ گے' ادھر اللہ کا جلوہ ہے۔ ﴿القرآن﴾

تجلی تیری ذات کا سو بسو ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

پھر آپ نے دودھ کا ایک پیالہ منگوایا اور فرمایا کیا اس میں دہی' پنیر' مکھن

بالائی وغیرہ موجود ہے؟ وہ کہنے لگا' ہاں موجود ہے' آپ نے فرمایا ''موجود ہے تو دکھاؤ کہاں ہے؟ گویا معلوم ہوا کہ کسی کا نظر نہ آنا اس کے عدم وجود کی دلیل نہیں' یہ نظر ناقص کا قصور ہے' اللہ تعالیٰ تو لطیف ہے' لَایُدْرِکُهُ الْاَبْصَار' آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں' کوئی اس کو معبود واحد تسلیم کرلے' قیامت کے دن اسے اس طرح بے حجاب دیکھے گا جس طرح وہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتا ہے۔

☆ حضور حق کا آئینہ ہیں

اس مقام پر عشق مصطفےٰ اور حسن مصطفےٰ کی بات بھی ہو جائے۔ خدا نظر نہیں آتا' ورنہ موسیٰ علیہ السلام دیکھ لیتے' خدا کو دیکھنے کیلئے صرف ایک ہی آنکھ میں استعداد پائی جاتی ہے۔ اور وہ ہے محبوب کی مَازَاغَ الْبَصَر والی آنکھ' اس آنکھ نے خدا کو دیکھا اور دل نے تصدیق فرمائی کہ واقعی دیکھا' گویا اس آنکھ میں خدا کے جلوے روشن ہیں۔ جب اس آنکھ سے غیب الغیب بھی پوشیدہ نہیں تو غیب پر بحث کرنا فضول ہے۔ غیب کو دیکھنا آسان ہے' غیب الغیب کو دیکھنا مشکل ہے۔ لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ لَنْ تَرَانِیْ کی بجائے اُدْنُ مِنِّیْ کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ میرے محبوب کے مشاہدے کا انکار نہ کرو' وہ عرش سے لے کر فرش تک' خدا سے لیکر خدائی تک سب کو دیکھ رہے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ فَعَرَفْتُ' میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے سب کو پہچان لیا' ﴿ترمذی' مشکوٰۃ﴾ یاد رہے کہ بعض اوقات آدمی چیز کو دیکھتا ہے مگر پہچانتا نہیں' میرے سامنے سب کے چہرے ظاہر ہیں لیکن میں سب چہروں کو پہچانتا اور جانتا نہیں مجھے کوئی علم نہیں کہ اس صاحب کا کیا نام ہے' اس صاحب کی کیا تعریف ہے' اسی طرح بعض اوقات آدمی چیز کو دیکھتا نہیں لیکن پہچانتا ہے' اچانک بجلی چلی جائے تو آدمی کو پہچان ہوتی ہے کہ موم بتی کہاں ہے' دیا سلائی کدھر ہے' پر قربان جائیں نگاہ مصطفیٰ کے' سرکار سب کو دیکھتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں۔ اسی

لئے امام احمد رضا خاں بریلوی نغمہ سرا ہیں۔

سر عرش پر ہے تری گذر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے وہ نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

یہ نظر کی بات تھی، اب رخ اقدس کی بات ہوتی ہے۔ فرمایا اَنَا مِرْاٰةُ الْحَقِّ، میں حق کا آئینہ ہوں، ﴿مثنوی شریف﴾ گویا جس نے حضور کے حسن و جمال کو دیکھا اس نے حق کے حسن و جمال کو دیکھا ...... جس نے حضور کے فضل و کمال کو دیکھا اس نے حق کے فضل و کمال کو دیکھا ...... جس نے حضور کے جود ونوال کو دیکھا اس نے حق کے جود ونوال کو دیکھا، گولڑہ شریف کے تاجدار نے قلم توڑ دیا۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

حضرات محترم! ہمیں خدا نظر نہیں آتا، مگر ہم مانتے ہیں، کیوں مانتے ہیں، اس لئے مانتے ہیں کہ اسے ہمارے محبوب نے جو دیکھ لیا ہے، کیا محبوب کا دیکھنا ہمیں کافی نہیں۔ آج لوگ حضور کے بغیر اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار کرنا چاہتے ہیں، ارے حضور کے زبان نبوت پر اعتماد کرو گے تو توحید کیلئے کسی دلیل کی بھی کوئی حاجت محسوس نہ ہوگی، حضور خود توحید کی سب سے بڑی دلیل بن کر آئے ہیں۔ فرمایا

☆ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَه، بِالْهُدٰی وہ رب وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ ﴿القرآن﴾

☆ قَدْ جَآءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ بیشک تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس برھان آ گئی۔ ﴿القرآن﴾

☆ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ محبوب تیرے رب کی قسم یہ اسوقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنا حاکم نہ مان لیں۔ ﴿القرآن﴾

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنا تعارف بھی اپنے محبوب والا کے حوالے سے کرواتا ہے۔ کیونکہ اس کا محبوب اس کی ذات و صفات کی سب سے بڑی دلیل

ہے۔ جو دلیل اعظم کو نہیں مانتا وہ دعویٰ کو نہیں مانتا' بلکہ یہ دلیل اعظم' ایمانی دنیا میں اتنی اہم ہے کہ کوئی اس کے بغیر دعویٰ کو مان بھی لے تو بات نہیں بنتی۔

☆ دلیل صامت اور دلیل ناطق

ہر چیز خدائے واحد کی دلیل ہے۔ دلیل کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ دلیل صامت یعنی خاموش دلیل' دلیل ناطق یعنی بولتی دلیل' یہ زمین' یہ آسمان' یہ درخت یہ پہاڑ' یہ پھول' یہ چمن' یہ ہواؤں کے فراٹے' یہ موجوں کے خراٹے' یہ صحراؤں کے سناٹے' یہ دریاؤں کی طغیانیاں' یہ بہاروں کی مہمانیاں' ہر چیز خاموش دلیل ہے۔ ایسی خاموش دلیل ہے کہ لوگوں نے اسے ہی خدا سمجھ لیا وہ پھر بھی خاموش رہی' پتھروں کو پوجا گیا' وہ خاموش رہے' چاند' ستاروں کی عبادت کی گئی وہ چپ رہے' سمندروں کے سامنے سر جھکتے رہے وہ مہر بلب رہے ...... لیکن نبی محترم رسول مکرم ﷺ کی ذات دلیل ناطق ہے' یہ دلیل ناطق بھی ایسی شان ومنزلت والی ہے کہ اس نے اگر دلیل صامت کو اشارہ کیا وہ بھی ناطق بن گئی ہاں۔ ہاں' کون نہیں جانتا' دلیل ناطق کے اشارے سے پتھر بولنے لگے' چاند ٹوٹنے لگا' سورج پھرنے لگا' حیوان کلام کرنے لگے' شجر حاضر خدمت ہونے لگے۔

پیڑ دوڑے' ماہ ٹوٹے' جانور سجدہ کریں
اللہ' اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہیں

میرا محبوب' خدا کا مظہر کامل ہے ...... محبوب کی جس ادا کو دیکھا جائے خدا کی ادا یاد آئے گی' حضور کے حکم سے اللہ کا حکم یاد آیا' حضور کے علم سے اللہ کا علم یاد آیا' حضور کے لطف سے اللہ کا لطف یاد آیا' اللہ تعالیٰ نے تو فرما دیا ہے' محبوب جو تمہیں حاکم نہیں مانتے' میں انہیں مومن نہیں مانتا'

خلاصہ ہے یہی روز ازل سے کفر و ایماں کا'
انہیں جو چھوڑ دے' کافر' انہیں جو مان لے مومن

حضرات محترم! ایک آدمی کہتا ہے کہ میں خدا کا بندہ ہوں' خدا کو ایک مانتا ہوں' خدا کے نام پر جان و مال قربان کرتا ہوں' لیکن زبان رسالت کے کہنے پر نہیں ...... دوسرے دلائل توحید کو دیکھنے پر ...... گویا وہ آدمی سمندروں' ہواؤں اور فضاؤں کو دیکھ کر خدا پر ایمان لاتا ہے لیکن مومن نہیں۔ یوم آخرت کو مانتا ہے' لیکن مومن نہیں' وہ خدا کی باقی سب باتیں مانتا ہے وہ تمام اچھی عادتوں کا خوگر ہے' وہ تمام بری عادتوں سے متنفر ہے' لیکن مومن نہیں' یہ ایسا کیوں ہے' یہ اس لئے ہے کہ اس نے جان ایمان کو نہیں مانا' خدا اس توحید کو قبول کرتا ہے جو دلیل ناطق کو مان کر تسلیم کی جائے۔ اسی لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریفہ میں فرما گئے۔

''میں خدا کو بھی اس لئے مانتا ہوں کہ وہ محمد مصطفیٰ کا رب ہے''

☆ ایک دل پذیر نکتہ

دلیل ناطق کی اہمیت دیکھئے' اور اس کی عظمت شان کو سلام نیاز پیش کیجئے' آپ مجھے اربوں انسانوں میں سے ایک انسان ایسا دکھا دیں جو اس دلیل ناطق کو مانتا ہو مگر خدائے واحد کو نہ مانتا ہو' صرف ایک انسان' آپ نہیں دکھا سکیں گے' کیونکہ جو انسان بھی حضور سراپا نور ﷺ کو مانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات مستور کو ضرور مانتا ہے۔ عقل بھی کہتی ہے کہ دلیل کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ دعویٰ کو ثابت کرتی ہے۔ لیکن آیئے میں آپ کو اربوں انسان دکھاتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر اس دلیل ناطق یعنی ذات رسول کی عظمتوں کو نہیں مانتے' ہاں' ہاں ہزاروں انسان کلمہ توحید پڑھنے والے تو ہم مسلمانوں میں شامل ہیں جو توحید' توحید کرتے ہیں' مگر عظمت رسول کو بیان نہیں کرتے۔ مان بھی لیں تو اپنے جیسا بشر مانتے ہیں' باقی قوموں اور ملتوں کا ذکر ہی کیا' معلوم ہوا' ایمان اسی کا قبول ہے جو اس جان ایمان' روح قرآن' حسن عرفان کی بارگاہ میں چلا آتا ہے۔

جنت کے نظارے اسے ہی نصیب ہوں گے جس کے ہاتھ میں عشق رسول کی دولت ہوتی ہے۔ اللہ اللہ

نماز اچھی' روزہ اچھا' حج اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

☆ توحید کے ثمرات

ہر انسان جب بھی کوئی کام کرتا ہے تو اس میں اپنے نفع ونقصان کا تجزیہ کرتا ہے' اسے دیکھنا بھی چاہیے' انسان جو ہوا' عقل کی دولت کا حامل جو ٹھہرا۔ لیکن اسے یہ بھی تو دیکھنا چاہیے کہ خدائے واحد کو واحد و مالک ماننے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ اس کی فطرت کی آواز ہے' اس کو سب سے پہلے سننا چاہیے' آیئے میں بتاتا ہوں کہ خدا کو ماننے کا کیا ثمرہ ہے اور کیا فائدہ ہے۔

☆ خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ جو ہر دو جہان سے بڑی دولت ہے۔

☆ خدا کو ماننے سے ساری کائنات اس ماننے والے کو مانتی ہے' مَنْ لَهُ الرَّبُ فَلَهُ الْكُل ' جس کا رب' اس کا سب۔

☆ خدا کو ماننے سے جھوٹے خداؤں سے جان چھوٹ جاتی ہے' آدمی در در کی ضلالت سے بچ جاتا ہے۔ اس سب سے بڑے کریم کا دروازہ باقی سب دروازوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

☆ خدا کو ماننے سے آدمی میں عزم' استقامت اور امید کے جذبے پروان چڑھتے ہیں۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے' پھر اس پر ڈٹ جاتے ہیں تو ان پر اللہ اپنے فرشتے نازل فرماتا ہے۔ ﴿القرآن﴾

☆ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ جس نے کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جنت میں داخل ہو گیا' ﴿مسلم شریف﴾

☆ خدا کو ماننے سے ماننے والوں میں اتحاد' یگانگت' مساوات کی قدریں پروان چڑھتی ہیں۔ فرمایا "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو" ﴿القرآن﴾

☆ خدا سے ڈرنے والا' سب خوفوں اور خدشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اسے دو جنتیں عطا کی جائیں گی۔ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ' ﴿القرآن﴾

☆ انسان کے فطری تقاضے کی تکمیل ہوتی ہے جس سے انسان کو حقیقی سکون نصیب ہوتا ہے' فرمایا آلا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ' خبردار دلوں کا چین اللہ کے ذکر میں پوشیدہ ہے۔ ﴿القرآن﴾

کتنی تسکین ہے وابستہ ترے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی جاتی ہے کہ وہ اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کے غلاموں' مستانوں اور پروانوں کو نجات عطا فرمائے۔ اور توحید کے ساتھ ساتھ عشق مصطفیٰ کی سرمستی بھی نصیب کرے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

○❖○

ثانی نہیں خدا کا ، خدا کے رسول کا
منزل ہے وہ تو راستہ یہ ہیں حصول کا

پیدا خدا نے کون و مکان و مکیں کیے
صدقہ مرے کریم کے قدموں کی دھول کا

نور خدا ہے ان کی محبت کی روشنی
محور وہی ہیں دینِ خدا کے اصول کا

بھیجا ہے حق نے ان کو بنا کے رسولِ کل
قبلہ وہی ہیں وصل کا ، کعبہ وصول کا

یادِ خدا ہے غنچۂ ایمان کی حیات
ذکرِ نبی سبب ہے کرم کے نزول کا

نورِ خدا بھی ہیں وہی ، خیر البشر بھی ہیں
کیوں معتبر ہو شور کسی بوالفضول کا

گستاخِ مصطفٰے سے تعلق حرام ہے
رشتہ ہی کیا ہے سوچ تو کانٹے سے پھول کا

خود نور اپنا ان کے تن و جاں کو حق کہے
پھر تجھ کو کیوں ہو خطرہ یہاں پر حلول کا

میں ہوں غلامِ زار قیامت میں کامیاب
دنیا میں ریزہ چیں تھا جو آلِ بتول کا

***

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

○❖○

ہر دم خدا کی شان کے تذکار کیجئے

پیارے نبی سے ٹوٹ کر سب پیار کیجئے

دل کو خدا کی یاد سے بیدار کیجئے

جاں کو نبی کے عشق سے سرشار کیجئے

ان کی وفا کے پھول اگا کر قدم قدم

دنیا کے خار زار کو گلزار کیجئے

دستِ خودی میں تھام کر اسلام کا علم

خود کو جفا سے برسرِ پیکار کیجئے

منزل کٹھن ہے، راہ خطرناک، شوق گم

مشکل کشائی، سید ابرار، کیجئے

بخشش تری نگاہِ طرحدار کی عطا

مجھ پر بھی اک نگاہ طرحدار کیجئے

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُجْتَبٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْخَوْفِ وَالرِّجَاءِ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات محترم! آج میری تقریر کا عنوان جلی ہے ''میلاد مصطفےٰ'' میلاد کا معنیٰ ومفہوم ہے حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرنا۔ ان کی آمد آمد کی داستان چھیڑنا۔ ان کی تشریف آوری کی خوشی میں خوشیاں منانا' مبارک بادیں پیش کرنا' اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حسن تشکر کا اظہار کرنا' مولا کریم تیرا شکر ہے' تیرا احسان ہے کہ تو نے اہمیں اپنی رحمت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ سے سرفراز فرمایا' اپنا محبوب' عطا فرمایا یعنی یہ رحمت ونعمت دائمی ہے اس لئے اس کی خوشی بھی دائمی ہونی چاہیے بلکہ ہر خوشی پر غالب ہونی چاہیئے' اس لئے امام بریلوی کا عزم دیکھئے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

☆ قرآن پاک کا حکم دیکھئے

قرآن مجید کا ارشاد ہے' قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ' اے محبوب تو فرما دے کہ اللہ کے فضل اور رحمت پر خوب خوشی منایا کرو' وہ خوشی ہر اس چیز سے بہتر ہے جسے تم جمع کرتے ہو...... اب ذرا بتایئے کہ کیا ہر فضل خدا اور رحمت کبریا پر مسرتوں اور شادمانیوں کا اظہار کرنا قرآن پاک سے ثابت نہیں؟ اولاد ملے تو خوشی کرو ...... جائیداد ملے تو خوشی کرو' اچھا عہدہ نصیب ہو تو خوشی کرو' کوئی آرزو بر آئے تو خوشی کرو۔ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں' اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں' ان کے حصول پر خوشی کرنا قرآن پاک سے ثابت ہے۔ ہر مکتب فکر کا آدمی خوشی مناتا ہے کسی کو کوئی بدعت و ضلالت نظر نہیں آتی' اللہ اکبر! ہم وہ خوش نصیب مسلمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے فضل اور سب سے عظیم رحمت کے آنے کا ذکر کرتے ہیں' اس کے ظہور نور کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اگر ادنیٰ فضل و رحمت پر خوشی جائز ہے تو اعلیٰ فضل و رحمت پر کیوں جائز نہیں ...... ہاں' ہاں' اللہ کی عزت کی قسم! میرا نبی سب سے بڑا فضل ہے۔ فرمایا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ' اور مومنوں کو بشارت دے کہ اللہ کی طرف سے انہیں فضل کبیر مل گیا ﴿القرآن﴾ ہاں! ہاں' میرا نبی سب سے بڑی رحمت ہے' فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ' اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا' ﴿القرآن﴾

حضرات گرامی! یہ خوشی منانے کیلئے کسی مفتی وقت کے فتووں کی کوئی ضرورت نہیں' ایمان کے جلووں کی ضرورت ہے۔ اس خوشی کا تعلق بھی ایمان کے ساتھ ہے' جن کے پاس یہ دولت سرمدی موجود ہے وہ تو پکار رہے ہیں۔

عید میلاد النبی ہے کیا سہانا نور ہے
آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

ایک حسین نکتہ

قرآن پاک کا مطالعہ کریں' مولا کریم نے تمام اہم اعلانات اپنے محبوب اکرم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے کروائے۔

☆ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" فرما دے' اللہ ایک ہے۔ ﴿القرآن﴾

☆ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ' فرما دے' اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا' ﴿القرآن﴾

☆ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى' فرما دے' میں تم سے اس ہدایت کا کوئی اجر نہیں مانگتا' مگر یہ کہ میرے قریبیوں سے مودت رکھنا' ﴿القرآن﴾

☆ قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعاً' فرما دے' اے لوگو میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ ﴿القرآن﴾

اس کی اور بھی مثالیں جگہ جگہ موجود ہیں' گویا رب تعالیٰ نے توحید کا اعلان' محبوب کی اطاعت کا اعلان' اہل بیت کی مودت کا اعلان اور اُن کی رسالت کا اعلان جس طرح زبان رسالت سے کروایا اسی طرح فضل و رحمت کے حصول پر مسرت کا اعلان بھی زبان رسالت سے کروا دیا۔ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ توحید بھی اسی کی منظور ہے جو آمد مصطفیٰ سے خوش ہے...... محبت خدا بھی اسی کی مقبول ہے جو آمد مصطفیٰ سے خوش ہے...... مودت اہل بیت بھی اسی کی محمود ہے جو آمد مصطفیٰ سے خوش ہے...... عقیدۂ رسالت بھی اسی کا مطلوب ہے جو آمد مصطفیٰ سے خوش ہے...... فضل و رحمت کے حصول پر مسرت بھی اسی کی پرنور ہے جو آمد مصطفیٰ سے خوش ہے۔ جو اس آمد سے خوش نہیں وہ کسی حکم سے خوش نہیں' جو مصطفیٰ کی ذات سے خوش ہے وہ اللہ کی ہر بات سے خوش ہے۔ اس لئے آمد مصطفیٰ پہ سب کائنات خوش ہوگئی کہ وہ جان کائنات جلوہ فرما ہوگیا ہے۔

کائنات کی سب سے عظیم خبر

یاد رکھئے! کائنات کی سب سے عظیم خبر' آمد مصطفٰے کی خبر ہے۔ عالم ارواح میں بھی یہی خبر عام تھی ...... عالم اجسام میں بھی یہی خبر گرم تھی' ماضی' حال' استقبال کون سا زمانہ اس خبر سے خالی ہے؟ ہاں! ہاں' حضور ابھی نہیں آئے تھے تو سب کی زبان پر یہی جملہ تھا کہ حضور آنے والے ہیں۔ تمام نبی کہتے رہے ...... تمام ولی کہتے رہے ...... تمام کتابیں کہتی رہیں ...... تمام فرشتے کہتے رہے ...... عرش پر بھی یہی دھوم تھی' فرش پر بھی یہی ذکر تھا......

ابھی آتے ہیں' ابھی آئیں گے' انہیں آنا ہے
شب فراق یہ کہہ کر گذار دی ہم نے

حضرات محترم! جب حضور آگئے تو سب پکار اٹھے' لو' جس جان مراد کا انتظار تھا وہ آگئے ہیں ...... مشرق والوں نے مغرب والوں کو مبارک دی' مغرب والے مشرق والوں کو بشارت سنانے لگے' سب خوش ہوگئے' سب خوش ہوگئے۔

چمن خوش ہیں' بہار مل گئی ...... پھول خوش ہیں' قطار مل گئی۔
بلبل خوش ہیں' پکار مل گئی ...... عبدالمطلب خوش ہیں ...... امیدوں کا ثمر مل گیا' سیدہ آمنہ خوش ہیں ...... نبوت کا قمر مل گیا ...... پاک حلیمہ خوش ہیں ...... رسالت کا گہر مل گیا' ...... حضور کے آنے سے سب خوش ہیں۔

صدیق خوش ہیں ...... صداقت مل گئی
فاروق خوش ہیں ...... عدالت مل گئی
عثمان خوش ہیں ...... سخاوت مل گئی
علی خوش ہیں ...... شجاعت مل گئی
حسن خوش ہیں ...... مروت مل گئی
حسین خوش ہیں ...... شہادت مل گئی

امام خوش ہیں امامت مل گئی ...... قائد خوش ہیں، قیادت مل گئی ...... سید خوش ہیں، سیادت مل گئی ...... غوث خوش ہیں، غوثیت مل گئی ...... مجدد خوش ہیں، حمایت مل گئی ...... داتا خوش ہیں، ولایت مل گئی ...... خواجہ خوش ہیں، عنایت مل گئی ...... غریب خوش ہیں، رکھوالا مل گیا ...... یتیم خوش ہیں، کملی والا مل گیا۔

سال و ماہ خوش، روز خوش، شب خوش
وحشی دشت خوش، مہذب خوش
الغرض آپ کی ولادت سے
مسٹر ابلیس کے سوا سب خوش

☆ مال اور اعمال سے بہتر

حضرات محترام! دنیا میں انسان مال جمع کرتا ہے اور اعمال جمع کرتا ہے۔ مال دنیا کیلئے ...... اعمال آخرت کیلئے۔ قرآن پاک نے بتا دیا کہ تم جتنے مال جمع کرو گے اور جتنے اعمال جمع کرو گے، اس فضل و رحمت کی آمد کی خوشی سب سے بہتر ہوگی، سب سے اولیٰ ہوگی، سب سے اعلیٰ ہوگی، فرمایا

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ، یعنی وہ خوشی ہر جمع شدہ چیز سے بہتر ہے۔ اس جملے میں کتنا زور ہے، گویا باقی مال اور اعمال بھی اس خوشی کے صدقے قبول ہوں گے۔

☆ شیطان کا غمناک ہونا

الروض الانف میں حضرت امام محدث سہیلی قدس سرہٗ نے بیان فرمایا ہے کہ شیطان تین مرتبہ بہت زیادہ غمناک ہوا۔ اس نے اپنی ناکامیوں اور محرومیوں کا خوب ماتم کیا۔ جب وہ زمین پر پھینکا گیا، وہ بہت رویا اور چیخا ...... جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی، وہ بہت غمزدہ ہوا ...... اور جب سورۃ الفاتحہ نازل ہوئی، وہ بہت پریشان ہوا، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں پر خوش ہونا، مسلمان کا کام ہے، شیطان کا کام نہیں، پھر وہ سب سے بڑے فضل اور سب سے بڑی رحمت پر

کیسے خوش ہوتا' حضور آئے تو وہ غمناک ہوا' اپنے بالوں کو خاک آلود کرنے لگا' چیلوں نے پوچھا' گرو جی کیا بات ہے۔ اس نے کہا' آج ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ وہ بولے' نبی تو پہلے بھی آتے رہے۔ تو نے اتنا ماتم نہیں کیا تھا' آج کون سا نبی پیدا ہوا' جس کی ولادت نے تیرے جیسے لعنتی کو بھی پریشان کر دیا ہے' اس نے کہا' آج محمد رسول اللہ پیدا ہوئے' خاتم النبیین جلوہ گر ہوئے' ظالمو! پہلے نبی آتے تھے' آج نبیوں کا پیشوا آ گیا ہے' پہلے رسول آتے تھے' آج رسولوں کا مقتدا آ گیا ہے۔ گویا

ہوئی ہر طرف ابر رحمت کی بارش
کہ آج انبیاء کا امام آ گیا ہے

☆ رحمان نے میلاد منایا

حضور صاحب میلاد ﷺ کی آمد آمد پر خود رب رحمان نے میلاد منایا' عرش سے لے کر فرش تک کی تمام زیبائیاں حجرۂ آمنہ پر نچھاور کر دیں' حوروں اور فرشتوں کے کاروان زمین پر اتارے' اپنی کبریائی اور محبوب کی مصطفائی کے جھنڈے لہرائے۔ حضرت امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ 'المولدالعروس' میں لکھتے ہیں۔ لَمَّا وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَعْلَنَتِ الْمَلَائِکَتُہ سِرًّا وَجَھْرًا ...... وَضَجَّتِ الْمَلَائِکَتُہ بِالتَّسْبِیْحِ وَالتَّحْلِیْل والتَّکْبِیْرِ لِلْمَلِکِ الْجَلِیْل وفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجنَانِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النِّیْرَانِ فَرْحًا بِوَلَادَۃِ سَیِّدِ الْاَکْوَان یعنی جب رسول ﷺ پیدا ہوئے تو فرشتوں نے خفیہ اور علانیہ بیان کیا اور رب جلیل کی تسبیح' تحلیل اور تکبیر بیان کی' جنت کے دروازے کھل گئے' جہنم کے دروازے بند ہو گئے' کیونکہ سب کو سید الکونین کی ولادت پاک کی خوشی حاصل ہوئی تھی۔ گویا ہر طرف ترانے گونج رہے تھے۔

سب توں اُچی شان والا آ گیا
اچے رتبے پان والا آ گیا

سب نوں سینے لان والا آ گیا
رحمتاں ورتان والا آ گیا

☆ فَلْيَفْرَحُوْا کا حکم مطلق

حضرات والا! جب ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کے میلاد پاک پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تو اب دیکھنا یہ ہے کہ خوشی کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟ فَلْيَفْرَحُوْا' خوشی کرو' یہ حکم مطلق ہے' اور کلیہ یہ ہے کہ اَلْمُطْلَقُ يَجْرِي عَلٰى اِطْلَاقِهٖ یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس حکم مطلق کے مطابق ہر وہ خوشی جائز ہے جس کو شریعت مطہرہ نے منع نہ کیا ہو' جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں خوشی جائز نہیں' فلاں مسرت درست نہیں۔ جھنڈیاں کیوں لگاتے ہو' جلوس کیوں نکالتے ہو' جلسے کیوں کرتے ہو' قمقمے کیوں لگاتے ہو' ایک دوسرے کو مبارک باد کیوں پیش کرتے ہو' عید کیوں مناتے ہو' میں کہتا ہوں' تم ان خوشیوں سے کیوں روکتے ہو' کیا قرآن نے روکا ہے؟ کیا مصطفےٰ کے فرمان نے روکا ہے' اب کسی چیز کی حرمت کیلئے تمہاری ''پریشانی'' حجت نہیں' اللہ اور اس کے رسول کی کوئی نشانی حجت ہے۔ پھر یہ ساری باتیں' بیٹے کی ولادت یا بیٹے کی شادی پر بالکل جائز ہو جاتی ہیں' اپنے دارالعلوم کے صد سالہ جشن میں بھی کوئی قباحت نظر نہیں آتی' لگتا ہے بیٹے سے اور مدرسے سے محبت زیادہ ہے اور اپنے نبی سے محبت کم ہے۔ خدا کے بندو! روکنا ہے تو فحاشی کے سیلاب کو روکو' بے حیائی کے طوفان کو روکو' فلموں کو روکو' ڈراموں کو روکو' انڈیا کی تہذیب کے حملوں کو روکو' میلاد مصطفےٰ کے پروگراموں کو کیوں روکتے ہو۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا' اپنی عادت کیجئے

☆ میلاد کی شرعی حیثیت

کسی چیز کے ثبوت کیلئے قرآن وحدیث کو دیکھنا چاہیے' کیا قرآن پاک نے حضور پرنور ﷺ کی آمد آمد کا ذکر نہیں کیا؟ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر فرمایا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا میلاد بیان کیا...... حضرت اسماعیل علیہ السلام کا میلاد بیان کیا...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میلاد بیان کیا...... حضرت مریم' حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کا میلاد بیان کیا ...... پھر جب باری آئی آمنہ کے درِ یتیم کی تو اور کمال کر دیا......فرمایا

☆ قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْر'' بیشک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا۔ ﴿القرآن﴾

☆ قَدْ جَاءَ کُمْ بُرْھَان'' مِنْ رَبِّکُمْ بیشک تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس برھان آئی۔ ﴿القرآن﴾

☆ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا وہ رب ہے جس نے امیوں میں ایک شان والا رسول مبعوث فرمایا۔ ﴿القرآن﴾

☆ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ہم نے آپ کو شاہد' مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ ﴿القرآن﴾

اس مضمون کی کتنی ہی آیات قدسیہ' قرآن میں پائی جاتی ہیں' اگر ان آیات کو اہل ایمان کے جلسوں اور جلوسوں میں بیان کر دیا جائے تو کیا یہ فعل حرام ہے؟ کاش قرآن پاک کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

اسی طرح کتنی ہی احادیث منورہ میں حضور ﷺ کی آمد آمد کا ذکر ہے۔ آپ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

''میں کون ہوں' صحابہ نے عرض کیا' آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا' اَنَا مُحَمَّدُ ابْنِ عَبْدِاللّٰہ ابْنِ عَبْدِالْمُطَّلِب' اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ وَجَعَلَھُمْ

فِرْقَتَیْنِ' وَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ وَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا وَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَخَیْرُھُمْ بَیْتًا' میں محمد ہوں' عبداللہ کا فرزند ہوں' عبدالمطلب کا دل بند ہوں' اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا اور اس کے دو فرقے بنائے' مجھے بہترین فرقے میں پیدا فرمایا پھر اس کے قبیلے بنائے اور مجھے بہترین قبیلے میں بھیجا' اس کے گھر بنائے اور مجھے بہترین گھر میں پیدا فرمایا' پس میں اپنی ذات اور گھر کے حوالے سے سب مخلوق سے بہترین بن کر آیا ہوں' ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

اللہ اللہ! یہ حدیث رسول' میلاد رسول کا کس قدر بیان سنا رہی ہے' معلوم ہوا کہ میلاد بیان کرنا' قرآن کی بھی سنت ہے اور محبوب رحمان کی بھی سنت ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ہمیشہ اپنی زبانوں کو ذکر میلاد سے تر رکھا اور اپنے دلوں کو آباد کیا۔ ہاں کون نہیں جانتا' مسجد نبوی کا نورانی ماحول ہے ...... آفتاب نبوت جلوہ گر ہے ...... پروانے حاضر خدمت ہیں ...... منبر رسالت بچھا ہوا ہے ...... حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ' اوپر بیٹھے ہوئے ہیں ...... اپنی وجد آفرین آواز سے اپنے محبوب کا قصیدۂ میلاد پڑھ رہے ہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرًّا مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ
اَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَرِقَطُّ عَیْنِیْ
اَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

سرکار بھی خوش ہو رہے ہیں' صحابہ بھی مسرور ہیں ...... ارے یہ محفل میلاد نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ ذکر میلاد نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور نے دعا دی' مولا حسان کی جبریل کے ذریعے مدد فرما۔ معلوم ہوا کہ ذکر میلاد کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ داد و دعا سے نوازنا حضور خیر الانام کی سنت ہے۔

☆ ابو عامر انصاری نے میلاد منایا

شیخ الدلائل حضرت عبدالحق الہ آبادی نے اپنی کتاب ''الجوہر المنظم'' میں روایت لکھی ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ابو عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے محلے کی طرف گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ابو عامر انصاری اپنے عزیز و اقارب کو اکٹھا کر کے فرما رہے تھے

هٰذَا الْيَوْم، هٰذَا الْيَوْم، یہی وہ دن ہے، یہی وہ دن ہے، جس دن اللہ کے محبوب دنیا میں تشریف لائے۔ گویا وہ اعلان فرما رہے تھے۔

مل گئے مصطفےٰ اور کیا چاہیے
فضلِ رب العلا اور کیا چاہیے

نبی اکرم، رسول محتشم ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ لَكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَتُه كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكَ، اللہ نے تیرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے اور تمام فرشتے تیری مغفرت کی دعا مانگ رہے ہیں۔ وَمَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ نَجَاتَكَ جو تیرے فعل پر عمل کرے گا اسے بھی نجات نصیب ہوگی۔

حضرات محترم! دیکھئے میلاد منانے سے کیا ملتا ہے...... حیات بھی ملتی ہے...... نجات بھی ملتی ہے...... مغفرتوں کی سوغات بھی ملتی ہے...... فرشتوں کی بارات بھی ملتی ہے......

شعور دنیا و عقبیٰ، فروغ فکر و نظر
مرے رسول کی چوکھٹ سے کیا نہیں ملتا

☆ محفل والے محفل میں آ گئے

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی میلاد محبوب کی محفل سجائی، صحابہ سامعین بن گئے، آپ خود ثنا خوان ہو گئے، صحابہ ہر لفظ پر سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کے نعرے بلند کر رہے تھے، عجیب نور تھا، انوکھا سرور تھا، حضور صاحب

میلاد اچانک جلوہ گر ہوئے اور فرمایا حَلَّتْ لَکُمْ شَفَاعَتِیْ' اے میرے میلاد یو! تمہارے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی' ﴿الجوہرالمنظم﴾

ذرا غور کیجئے! محفل والے بھی محفل میں آ گئے' حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا ہے کہ میلاد کی محفل میں صاحب میلاد کی تشریف آوری ممکن ہے گویا اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
مرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

☆ حضرت شاذلی کا اعزاز

حضرت سیدنا ابو المواہب شاذلی قدس سرہٗ نے میلاد مصطفٰے کی نورانی محفل سجائی۔ دوران وعظ آپ نے یہ شعر پڑھا۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرِ
بَلْ ھُوَ یَاقُوْتٌ بَیْنَ الْحَجَرِ

یعنی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ بشر ہیں' لیکن بے مثل بشر ہیں' جیسے یاقوت پتھر ہے لیکن بے مثل پتھر ہے۔ آپ بھی پڑھ رہے تھے' سامعین بھی پڑھ رہے تھے' ایک وجدانی کیفیت طاری تھی کہ اچانک محفل جگمگا اٹھی' محفل کیوں نہ جگمگاتی' محفل والے جو جلوہ گر ہوگئے تھے' آپ صاحب میلاد ﷺ نے فرمایا' اے ابوالمواہب شاذلی' اللہ تعالٰی نے تجھے بھی بخش دیا اور تیرے ساتھ مل کر پڑھنے والوں کو بھی بخش دیا''

کوئی یہ سوچے کہ حضور کیسے آ گئے' یہ ساری کائنات حضور ﷺ کے سامنے سمیٹ دی گئی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا گویا یہ ساری دنیا آپ کے تصرفات و مشاہدات سے لبریز ہے۔ جو نبی اس عالم شہادت میں رہتے ہوئے عالم برزخ میں موجود

ہوسکتا تھا' وہ عالم برزخ میں رہتے ہوئے عالم شہادت میں بھی موجود ہوسکتا ہے۔ یہ ساری کائنات روح مصطفےٰ کی جولانیوں اور تجلیوں سے مالا مال ہے۔ ان کے ہاں قرب و بعد کی مسافتیں کیا حیثیت رکھتی ہیں' پکارنے والے میں اخلاص ہونا چاہیے۔

اگر ہو جذبہ کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

☆ حضرت ابن نعمان کا خواب

حضرت سیدنا ابن نعمان علیہ رحمۃ الرحمان نے ایک خواب دیکھا' آنکھ سوگئی' قسمت بیدار ہوگئی' حضور صاحب میلاد ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی' پوچھا حضور! میلاد کے بارے میں کیا حکم ہے' فرمایا مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِهٖ جو ہم سے خوش ہے' ہم بھی اس سے خوش ہیں ...... اللہ اللہ! اے حضور کی خوشیاں منانے والو! حضور بھی تم سے خوش ہورہے ہیں۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں۔

مومنو! خوشیاں مناؤ کملی والا آگیا
گیت حق کے گنگناؤ کملی والا آگیا

نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے اپنی کتاب "الشمامۃ العنبریہ" میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ جس کو ولادت مصطفےٰ سے خوشی نہیں وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں' گویا حضور کے میلاد کی خوشی صرف مسلمانوں کیلئے ہے' یہودی' سکھ' عیسائی' ہندو کو اس خوشی سے کیا غرض' قرآن بھی فرماتا ہے کہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا اللہ نے تو مومنوں پر احسان فرمایا ہے کہ ان میں اپنا رسول مبعوث فرمایا ﴿القرآن﴾ ...... بھئی جس پر احسان ہوتا ہے' خوشی بھی اسے ہی کرنی چاہیے۔ لہٰذا پوری دنیا کے مسلمان حضور کے یوم میلاد پر جی بھر کر خوشی مناتے ہیں۔ قرن اول سے مناتے آرہے ہیں۔ قرن محشر تک مناتے رہیں گے۔

میلاد مناتے آئے ہیں، میلاد مناتے جائیں گے
محبوب کی عظمت کے نغمے محشر میں سناتے جائیں گے
اللہ نے چاہا تو محشر ''میلاد نبی'' کا دن ہوگا
امت کی خطاؤں کو آقا دامن میں چھپاتے جائیں گے

☆ صحابہ کی مجلسِ میلاد

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مرتبہ حضور سراپا نور ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرام مل کر بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا، یہ جلسہ کیسا ہے، وہ عرض کرنے لگے یہ جلسہ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بجا لائیں کہ اس نے آپ کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا، حضور سراپا نور ﷺ یہ جواب سن کر خوش ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے۔

یہ حدیث پاک جلسہ میلاد منعقد کرنے پر کتنی روشن دلیل ہے۔

اس لئے ہم کہتے ہیں۔

آمدِ مصطفیٰ ہوئی روشن زمانہ ہوگیا
جس کے حضور ہوگئے اس کا زمانہ ہوگیا

مولا کریم تمام مسلمانوں کو مصطفیٰ کریم ﷺ کی آمد پر خوشیاں منانے کی توفیق دے، کیونکہ حضور ﷺ کی خوشی کے بغیر ہر خوشی بے معنی ہے اور لاحاصل ہے۔

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکیں حسن والا ہمارا نبی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

☆☆☆

O❖O

آتی ہے کس کے حسن کی بارات دم بدم

بٹتی ہے کس کے عشق کی خیرات دم بدم

دیتا ہے کون اہل جنوں کو پیامِ وصل

بنتے ہیں کس کے نام سے حالات دم بدم

اٹھتی ہے کس کے شوق میں ہر لحظہ سر زمیں

جھکتے ہیں کس کے در پہ سموات دم بدم

ڈھلتے ہیں کس کے ذکر میں ہنگامِ صبح و شام

پلتے ہیں کس کے درد میں دن رات دم بدم

کس کے تصورات میں کھویا چمن چمن

کس کی زبان گل سے سنی بات دم بدم

کس کے کرم کا ساون برستا ہے بار بار

ہوتی ہے کس کے لطف کی برسات دم بدم

کس نے غلامؔ زار کو زور بیاں دیا

کس نے نکھارا رنگِ خیالات دم بدم

***

میلاد اور اُس کا پیغام

○❖○

خدایا تیری رحمت پہ ہمیشہ ناز کرتا ہوں

تیرے ہی نام سے ہر کام کا آغاز کرتا ہوں

جہاں میں عام تیرے عشق کی آواز کرتا ہوں

میں خوابیدہ دلوں کو زمزمہ پرداز کرتا ہوں

میں جب بھی چھیڑتا ہوں دل کی تاروں پر ترے نغمے

میں اپنے درد کا چارہ اے چارہ ساز کرتا ہوں

مرے مولا، مجھے کافی سہارے تیری نصرت کے

میں تنکوں کے سہاروں کو نظر انداز کرتا ہوں

مرے مولا، تو ہی ہم راز ہے میرے گناہوں کا

میں تیرے روبرو توبہ مرے ہم راز کرتا ہوں

حقیقت میں تو ہی حاجت روا ہے اہل حاجت کا

ترے در پہ نیاز آگیں، جبیں ناز کرتا ہوں

میں جھکتا ہوں ترے آگے تو دنیا جان لیتی ہے

اٹھا کر پستیوں سے سر کو سرافراز کرتا ہوں

تیری رحمت سے چلتے ہیں وفا کے قافلے یارب

تری رافت سے کٹتے ہیں جفا کے فاصلے یارب

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَہ.

اما بعد

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْم
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِی یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات والا! اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم پُر خطاؤں پر اپنا فضل فرمایا اور ہمیں بن مانگے محبوب عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی امت و ملت ہونے کا شرف عطا فرمایا' یہ نسبت اتنی حسین نسبت ہے کہ سابقہ انبیاء کرام بھی اس کی آرزو رکھتے تھے' سابقہ قومیں اور امتیں بھی اس کی طلب گار تھیں' یہ نسبت معمولی نہیں ...... یہ نسبت رسولی ہے' اللہ کریم نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا ہے' ہمیں چاہیے کہ اس محبوب کی قدر کریں اور اس کی آمد آمد کے مقصد وحید کو سمجھیں' اس محبوب کے میلاد میں بیسوں پیغامات پوشیدہ ہیں' لیکن ہماری صورتحال کچھ یوں ہے

قلب میں سوز نہیں' روح میں احساس نہیں
کچھ بھی ''پیغامِ محمدؐ'' کا تمہیں پاس نہیں

☆ سوال کیا جائے گا

یہ بات طے شدہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ حضور کی آمد' نعمت عظمیٰ کی آمد ہے۔ اگر کسی نے اس نعمت عظمیٰ کا احترام نہ کیا اور اس کے پیغام پر توجہ نہ دی تو قیامت کے دن سوال کیا جائے گا' بلکہ قبر میں ہی پوچھ لیا جائے گا' مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ ' اے قبر میں آنے والے تو اس ''رجلِ عظیم'' کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا' یاد رہے کہ یہ سوال آخری سوال ہے' اس میں ناکامی پہلے سوالوں میں بھی ناکامی تصور کی جائے گی اور اس کی کامیابی سے پہلوں کی کمی بیشی کو بھی دور کر دیا جائے گا' جو بچہ سالانہ یعنی آخری امتحان میں پاس ہو جائے تو وہ پاس ہوتا ہے' پہلے یعنی ششماہی اور نوماہی کے امتحانوں کی خامیاں نظر انداز کر دی جاتی ہیں ...... یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر انسان کی قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اسلئے مومن کیلئے موت کا تصور بڑا خوشگوار ہے۔ اَلْمَوْتُ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ 'موت تو مومن کیلئے تحفہ ہے' موت کیا ہے' یہ تو پل ہے ...... یہ تو وسیلہ ہے ...... يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ' جو یار کو یار کے ساتھ ملاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دنیا سے جا رہے تھے اور مسکرا رہے تھے' بیوی سے فرمایا' کیوں روتی ہو' میں تو اپنے محبوب اور اس کے صحابہ کرام سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں ؎

روح نہ کیوں ہو مضطرب موت کے انتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

حضور پرنور ﷺ کا ہر قبر والے کے پاس آنا' اپنا جلوہ دکھانا اور اپنوں کو قبر کی وحشتوں سے بچانا' حضور کے حاضر و ناظر ہونے کی دلیل ہے' حدیث صحیح کے الفاظ ''هٰذَا الرجُلِ'' سے مراد ذات مصطفیٰ ہے' هٰذا اسم اشارہ قریب کیلئے ہوتا ہے۔ یعنی اس کیلئے ہوتا ہے جو محسوس بھی ہو اور مُبْصَر بھی ہو' کچھ لوگ شان

مصطفیٰ سے جلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں۔ میں کہتا ہوں کیا نکیرین بھی قبر والوں کے پاس آتے ہیں یا نہیں' کیا ملک الموت ایک لمحے میں ہزاروں انسانوں کی جان قبض کرنے کیلئے ان کے قریب جاتا ہے یا نہیں' جس امر کا نکیرین اور ملک الموت کے حق میں امکان مانتے ہو' ان سب کے آقا و مولا کے حق میں کیا استحالہ ہے۔ کیوں نہیں مانتے۔

ہر مکیں ان کے فیضاں کا محتاج ہے
ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی

☆ میلاد کا پیغام

حضرات محترم! ذات مصطفیٰ کا ظہور نور' اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے' اس لئے اس نعمت کے بارے میں سوال ضرور ہوگا' میلاد ہمیں اس سوال کا جواب عنایت کرتا ہے' میلاد اعلان کرتا ہے۔

اے محبوب خدا کا میلاد منانے والو! وہ دنیا میں آئے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئے' تم ان کا میلاد مناتے ہو تو نماز سے کیوں جان چھڑاتے ہو' سچا ''میلادی'' تو وہ ہے جو پانچ وقت کا نمازی ہے۔ یہاں ایک نکتہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہمارے نبی اکرم رسول اقدس نے آتے ہی سجدہ کیا' سجدے کیلئے ان امور کا علم ہونا ضروری ہے' ساجد کا جسم پاک ہونا چاہیے ...... ساجد کا لباس پاک ہونا چاہیے ...... ساجد کا مقام پاک ہونا چاہیے ...... مسجود برحق کا عرفان ہونا چاہیے۔ انداز سجدہ کا ادراک ہونا چاہیے ...... وقت سجدہ کا علم ہونا چاہیے' وغیرہ' ہمارے کریم آقا ﷺ نے آتے ہی سجدہ کیا تو اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ کو سجدہ اور اس کے لوازمات کا علم تھا' لوگ کہتے ہیں کہ چالیس سال کے بعد نبوت ملی' ہم کہتے ہیں یہ پہلے ہی دن کے سجدے کا کیا مطلب ہے؟ سجدہ میں امتی امتی' رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کی صدائیں لگانے کا کیا معنی ہے' یہ مبارک

جملہ بتا رہا ہے کہ آپ کو رب تعالیٰ کا بھی عرفان کامل تھا...... اپنے نبی ہونے کا بھی علم کامل تھا اور اپنی امت مرحومہ اور اس کے مسائل کا بھی فکر کامل تھا' اللہ تعالیٰ نے آغوش رحمت میں علم و عرفان کے خزانے دے کر بھیجا تھا' ساری دنیا کو پڑھانے کیلئے معلم انسانیت بنا کر بھیجا تھا۔

عالم الغیب اللہ کی ذات سے
سیکھ کر غیب آیا ہمارا نبی

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے اپنے پنگوڑے میں کلام فرمایا ''میں اللہ کا رسول ہوں'' اللہ نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ ﴿القرآن﴾ ہمارے محبوب ﷺ نے آغوش مادر میں کلام فرمایا رَبِّ هَبْ لِيْ أُمَّتِيْ مولا! میری امت میرے حوالے کر دے' حضور پرنور ﷺ تمام انبیاء کرام کے اوصاف سے مالا مال ہو کر آئے اور ان اوصاف سے ماورا بھی ہزاروں اوصاف سے ممتاز ہوئے۔

حسنِ یوسف' دمِ عیسیٰ' ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی' نبی ہوتا ہے۔ وہ آ کر نہیں بنتا بن کر آتا ہے۔ یہ خدا کی مرضی ہے کہ اس سے اعلان نبوت پنگوڑے میں کروا لے یا چالیس سال کے بعد کروا لے۔

حضراتِ محترم! جو مہربان رسول دنیا میں آئے تو امت کو یاد کرے' دنیا سے جائے تو امت کو یاد کرے' مزار میں رہے تو امت کو یاد کرے...... اس مہربان رسول کی مہربانیوں اور یادگاریوں کا امت کو بھی خیال رکھنا چاہیے' میلاد مصطفٰے کا یہ بھی پیغام ہے کہ مصطفٰے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی امت سے بہت ہی پیار ہے۔ دوست' دوست سے ملے تو پھر بھی امت کو یاد کیا۔ حضور کی نگاہ رحمت حاصل کرنا چاہتے ہو تو حضور کی امت سے پیار کرنا چاہیے۔ امت کے مسائل حل کرنے چاہئیں' امت کی خدمت کرنی چاہیے' امت کو متحد رکھنے کیلئے اپنا انفرادی اور اجتماعی

کردار ادا کرنا چاہیے۔ امت میں عشق مصطفیٰ کو فروغ دینا چاہیے اور امت کو امت والے محبوب کی بارگاہ کا راستہ دکھانا چاہیے۔

وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی
امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

☆ تعظیم رسول کا اہتمام

میلاد کی روایات کا مطالعہ کریں' ہمارے نبی اکرم ﷺ جب اپنی والدہ ماجدہ کے شکم انور میں تھے' جانور بھی ان کا احترام کرتے تھے' ...... درخت بھی ان کی تعظیم کرتے تھے ...... پتھر' پہاڑ بھی ان کو سلام نیاز پیش کرتے تھے ...... کنوئیں کا پانی بھی احتراماً ان کے قدموں تک آ جاتا تھا ...... ان باتوں نے پیغام دیا کہ مظاہر فطرت کو پورا علم دیا گیا تھا کہ یہ خاتون کون ہے ...... اس کے شکم انور میں کون ہے ...... نبی ہے یا غیر نبی ہے ......مظاہر فطرت کو علم مل گیا کہ آمنہ پاک کی گود میں نبیوں کا سردار آنے والا ہے' کیا خود نبیوں کے سردار کو کوئی علم نہیں تھا کہ وہ نبی ہیں۔ حامل کتاب وحکمت ہیں۔ کائنات کے نجات دہندہ ہیں ...... نیز اگر پانی جانور' پتھر' پہاڑ اور درخت بھی محبوب اور اس کی والدہ پاک کی تعظیم کرتے ہیں تو ایک مکلف انسان بلکہ مرد مسلمان کو ان سے زیادہ تعظیم رسول اور تعظیم نسب رسول کا اہتمام کرنا چاہیے' افسوس حیوانوں نے تو اس تعظیم کی ضرورت کو محسوس کرلیا مگر انسانوں اور کچھ کلمہ گو "مسلمانوں" نے ابھی تک محسوس نہیں کیا۔ وہ آج بھی محبوب پاک کی پاک ماں پر تکفیر کے فتوے لگانے سے باز نہیں آتے' میلاد کا یہ بھی پیغام ہے کہ مسلمانوں کو رسول اور ہر نسبت رسول کا ادب کرنا چاہیے۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل تے نہ درگاہے ڈوئی
منزل اتے پہنچ نہ سکدا باجھ ادب دے کوئی

حضور پرنور ﷺ کی والدہ پاک کا اسم گرامی ہے آمنہ' جسکا معنیٰ ہے ایمان والی' امن والی' امان والی' ...... اور والد پاک کا اسم گرامی ہے' عبداللہ' عبداللہ کا معنی ہے اللہ کا بندہ' ارے کچھ تو عقل کرو' کیا اللہ کا بندہ اور امن و ایمان والی بھی' توحید و ایمان سے خالی ہوسکتی ہے؟ جن کے نام ہی ان کے ایمان کی گواہی دے رہے ہیں' وہ ذوات قدسیہ کیوں نہ سراپا ایمان ہوں گی' پھر دنیا کی کوئی کمزور سے کمزور روایت بھی ایسی نہیں ملتی جس سے ثابت ہو کہ والدین رسول نے شرک کا ارتکاب کیا ہو' یا کوئی جاہلی صفت ان میں ظاہر ہوئی ہو' وہ تو تاریخ عالم کا سرمایہ افتخار ہیں ...... وہ تو نبوت کا سرچشمۂ بیدار ہیں ...... وہ طہارت ونجابت کا شاہکار ہیں۔ وہ تو مرکز نگاہ پروردگار ہیں ...... لوگو! تم دودھ' شہد اور پانی ڈالنے کیلئے صاف برتن کو تلاش کرتے ہو ...... کیا اللہ تعالیٰ نے محبوب کے نور پاک کیلئے کسی صلب اور کسی رحم کی پاکیزگی کا اہتمام نہیں کیا؟ ہمارے نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''میں پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں'' گویا صلب آدم علیہ السلام سے لے کر صلب عبداللہ تک اور رحم حوا علیہا السلام سے لے کر رحم آمنہ تک سب اصلاب اور سب ارحام پاک تھے' ہمارا چیلنج ہے کہ آباءِ مصطفیٰ اور امہات مصطفیٰ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے پرستار تھے' غیر مقلدین کے امام مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی نے بھی اپنی کتاب ''سیرتِ مصطفیٰ'' میں اس عقیدے کی تصدیق کی ہے اور یہ عقیدہ پوری تحقیق کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

پھر سوچنا چاہیے' جس نبی کے قدموں کی برکت سے ساری زمین پاک ہوگئی' جس کے جسم مبارک کی نسبت سے قبر منور عرش اعظم سے بھی زیادہ شان والی بن گئی کیا اس کی برکت و نسبت سے والدین محروم رہے' ارے جہاں نبوت ہے وہاں نجاست نہیں اور جہاں نجاست ہے وہاں نبوت نہیں۔

اسی لئے والدین رسول کی تعظیم' رسول کی تعظیم ہے' اور جو بدنصیب والدین

رسول کی تعظیم نہیں کرتا' وہ رسول کو اذیت پہنچاتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه' فَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں' ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت برستی ہے۔ ﴿القرآن﴾

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

☆ حضور جیسا کوئی نہیں

میلاد پاک کی روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ غسل شدہ ...... ختنہ شدہ ...... مکحول ﴿سرگیں آنکھوں والے﴾ ...... اور سراپا نور پیدا ہوئے ...... پاک ماں نے مکہ میں رہ کر شام کے محلات کو دیکھ لیا' معلوم ہوا کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کا میلاد بھی لاجواب ہے ...... بے مثال ہے ...... کون ہے جو اس شان سے آیا ہو۔

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں کوئی انساں وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

یہ بھی پیغام میلاد ہے کہ اپنے محبوب کو تمام مخلوق سے اعلیٰ اور بے مثال سمجھو! حضور کا آنا بھی بے مثال ہے ...... حضور کا جانا بھی بے مثال ہے ...... آئیں تو میلاد بنتا ہے ...... جائیں تو معراج بنتا ہے ...... قرآن کہتا ہے قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْر" ...... والدہ پاک کہتی ہیں ...... خَرَجَ مِنِّی نُوْر" ...... حضور خود کہتے ہیں' اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ...... وہ کیسا امتی ہے جسے نہ قرآن پر یقین آیا ...... نہ والدہ کی گواہی پر یقین آیا ...... اور نہ خود میلاد والے کے فرمان پر یقین آیا ...... وہ

اب بھی نورِ محبوب کو عقل کے پیمانے پر تول رہا ہے ...... پھر دیکھئے' دنیا کا رواج ہے کہ کسی عورت کے بچہ پیدا ہو تو وہ کہتی ہے میرے گھر بیٹی پیدا ہوئی یا میرے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ سیدہ کائنات سے پوچھا گیا اے آمنہ! تیرے گھر کیا پیدا ہوا' فرمایا میرے گھر نور پیدا ہوا' جس کی روشنی سے ارض و سما روشن ہو گئے۔ زمان و مکان روشن ہو گئے۔ مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔ اگر نورِ محبوب کی روشنی سے والدہ پاک کو اتنی نظر وسعت نصیب ہو سکتی ہے تو اس سراپا نور کی اپنی نظر وسعت کا کیا عالم ہو گا' جب میرا نبی نور ہے تو بشر محض کہنے والوں کو ہوش سے کام لینا چاہیے؟ انہیں نور بھی خدا نے کہا' انہیں بشر بھی خدا نے کہا' وہ نوریوں کے بھی سردار بن گئے وہ بشریوں کے بھی سردار بن گئے' ہم ان کی نورانیت کبریٰ کو بھی مانتے ہیں ...... ہم ان کی بشریت عظمیٰ کو بھی مانتے ہیں' ہم تو کہتے ہیں'

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا' تیری خلق کو حق نے جمیل کیا'
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

☆ سرکار تبسم ریز ہوئے

دنیا کے بیٹے روتے ہوئے آتے ہیں' نہ روئیں تو دائیاں خود حرکت دے کر رلاتی ہیں' یہ رونا ان کی زندگی کا ضامن ہوتا ہے' آمنہ کا درِیتیم روتا ہوا نہیں' مسکراتا ہوا تشریف لایا' ...... حضور کے میلاد نے پیغام دیا' اے کائنات میں رونے والو' چُپ ہو جاؤ ...... بلکہ خوب مسکراؤ ...... اے یتیمو! مسکراؤ ...... اے بیواؤ مسکراؤ ...... اے بینواؤ مسکراؤ ...... اے فقیرو' نادارو' مسکینو' پستی نشینو! مسکراؤ ...... اے زمانے کے ٹھکرائے ہوئے انسانو! مسکراؤ' رسولِ ضحوک آ گیا ہے' گل خندہ زن کھل اٹھا ہے۔ نورِ تبسم ریز جلوہ گر ہو گیا ہے ...... اب دنیا میں مسکراہٹیں تقسیم کرنے والا پیدا ہوا ہے۔ یہ رلانے والوں کو سزا دے گا' یہ رونے والوں کو وفا دے گا۔

سرکار تبسم ریز ہوئے، گلشن میں اجالے پھیل گئے
کلیوں کی جان میں جان آئی، پھولوں نے پڑھا سبحان اللہ

☆ کمزور شہ زور بن گئے

حضرات گرامی! میلاد پاک کی روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اس دور کے رواج کے مطابق دائیاں مکہ مکرمہ کے بچے لینے کیلئے آئیں۔ ان میں ایک کمزور سی دایا حلیمہ سعدیہ بھی تھی، اس کی سواری بھی کمزور تھی، وہ سواری کی وجہ سے پیچھے رہ گئی، باقی دائیاں پہلے پہنچ گئیں اور انہوں نے امرا کے بچے اٹھا لئے، اس کے مقدر میں آمنہ کا دریتیم لکھا تھا۔ لوگ کہتے ہیں ان دائیوں نے حضور کو قبول نہ کیا، میں کہتا ہوں، نہ ایسے نہ کہو، ان کو میرے حضور نے قبول نہ کیا، حضور دیکھ رہے تھے، ایک غریب آ رہی ہے اور میں غریب نواز بن کر آیا ہوں ...... ایک کمزور آ رہی ہے اور میں کمزوروں کا سہارا بن کر آیا ہوں۔

کون آیا اج دنیا اندر ہویاں گلی گلی روشنائیاں
ابراہیمی گلشن دے وچ ویکھو عجب بہاراں آئیاں
جس نوں حاصل کرن دی خاطر پیاں مکے وچ دہائیاں
اعظم لال حلیمہ لے گئی ہتھ مل دیاں رہ گئیاں دائیاں

حلیمہ آئی ...... تقدیر مسکرائی ...... سیدہ آمنہ نے دریتیم کو اٹھایا اور حلیمہ کی گود میں ڈال دیا ...... اللہ اللہ، ساری کائنات اس کے نصیبوں پر رشک کر رہی ہے۔ اوروں کو دنیا والے ملے ...... اسے عقبی والا ملا ...... اوروں کو اندھیرے ملے ...... اسے وحدت کا اجالا ملا، ...... اوروں کو دولت ملی ...... اسے اللہ کی رحمت ملی، یہ حلیمہ ہے، یہ سعدیہ ہے۔

حلیمہ سارا دن لے کر نبی کو، گھوم لیتی تھی
اسے جب پیاس لگتی تھی، لبوں کو چوم لیتی تھی

حضور جب اپنی رضاعی والدہ کے ساتھ کمزور سواری پر سوار ہوئے تو وہ بھی شہ زور بن گئی ...... وہ ہوا سے باتیں کرنے لگی' ...... حلیمہ کی ساتھی عورتیں فرط حیرت سے چلا اٹھیں' حلیمہ! سواری بدل گئی ہے؟ فرمایا! نہیں سوار بدل گیا ہے۔

پیکرِ جمال ویکھ کے' آمنہ دا لال ویکھ کے
دائیاں وی حیران رہ گئیاں' اونٹنی دی چال ویکھ کے

اس مقام پر میلاد مصطفےٰ کا پیغام مل رہا ہے ...... اے کمزور انسانو! دامن مصطفےٰ سے وابستہ ہو جاؤ' شہ زور بن جاؤ گے' زمانہ تمہیں سلام کرے گا' دنیا تمہاری غلامی کرے گی' حضور' کمزوروں کو شہ زور بنانے کیلئے آئے ہیں۔ بلال کمزور تھا' صہیب کمزور تھا' سلمان کمزور تھا' زید کمزور تھا' یہ سب کمزور حضور کے غلام بن گئے تو بڑے بڑے سردار اُن کے جلال فقر سے لرزنے لگے' دشت عرب میں بکریاں چرانے والا عمر' حضور کا گدا بنا تو قیصر و کسریٰ بھی اس کا نام سن کر کانپنے لگے۔

جو بھی ان کے فقیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

یہ دیکھو! آج حلیمہ عورتوں کی امام بن گئی' اس کا قبیلہ بھی سعادتوں کا گہوارہ بن گیا' اس کے آنگن میں بہاروں کے جلوس اترنے لگے' اب اسے چراغوں کی ضرورت نہ رہی' کیونکہ نبوت کا آفتاب جو مل گیا ہے' جس کے قدموں کو خدا کا عرش ترستا تھا' یہ اس کو آغوش محبت میں اٹھائے پھرتی رہی' یہ دیکھو! بیمار آ رہے ہیں' رسول شافی کے قدموں کا غسالہ پی کر شفایاب ہو رہے ہیں' مرکز وجود کے آنے سے حلیمہ کا گھر عالم وجود کی نگاہوں کا مرکز بن گیا ہے' دنیائے عشق کا قبلہ آرزو بن گیا ہے۔

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ
بنی مصطفےٰ کی جو دائی حلیمہ

☆ اشاروں پہ کھلونا نور کا

حلیمہ کا کاشانہ وفا ہے' چاندنی رات ہے' وجد میں ساری کائنات ہے' آمنہ کا دریتیم گہوارے میں جلوہ گر ہے۔ ادھر آسمان کا چاند ہے' ادھر آمنہ کا چاند ہے۔ آمنہ کے چاند کی انگلی اٹھی ہے' انگلی جس طرف بھی جھکتی ہے' آسمان کا چاند اس طرف دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔

حضرات گرامی! آپ نے غور نہیں کیا! ہم مٹی کے ہیں' ہمارے کھلونے بھی مٹی کے ہیں' حضور نورِ مستور بن کر آئے' حضور کا کھلونا بھی نور کا بن گیا...... پھر گہوارے میں انگلی کے اشارے کی قوت کا یہ عالم ہے تو انگلی کی قوت کا کیا عالم ہوگا...... پھر دست جلال کی قوت کا کیا عالم ہوگا...... پھر زور بازو کی قوت کا کیا عالم ہوگا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے ...... مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

☆ مختارِ کائنات

لوگ ریموٹ کنٹرول کی طاقت کو مانتے ہیں' جس کے اشارے سے بغیر پائلٹ کے طیارے اُڑتے ہیں' میزائل چلتے ہیں' بم بلاسٹ ہوتے ہیں' رسول پاک ﷺ کی انگلی کے اشارے کو بھی مانیں' اللہ کریم نے ساری کائنات بنائی اور ریموٹ کنٹرول مصطفےٰ ﷺ کی انگلی کو بنا دیا۔

حضور پرنور ﷺ کا اشارہ فرمانا اور چاند کا حرکت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب' طالب و مطلوب ﷺ کو اس کائنات کا حاکم و مختار بنا کر بھیجا ہے' حضور ﷺ خلافت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہیں' اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اعظم بھی ''بے اختیار'' ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور قوتوں کی توہین ہے۔ اس کا خلیفہ اعظم کیسا ہونا چاہیے' اشارہ کرے تو چاند ٹوٹ جائے' سورج پلٹ آئے' بادل برسنا شروع ہو جائے' پہاڑ وجد میں آ جائے' کنکریاں کلمہ پڑھنا شروع کر

دیں' درخت پڑنا شروع کر دیں' اندھی آنکھیں پرنور ہو جائیں' کالے رنگ' حسن و جمال کا آئینہ بن جائے۔

اللہ نے تجھے مالک و مختار بنایا
عالم کو ترا طالبِ دیدار بنایا

☆ شریک اور حبیب میں فرق

دنیا والو' ہم حضور ﷺ کو اللہ کا شریک نہیں مانتے' حبیب مانتے ہیں' شریک وہ ہوتا ہے جو حصہ دار ہو' شرکت دار ہو' دو آدمی ایک ایک لاکھ روپیہ لگا کر کاروبار کریں تو وہ دونوں شریک ہیں' نقصان ہوگا تو دونوں کا' فائدہ ہوگا تو دونوں کا' ...... جبکہ حبیب سے کہہ دیا جاتا ہے' پیارے! جو کچھ میرا ہے' وہ سب کا سب تیرا ہے' نہ میں چھپا ہوں نہ میری کوئی چیز چھپی ہے۔ وہاں شراکت کا نہیں' محبت کا رشتہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ

☆ عبادت خدا کی ...... اطاعت نبی کی
☆ حکومت خدا کی ...... خلافت نبی کی
☆ عنایت خدا کی ...... شفاعت نبی کی
☆ خلقت خدا کی ...... یہ امت نبی کی

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا' تیرا

دنیا والو' ہم شرک نہیں کرتے' ہم عشق کرتے ہیں۔ ہم غیر اللہ کو نہیں مانتے' ہم رسول اللہ کو مانتے ہیں' ...... اللہ لاشریک تو ہے ''لاحبیب'' نہیں' اس کا رسول' اس کا حبیب ہے' اس لئے اس کے بندوں کے قریب ہے۔

☆ وہ ربِ رؤف ہے ...... یہ رسولِ رؤف ہے۔
☆ وہ ربِ رحیم ہے ...... یہ رسولِ رحیم ہے۔

☆ وہ ربِ عظیم ہے...... یہ رسولِ عظیم ہے۔

☆ وہ ربِ کریم ہے...... یہ رسولِ کریم ہے۔

☆ وہ رب حفیظ ہے...... یہ رسول حفیظ ہے۔

☆ وہ ربِ علیم ہے...... یہ رسولِ علیم ہے۔

☆ وہ ربِ رحمان ہے...... یہ رسولِ بُرہان ہے۔

☆ اُس کا ہر کمال ذاتی ہے......اِس کا ہر کمال عطائی ہے۔

☆ ہے وہ بھی شان والا ...... ہے یہ بھی شان والا۔

☆ جو اُس کو نہ مانے وہ مشرک ...... جو اِس کو نہ مانے وہ کافر۔

نبی کو چھوڑ کر مولا سے واصل ہو نہیں سکتے
یہ ذرے لاکھ چمکیں' ماہ کامل ہو نہیں سکتے

☆ پاک لوگوں کو پاک بشارت

حضرات محترم! اب میلاد مصطفےٰ کی ایک اہم روایت کی طرف آتے ہیں' حضور پرنور ﷺ کی آمد آمد کی بشارتیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام نے عطا فرمائیں' حضور شکم مادر میں جلوہ گر تھے کہ مادر کریم کو ہر ماہ کسی نہ کسی نبی محترم کی زیارت نصیب ہوتی رہی' سب نبی یہی اعلان فرماتے کہ آمنہ! تجھے بشارت ہو! تیری گود میں نبیوں کا تاجدار آ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ میلاد مصطفےٰ کی خوشی میں بشارت دینا' مبارک باد دینا یہ انبیاء کرام کی سنت و طریقت ہے۔ پھر ولادت باسعادت کے وقت' حضرت حوا' حضرت آسیہ' حضرت مریم اور حضرت ہاجرہ تشریف لائیں' انبیاء کی مائیں ہیں ...... پر میرے رسول کی آیائیں ہیں ...... یہ بھی معلوم ہوا کہ پاک لوگ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد زندہ جاوید ہوتے ہیں' اگر پاک لوگوں کی حیات برزخی کا یہ عالم ہے تو سب پاکانِ عالم کے سردار' محبوب ذی وقار ﷺ کی حیات برزخی کا کیا عالم ہوگا ...... ہم زندہ نبی کا میلاد مناتے ہیں ...... ہم پائندہ نبی کا میلاد مناتے

ہیں ...... روکنے والو! ہمیں نہ روکو! ہم درخشندہ نبی کا میلاد مناتے ہیں۔

☆ کیا اُمت سوگ منائے

بعض حضرات جو میلادِ مصطفےٰ کی رنگا رنگ تقریبات کو دیکھ کر خواہ مخواہ پریشان ہوتے رہتے ہیں اور تبلیغ فرماتے رہتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو رسول اللہ ﷺ کی وفات بھی ہوئی تھی' لہٰذا ان امتیوں کو میلاد منانے کی بجائے ''سوگ'' منانا چاہیے' یہ لوگ ذہنی طور پر بیمار ہیں۔ اور ان کی بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ اگر کوئی دس محرم الحرام کو اہل بیت اطہار کے غم کی وجہ سے غمناک ہو جائے تو یہ کہتے ہیں کہ دیکھو صدیوں کے بعد بھی ''سوگ'' منایا جا رہا ہے' اور اگر کوئی میلاد کی خوشی منائے تو کہتے ہیں کہ دیکھو! یہ سوگ نہیں مناتے' گویا ان کو مسلمانوں کی خوشی سے سروکار ہے نہ غم سے کوئی تعلق ہے' حالانکہ یہ خود ہر سال اپنے مولویوں کے دن مناتے ہیں۔ برسیاں مناتے ہیں اپنے اِداروں'مدرسوں کے صد سالہ' ڈیڑھ سو سالہ جشن مناتے ہیں' یہ عقل کا افلاس نہیں تو اور کیا ہے' جشن میلاد النبی تو حرام ہے' جشن دیوبند' عین حلال ہے؟ میلاد کے جلسے اور اجتماع میں جانا بدعت کو فروغ دینے کے مترادف ہے' رائیونڈ کے اجتماع میں جانا' مسجدوں میں جلسے کرنا' لشکر طیبہ کے مرید کے مرکز میں سالانہ پروگرام مرتب کرنا' قاضی حسین احمد کی قیادت میں طرح طرح کے جلوس نکالنا سب کچھ جائز ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بد نام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

حضرات محترم! جہاں تک تحقیقی جواب کا تعلق ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تحقیق کے بعد یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بارہ ربیع الاول حضور کی وفات مبارک کا دن نہیں' لہٰذا سوگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' ...... پھر سوگ تو اس کا منایا جائے جو ختم ہو چکا ہو' ہمارا نبی آج بھی ہماری جانوں سے زیادہ قریب ہے' آج بھی گنبد

خضریٰ میں ہمارے لئے دعا فرماتا ہے' آج بھی امت مرحوم کی فریاد سن کر مشکل آسان کرتا ہے' لاکھوں امتیوں کی خواب میں آ کر ان کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے' روئے تو وہ جس کا کوئی نہ ہو' ہم تو خوش ہیں! ہمارا رسول آج بھی ہمارا غم گسار ہے...... پھر ہم عرض کرتے ہیں کہ حضرت جی! چلو! آپ لوگ بارہ کو سوگ منا لیا کریں اور آپ کے نزدیک جو دن بھی ولادت مصطفےٰ کا دن ہے' اس دن خوشی کرلیا کریں' کچھ تو کریں' اگر کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں' زبان کو تو بند کریں' جو مسلمانوں کے درمیان منافقت پیدا کر رہی ہے۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

☆ میلاد کا فائدہ

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خواب میں ابولہب آیا' آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے تو اس نے کہا کہ تم لوگوں سے بچھڑ کر میرا برا حال ہے' ہاں جب سوموار کا دن آتا ہے تو اس انگلی سے مجھے پانی پلایا جاتا ہے' اس روایت کی شرح میں تمام شارحین بخاری کا اتفاق ہے کہ دراصل ابولہب نے اس انگلی کے اشارے سے حضور ﷺ کی آمد آمد کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا' اگر ابولہب جیسا کافر حضور کو بھتیجا مان کر خوشی کرے تو اسے دوزخ میں بھی سیراب کر دیا جاتا ہے تو حضور ﷺ کے امتی کی کیا شان ہوگی جو حضور کو نبی مان کر خوشی کرتا ہے' میلاد مناتا ہے......صدقات ادا کرتا ہے......مبارک باد پیش کرتا ہے......مبارک محفلوں کا انعقاد کرتا ہے۔

حضرات محترم! یہ بخاری کی روایت ہے' چونکہ حضور کی عظمت بیان کر رہی ہے اس لئے ''یار لوگوں'' کو یہاں بخاری بخاری کی رٹ بھی یاد نہیں رہتی اور اس میں لایعنی تاویلیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حضور کی

عظمتِ شان قبول نہیں۔ وہ بخاری کیا' قرآن پاک ہی کیوں نہ بیان کر رہا ہو' دنیا کی ہر مرض کا علاج ہے' اس مرض کا کوئی علاج نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اللہ ان کے مرض کو اور بڑھاتا ہے۔ ﴿القرآن﴾
یہ لوگ کہتے ہیں کہ کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی' لہٰذا ابولہب کو کیسے پانی مل گیا' علماء برحق نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہے' اور اس کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عباس نے جب خواب دیکھا تھا' اس وقت وہ حالت کفر میں تھے' لہٰذا کافر کے خواب کا اعتبار نہیں' علماء برحق نے جواب دیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دو کافروں کے خواب کی تعبیر بیان کی تھی' پھر حضور ﷺ کی آمد آمد پہ عرب کے نامی گرامی کافروں کو طرح طرح کے حیرت انگیز خواب آئے جن کی تعبیریں بیان کی گئیں کہ نبی آخر الزماں تشریف لانے والے ہیں۔ اگر ان کافروں کے خوابوں کا اعتبار ہوسکتا ہے تو حضرت عباس کے خواب کا اعتبار کیوں نہیں ہوسکتا؟ پھر کیا مسلمان ہوکر وہ اس خواب سے منحرف ہوگئے تھے؟ اگر منحرف ہوگئے تھے تو ثبوت پیش کیجئے' اگر نہیں تو تسلیم کیجئے۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مولا کریم سے التجا ہے کہ حضور ﷺ کی محبت وعقیدت سے تمام مسلمانوں کو مالا مال فرمائے اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے مسافروں کو منزل ہدایت سے ہمکنار کرے۔

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے
اِک بلبل نالاں ہوں اِس اُجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں' محتاج کو داتا دے

حُبِّ خدا اور عشقِ مصطفیٰ

○❖○

مشکل میرا جینا ہے سرکار کرم کرنا

موجوں میں سفینہ ہے، سرکار کرم کرنا

اک جلوہ دکھا جاؤ، حسرت کو مٹا جاؤ

بے تاب یہ سینہ ہے سرکار کرم کرنا

دکھ درد کے ماروں کی، حالات کے ہاروں کی

امید، مدینہ ہے سرکار کرم کرنا

پیغام نہیں آیا، دل، یاد نے تڑپایا

رخصت کا مہینہ ہے سرکار کرم کرنا

کیا شان ترے در کی، کیا بات ترے گھر کی

رحمت کا خزینہ ہے، سرکار کرم کرنا

ہونٹوں پہ حزیں نالے، پاؤں میں پڑے چھالے

دل، غم کا دفینہ ہے سرکار کرم کرنا

وقت آیا قیامت کا، کیا فرطِ ندامت کا

زوروں پہ پسینہ ہے، سرکار کرم کرنا

منظور سلامی ہو، مقبول غلامی ہو

یہ عبد کمینہ ہے، سرکار کرم کرنا

***

حَامِدًا وَّمُصَلِّياً عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَخَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰے وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْخَوْفِ وَالرَّجَاء

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ

☆ ایمان کی علامت

حمد وصلوٰۃ کے بعد نہایت واجب الاحترام' سامعین ذوالاحتشام! الحمدللہ' ہم سب مسلمان ہیں' صاحب ایمان ہیں' اہل ایقان ہیں' ہمارے ایمان و ایقان کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ ہم اپنے خالق و مالک' اپنے رازق و وارث' اپنے معبود برحق کے ساتھ شدید محبت کرتے ہیں' قرآن پاک نے فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ' ایمان والے تو اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں' ہمارے نزدیک مخلوق کی محبت خالق کی محبت پر غالب نہیں ہوسکتی' یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ہر موڑ پر ایمان والوں نے اپنے پروردگار کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کردیا' اپنے مال قربان کردیئے' اپنے اسباب قربان کردیئے' اپنی اولاد قربان کردی' اپنے علاقے' کنبے' خاندان' رشتہ دار قربان کردیئے' انسان کو اپنی جان سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے لیکن ایمان والوں نے جان بھی قربان کردی' خود رب کائنات نے اعلان فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ 'بیشک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کے عوض جنت کا سودا کرلیا' ﴿القرآن﴾

یعنی ایمان والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی جانوں اور مالوں کا نذرانۂ وفا پیش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو جنت کی ابدی نعمتوں کا انعام عطا فرمائے گا' یہ اس مالک عظیم کا کتنا بڑا احسان ہے' یہ جان بھی تو اسی کی دی ہوئی ہے' یہ مال بھی تو اسی کی عطا ہے۔ مومن نے کیا کیا' اسی کی دی ہوئی چیز اس کے نام پر قربان کر دی' تو وہ راضی ہوگیا' دراصل اس میں ایک گہرا راز ہے' مومن اس انداز سے اپنی لافانی محبت وعقیدت کا اعلان کرتا ہے۔ اور یہی محبت وعقیدت اس کے ایمان کی علامت ہے معلوم ہوا کہ ایمان کی علامت' اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

تجھے دیکھا بھی نہیں پھر بھی شناسائی ہے
اب تیری یاد ہے اور گوشۂ تنہائی ہے

☆ حُبِ خدا کی علامت

حضرات محترم! یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایمان کی علامت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت کیا ہے' اس کا جواب ہم ایک حدیث پاک کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

حضور پرنور ﷺ سے ایک غلام زار نے پوچھا کہ حضور! میں مومن کب ہوں گا' آپ نے فرمایا اِذَا اَحْبَبْتَ اللّٰہَ' جب تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گا' اس نے پھر عرض کیا' حضور! میں اللہ سے محبت کب کروں گا' آپ نے فرمایا اِذَا اَحْبَبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ' جب تو اللہ کے رسول سے محبت کرے گا' پھر آپ نے آگے چل کر فرمایا اَلَا لَا اِیْمَانَ اِلَّا لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ' خبردار وہ ایماندار ہی نہیں جس میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت نہیں' ﴿دلائل الخیرات﴾

یہ حدیث پاک اعلان فرما رہی ہے کہ ایمان کی علامت اللہ تعالیٰ کی محبت

ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت' رسول اللہ کی محبت ہے۔ اور جس میں یہ محبت ہے وہی توحید والا ہے' وہی ایمان والا ہے' وہی عرفان والا ہے' وہی قرآن والا ہے' وہی رحمان والا ہے۔

نورِ الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

☆ قرآن پاک کا اعلان

قرآن پاک نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو ایک ہی مقام پر بیان فرمایا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ محبت جدا نہیں'

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ○

اے محبوب' تو فرما دے' اگر تم لوگ اپنے باپوں' بیٹوں' بھائیوں' بیویوں' رشتہ داروں' مالوں' تجارتی سامانوں اور محبوب گھروں کے ساتھ اللہ' اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے بڑھ کر محبت کرتے ہو تو انتظار کرو' اللہ تم پر اپنا عذاب لائے گا' اور اللہ فاسقوں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا۔ ﴿التوبہ﴾

اس آیت پاک سے یہ مسائل اخذ ہو رہے ہیں۔

☆ اعلان محبت اپنے محبوب کی زبان محبت سے کروایا۔

☆ دنیا کے تمام رشتے اور ناتے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

☆ اس محبت سرمدی کا اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ ان کے نام پر جان قربان کر دی جائے یا جان قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا' نہ بس ایک جاں' دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا' کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

☆ اس محبت سے خالی انسان عذاب الٰہی کا مستحق ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احسانات سے غافل ہے اور یہ غفلت اس کی تمام محبتوں کا ثمرہ تباہ کر دیتی ہے۔

☆ جس دل میں حب خدا اور عشق مصطفےٰ نہیں' اس دل میں ایمان کی ضیاء نہیں' وہ دل' دل ہی نہیں' فسق و فجور کا مرکز ہے۔

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

☆ ایک حسین نکتہ

حضرات محترم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ایمان والے اللہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں" اور ادھر نبی محترم ﷺ کا فرمان ہے لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ کوئی انسان اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین' اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ جاؤں' ﴿بخاری و مسلم﴾ یہاں یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا قرآن پاک اور فرمان سید لولاک کے درمیان تضاد ہے؟ اللہ فرما رہا ہے کہ مومن میرے ساتھ زیادہ محبت کرتے ہیں' رسول اللہ فرما رہے ہیں کہ مومن وہ ہے جو میرے ساتھ زیادہ محبت کرے' آخر حقیقت کیا ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ایک ہے۔ یہ کوئی دو محبتیں نہیں کہ تضاد ثابت ہو سکے' اللہ کی محبت رسول کی محبت ہے اور رسول کی محبت اللہ کی محبت ہے۔ عارف قصور نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رب رب کر دے بڈھرے ہوگئے' ملا پنڈت سارے
رب دا کھوج کھرا نہ ملیا انیویں غتاں کر کر ہارے

رب تے تیرے اندرے وسدا پڑھ ویکھ قرآن سپارے
بلھے شاہ رب اونہوں ملدا جھڑا یار توں تن من وارے

☆ محبوب ہونا فعلِ مصطفےٰ ہے

آج ہم کہتے ہیں کہ ہمیں حضور پرنور ﷺ سے محبت ہے' حقیقت یہ ہے کہ یہ محبت کرنا بھی ہمارا کمال نہیں' حضور ﷺ کا کمال ہے' کیونکہ آپ نے فرمایا اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ اسے میں نہ محبوب ہو جاؤں' گویا ''محبوب ہونا'' فعلِ مصطفےٰ ہے' حضور اپنے پروانے کو ایک نگاہ رحمت سے دیکھتے ہیں تو وہ فدا ہونے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود
تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

یعنی عشق پہلے معشوق کے دل میں پیدا ہوتا ہے' جب تک شمع روشن نہیں ہوتی' پروانہ اس کا شیدائی نہیں بنتا'...... آج بھی زمانہ زلف واللیل کا اسیر ہے ...... آج بھی دنیا چشم الست کی سرمست ہے...... کیوں؟ اس لئے کہ آج بھی وہ شمع رسالت جلوہ ریز ہے'...... آج بھی وہ زلف پاک لہرائی ہوئی ہے...... آج بھی چشم ساقی محبتوں کے خمار بانٹ رہی ہے۔

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

یہ محبت کی دولت اتنی آسان نہیں کہ ہر ایک کو نصیب ہو جائے۔ ہر بھکاری کو مقام فقر کہاں حاصل ہوتا ہے۔ یہ تو ان کے کرم کی بات ہے' یہ تو ان کی نظر کا فیض ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ' اے محبوب! جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں' تم ان سے اپنی نظر رحمت نہ پھیرنا' ﴿القرآن﴾ دیکھئے اس آیت مبارکہ میں بھی بتایا جا رہا ہے کہ سب اللہ والوں کو اللہ کے محبوب کی

نظر رحمت کی ضرورت ہے، تاکہ ان کو اس نظر رحمت کے صدقے رضا بھی مل جائے، وفا بھی مل جائے، محبت بھی مل جائے، اطاعت بھی مل جائے، توحید بھی مل جائے، امید بھی مل جائے، ارمان بھی مل جائے، عرفان بھی مل جائے۔

بس اک نظر سے نظر ملانے کی دیر تھی،
پھر کیا ہوا خدا کی قسم جو ہوا ہوا

اللہ اللہ! یہ نظر بھی کیا نظر ہے، جس طرف اٹھ جاتی ہے دم میں دم آ جاتا ہے، صورت حالات بدل جاتی ہے، اندھے دل روشن ہو جاتے ہیں، رکی ہوئی نبضِ دنیا سرگرم عمل ہو جاتی ہے، یہ جتنی بھی ہماہمی ہے اس نظر رحمت کی وجہ سے ہے۔

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

☆ ضمناً ایک بات

میں نے امام اہل سنت کا ایک شعر پڑھا۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

اردو ادب کا یہ شہکار پڑھ کر یونہی گزر جانا میرے خیال میں ''بدذوقی'' کی دلیل ہوگی، حضرت رضا نے اس شعر میں عشق و محبت کی ہزار داستان بیان کر دی ہے۔ یہ شعر اردو شاعری میں ''صنعت تضاد'' کا بے مثال نمونہ ہے۔ صنعت تضاد کیا ہے؟ شاعر کا اپنے شعر میں متضاد باتوں کو بیان کر کے رنگینی پیدا کرنا صنعت تضاد کہلاتا ہے۔ مثلاً

وہ اٹھے، درد اٹھا، حشر اٹھا
مگر دل ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے

اس شعر میں اٹھنے اور بیٹھنے کے تصور نے صنعت تضاد کو اجاگر کر دیا ہے اور

شعر میں کس قدر رنگینی سمٹ آئی ہے۔ مذکورہ شعر رضا میں صنعت تضاد کی ایک دو نہیں پانچ وجوہات موجود ہیں جو شاعر کے تخیل کی ندرت اور قادر الکلامی پر دلیل پیش کر رہی ہے' اور دوسری طرف عشق محبوب کی انوکھی کہکشاں سجا رہی ہیں۔

☆ اُدھر حسن یوسف ہے اور ادھر نام محبوب ﷺ ہے۔

☆ اُدھر نازک خیال عورتیں ہیں اور ادھر وحشت مزاج مرد ہیں۔

☆ اُدھر انگلیاں ہیں اور ادھر سر ہیں۔

☆ اُدھر انگلیاں صرف ایک بار کٹیں اور ادھر سر کٹاتے ہیں گویا آج بھی کٹا رہے ہیں اور کٹاتے رہیں گے' اس میں استمرار پایا جاتا ہے۔

☆ اُدھر مصر ہے اور ادھر عرب ہے۔

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن جانفزا کو دیکھ کر مصر کی نازک خیال عورتوں کی صرف ایک بار انگلیاں کٹ گئیں' ان کا ارادہ بھی نہیں تھا' بس کٹ گئیں' مگر حسن یوسف سے زیادہ نام محمد میں کشش پائی جاتی ہے کہ عرب کے وحشت مزاج مرد بھی صرف نام محمد ﷺ کو سن کر ہی اپنے سر کٹانا شروع ہو جاتے ہیں ان کے سر کٹانے میں ارادہ پایا جاتا ہے' اگر وہ حسن محمد مصطفےٰ ﷺ کو دیکھ لیں تو کیوں نہ دو جہاں قربان کر دیں۔ کمال حسن یوسف میں بھی ہے لیکن کیا بتاؤں' وہ حسن بھی میرے محبوب کے نمکدان حسن کا ریزہ خوار ہے۔

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دلآرا ہمارا نبی

☆ یہ محبت ہی سرمایہ فخر ہے

حضرات گرامی! بات ہو رہی تھی حب خدا اور عشق مصطفےٰ کی ...... یقین جانئے' یہی عشق و محبت ہمارا سرمایہ فخر ہے' ایک حدیث پاک ہے۔ ایک صحابی نے حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں سوال کیا' یارسول اللہ! مَتَى السَّاعَةُ' قیامت

کب آئے گی' آپ نے فرمایا مَا عَدَدْتَ لھا' تم نے قیامت کیلئے کیا جمع کیا' اس نے عرض کیا' مَاعَدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلوٰةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه' یعنی میں نے زیادہ نمازیں نہیں پڑھیں' زیادہ روزے نہیں رکھے' زیادہ صدقہ نہیں کیا' لیکن یہ بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے پیارے رسول سے محبت کرتا ہوں''

ذرا غور کیجئے! کیا وہ شخص صحابی ہوکر نمازوں' روزوں سے غافل تھا' صدقوں خیراتوں سے تہی دست تھا' ان سے بڑا نمازی' روزہ دار اور سخی کون ہوگا' جن کی نمازوں' روزوں اور صدقوں کا ذکر قرآن پاک نے فرمایا۔ جن کا عقیدہ اور عمل تمام امت محمدیہ کیلئے حجت بالغہ قرار دیا گیا' جن کے نقش قدم کو آنے والی نسلوں کیلئے نشان منزل ٹھہرایا گیا' وہ نماز بھی پڑھتے تھے' روزہ بھی رکھتے تھے' صدقہ بھی کرتے تھے' ہاں ان اعمال پر ناز اور فخر نہیں کرتے تھے' ناز اور فخر کس پر کرتے تھے؟ وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه' گویا وہ محبت خدا اور عشق مصطفیٰ پر ناز کرتے تھے' یہی سرمایہ ان کیلئے سامان فخر تھا' حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ' اور فرمایا اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ' آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ تم اپنے محبوب کے ساتھ رہو گے' حضور پرنور ﷺ کے یہ ارشادات عالیہ بیان کر رہے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت معمولی دولت نہیں۔ قیامت کے دن بخشش و مغفرت کی ضامن ہے۔ لہٰذا خدا سے جب بھی مانگو عشق مصطفیٰ مانگو۔

اے عشق نبی میرے دل میں بھی سما جانا
مجھ کو بھی محمد کا پروانہ بنا جانا

☆ محبت کے دلکش نظارے

اگر ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو ہمیں قدم قدم پر محبت خدا اور عشق

مصطفیٰ کے دلکش نظارے دکھائی دیتے ہیں' یہ وہ نظارے ہیں' جو ہمیں جان سے پیارے ہیں۔ کوئی ماں کو چھوڑ رہا ہے اس لئے کہ وہ محبوب کی گستاخ ہے...... کوئی باپ کو قتل کر رہا ہے' اس لئے کہ وہ محبوب کا باغی ہے...... کوئی حقیقی ماموں کا گلا کاٹ رہا ہے' اس لئے کہ وہ محبوب کے مقابلے میں آ گیا ہے...... کوئی چچا زاد بھائی کو للکار رہا ہے' اس لئے کہ وہ محبوب کا دشمن ہے...... کوئی نماز عصر قربان کر رہا ہے...... کوئی طواف کعبہ قربان کر رہا ہے...... کوئی حجر اسود کو محض اس لئے چومتا ہے کہ اسے محبوب نے چوما ہے...... کوئی اپنا بازو توڑ کر پھینک رہا ہے اس لئے کہ وہ راہ محبوب میں لڑتے وقت رکاوٹ بن رہا ہے...... کوئی اپنے نابینا ہونے کی دعا کر رہا ہے اس لئے کہ جس آنکھ سے محبوب کا جلوہ دیکھا' اسی آنکھ سے کسی اور کو دیکھنا نہیں چاہتا...... کوئی پکار رہا ہے کہ میری آنکھ ہو اور محبوب کا رخ روشن ہو' بس اسی طرح زندگی تمام ہو جائے...... کوئی غار میں ڈنگ پہ ڈنگ کھا رہا ہے اس لئے کہ محبوب کی نیند میں خلل نہ آ جائے۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

☆ ایک خاتون کا جذبہ

شبلی نعمانی نے ابن ہشام کے حوالے سے لکھا ہے کہ غزوہ احد میں ایک خاتون صحابیہ کا باپ بھی شہید ہو گیا...... بیٹا بھی شہید ہو گیا...... شوہر بھی شہید ہو گیا...... بھائی بھی شہید ہو گیا...... یہ چاروں رشتے کتنے اہم رشتے ہیں' چاروں رشتے ساتھ چھوڑ گئے' لوگوں نے بتایا کہ بی بی! تیرا باپ بھی' بیٹا بھی' بھائی بھی' شوہر بھی شہید ہو گیا' اس نے کمال صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہ' ارے یہ بتاؤ! اللہ کے رسول کا کیا حال ہے؟...... یہ کیسا جواب ہے' محبت جھوم اٹھی ہے...... عشق وجد میں آ گیا ہے...... عظمت وفا کے سامنے آسمانوں کی بلندیاں کتنی

پست دکھائی دینے لگی ہیں'...... لوگوں نے اسے بتایا کہ اللہ کے رسول میدان کارزار میں سلامت ہیں تو اس نے رخ روشن کی زیارت کرتے ہوئے کہا

کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ'

یارسول اللہ! آپکے ہوتے ہوئے ہم کسی مصیبت کو مصیبت ہی نہیں سمجھتے'
شبلی بھی پھڑک اٹھے۔

بڑھ کے اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم
باپ بھی' بیٹا بھی' شوہر بھی' برادر بھی فدا
اے شہ دیں! تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

حفیظ جالندھری کو بھی وجد آ گیا۔

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر' مادر' برادر جان و مال اولاد سے پیارا
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

☆ حضرت عبداللہ کی دعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ احد کے دن مجھ سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے کہا آؤ ایک طرف ہو کر اپنے پروردگار سے خصوصی دعائیں مانگیں' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دعا مانگی' اے اللہ میرا دشمن سے مقابلہ ہو تو میں اپنے مدمقابل طاقتور اور جنگجو بہادر کو زیر کر کے قتل کر دوں' حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے میری دعا پر آمین کہا' پھر انہوں نے دعا مانگی' "اے اللہ! میرا بھی کسی سورما سے مقابلہ ہو اور میں تیری راہ میں لڑائی کرتے ہوئے مارا جاؤں' وہ میرے کان اور میری ناک کاٹ ڈالے' جب قیامت کے

دن میں تیرے سامنے پیش ہوں تو تو مجھ سے پوچھے اے میرے بندے! تیری ناک اور کان کس جرم کی پاداش میں کاٹے گئے تھے' تو میں عرض کروں' تیری اور تیرے رسول کی محبت کے باعث کاٹے گئے' میں نے کہا آمین' پھر یہ دونوں دعائیں قبول ہوئیں۔ ﴿سبل الہدیٰ﴾

☆ حضرت خباب کا جذبہ

حضرت خباب رضی اللہ عنہ' شمع رسالت کے پروانے ہیں' میخانہ وحدت کے مستانے ہیں۔ کفار مکہ نے آپ کیلئے تختہ دار تیار کیا کہ آپ کو عشق مصطفیٰ کی سزا دی جائے' دشمنان مصطفیٰ آپ کے جذبوں کا مذاق اڑا رہے ہیں' لیکن آپ عزم و استقامت کی تصویر بنے ہوئے ہیں' کافر کہنے لگے' اے خباب! اگر تمہاری جگہ تمہارے محبوب کو کھڑا کیا جائے اور تمہاری جان چھوٹ جائے تو کیسا محسوس کرو گے' آپ نے فرمایا ''خبردار! اپنی زبانیں سنبھال کر بات کرو' میری جان قربان ہو جائے تو ہو جائے لیکن میں اپنے محبوب کے قدموں میں کانٹا بھی چبھتا ہوا برداشت نہیں کرسکتا۔

ماہی مدینے والا جگ سارا جان دا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جان دا

☆ ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' عشق مصطفیٰ کا حسین نمونہ تھے۔ آپ کی ساری زندگی کا عنوان ہی عشق مصطفیٰ ہے۔ فرماتے ہیں کہ میری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یعنی میری نظر ہو اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ ہو۔ بس میں دیکھتا رہوں' دیکھتا رہوں' دیکھتا رہوں' اسی زیارت میں زندگی کے لمحات بیت جائیں' یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کائنات کی سب سے بڑی دولت ''زیارت مصطفیٰ'' ہے' یہی وجہ ہے کہ آج عابد ہوسکتے ہیں ...... ساجد

ہو سکتے ہیں ...... زاہد ہو سکتے ہیں ...... عالم ہو سکتے ہیں ......صوفی ہو سکتے ہیں ......قطب ہو سکتے ہیں ......غوث ہو سکتے ہیں ......صحابی نہیں ہو سکتے' صحابی کون ہے؟ ......صحابی وہ ہے جس نے ایمان کی نظروں سے رخِ مصطفیٰ کے جلووں کو دیکھا اور انہی جلووں کو آنکھوں میں بسا کر دنیا سے چلا گیا۔

سب سوہنیاں توں سوہنا اے چہرہ حضور دا
تکیا نصیباں والیاں جلوہ حضور دا

بات ہو رہی تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی' آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن مسلمان ہوئے تو کہنے لگے' ابا جان! غزوہ بدر کے موقع پر آپ کتنی مرتبہ میرے سامنے آئے' میں نے باپ سمجھ کر آپ کو چھوڑ دیا' آپ نے فرمایا! بیٹا اگر تم میرے سامنے ایک مرتبہ بھی آ جاتے تو میں ہرگز نہ چھوڑتا' تمہارا کام تمام کر دیتا' کیونکہ تم میرے محبوب کے دشمن بن کر آئے تھے۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست
مغز قرآں روح ایماں' جان دین
ہست حب رحمۃ للعالمین
سید و سرور محمد نور جاں
بہتر و مہتر شفیع مجرماں

ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا مال حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے' حضور قبول فرمائیں۔ حضور نے فرمایا' صدیق! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو' پروانہ شمع رسالت' کشتہ عشق نبوت نے جو جواب دیا وہ دنیائے عشق و محبت کا عظیم سرمایہ ہے' عرض کیا' میں گھر میں اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں' معلوم ہوا اہل اسلام کے گھروں میں اللہ کے جلوے بھی ہیں مصطفیٰ کے جلوے بھی ہیں ...... پھر اللہ کے ساتھ اللہ کے رسول کا ذکر کرنا صحابہ کے امام کا طریقہ

ہے' عاشقوں کے پیر کی سنت ہے۔

☆ جان سے زیادہ پیار ہے

حضرات محترم! قرآن پاک نے فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ نبی اکرم تو مومنوں کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں' مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں اولیٰ کا معنی اَحَبُّ بھی کیا ہے' جس کا معنی ہے سب سے زیادہ پیارا' گویا وہ مومن ہی نہیں جو سرکار ابدقرار ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا نہ سمجھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یارسول اللہ آپ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں لیکن میری جان سے زیادہ نہیں' حضور نے فرمایا' عمر ابھی بات نہیں بنی' آپ نے فوراً عرض کیا' یارسول اللہ! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں' حضور نے فرمایا'' ہاں! اب بات بنی ہے'

معلوم ہوا' بات اس کی بنتی ہے جو حضور پرنور ﷺ کو اپنی جان سے بھی زیادہ چاہتا ہے' بلکہ سچ پوچھا جائے تو جان بنی ہی اس لئے ہے کہ اسے نام محبوب پر نچھاور کر دیا جائے' جان کا اس سے بڑا اور کوئی مصرف نہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کہتے ہیں۔

جان ہے عشق مصطفےٰ' روز افزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں
پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' کا فرمان ہے حضور ہمیں کتنے پیارے ہیں' ایک پیاسا' انسان شدید پیاس کے عالم میں ٹھنڈے پانی سے اتنی محبت نہیں کرتا جتنی محبت ہم سرکار سے کرتے ہیں' معلوم ہوا کہ اصل اصول یہی جذبہ وفا ہے' جس کیلئے اہل ایمان اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بُت کدہ تصورات

☆ حضرت حنظلہ کا مقام محبت

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نوجوان تھے' غزوہ احد کا معرکہ سرگرم ہونے والا تھا' آپ کی شادی ہوئی' ابھی تک ایک رات ہی بسر کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا بلاوا آ گیا' چلو اللہ کے راستے میں جہاد کرو' آپ پر غسل فرض تھا' لیکن آپ اسی حالت میں تلوار اٹھا کر دوڑ پڑے' کہ اتنی سی دیر بھی محبوب کے حکم کی تعمیل میں رکاوٹ نہ بن جائے۔ پہلی رات کی دلہن راستے میں آئی' میرے سر تاج! مجھے کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہو' آپ نے کیا فرمایا' اس کی ترجمانی ایک شاعر نے اس طرح کی ہے۔

جے لکھ حوراں جنت وچوں مینوں آ کے دین وکھالا
فیر وی میں اس پاسے جانا جس پاسے کملی والا

عشق مصطفےٰ کی خاطر بیوی چھوڑ دی' ماں چھوڑ دی' باپ چھوڑ دیا' زندگی کے اہم ترین ایام چھوڑ دیئے' اور نام رسول پر قربان ہونے کیلئے دیوانہ وار چل پڑے۔

یہ عشق بھی عجیب جذبہ ہے!

عشق دی ریت ہے' سارے جگ توں جدا
نہ ایہہ راہ ویکھدا' نہ کراہ ویکھدا
جتھے چاہوے جھکاندا اے عاشق دا سر
نہ ایہہ کعبہ تے ناں کربلا ویکھدا

آپ غزوہ احد میں کود پڑے' جام شہادت نوش کیا' اور مقام محبت پر فائز

ہو گئے'...... امر ہو گئے ...... حیات ابدی کے حقدار بن گئے ...... چونکہ آپ پر غسل فرض تھا اس لئے کیا ہوا' جنت کے پاک فرشتے پاک پانی سے آپ کو غسل دینے لگے' عشق مصطفےٰ کے صدقے آج بھی زمانہ آپ کو''غسیل الملائکہ'' کے لقب سے یاد کرتا ہے' مولا کریم سے دعا ہے کہ مولا کریم سب مسلمانوں کو اپنی محبت اور اپنے محبوب کی محبت کا خزانہ عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

☆☆☆

○❖○

واللہ ہر ادا میں سراپا جمال ہے
اپنی مثال آپ شہ بے مثال ہے

دُنیا میری اداس رتوں نے اداس کی
جانِ بہار ایک نظر کا سوال ہے

آمد پہ تیری جھوٹے خدا منہ کے بل گرے
تیرے جلال سے عیاں حق کا جلال ہے

گرچہ رہِ وفا میں کئی بار غم سہے
لیکن جگر ملول نہ دل کو ملال ہے

جو کچھ ملا، جہاں ملا، سرکار سے ملا
کتنا عظیم آپکا جود و نوال ہے

تیرے کرم پہ شام و شب و روز کا مدار
تُو ہے تو آج گردشِ ہر ماہ و سال ہے

کیسے وہ ہوگا اہلِ محبت کا خیر خواہ
ہاتھوں میں جس کے بغضِ رسالت کا جال ہے

میرا کریم اپنے غلاموں کو چھوڑ دے
منکر یہ تیری بھول ہے تیرا خیال ہے

اُن کا غلام ہو کے رہوں اُن سے بے نیاز
اُنکا رہینِ احساں مرا بال بال ہے

***

اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

○❖○

کیا کہا بادِ سحر وہ اس طرف آئیں گے کیا
رحمتِ کونین یہ بھی لطف فرمائیں گے کیا

گل تو گل ہے جس نے دیکھی خارِ طیبہ کی جھلک
اس کو جنت کے گل و گلزار بہلائیں گے کیا

لاکھ بڑھ جائے زمانے میں خزاں کی تیرگی
گلشنِ عشق نبی کے پھول مرجھائیں گے کیا

جس کے سینے میں تڑپ ہو خواجہ لولاک کی
اس کو محشر کے غم و آلام تڑپائیں گے کیا

جب کھلے گی ہم گنہگاروں کی کل فردِ عمل
جز ترے داغِ محبت اور دکھلائیں گے کیا

جب تمہیں شایاں سریر عرشِ اعلیٰ پہ جلوس
دارا و خاقاں تمہارے روبرو آئیں گے کیا

ہوش کر واعظِ! جنہیں سرکار نے بخشی حیات
موت کا تلخاب پینے سے وہ مر جائیں گے کیا

سرور عالم کے گستاخوں پہ کیا ہو گا اثر
وہ متاع شرم سے عاری ہیں شرمائیں گے کیا

جن کی قسمت میں "غلام مصطفےٰ" بنتا نہیں
وہ جہاں میں پرچم توحید لہرائیں گے کیا

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات گرامی! حمد وصلوٰۃ کے بعد آج میں ''اطاعت مصطفٰے'' کے مبارک موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں' دیکھئے! ہم سب مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ کی محبت سے سرشار ہیں' یہ دعویٰ کتنا حسین ہے...... کتنا دلآویز ہے...... لیکن ہر دعویٰ کی طرح یہ دعویٰ بھی دلیل مانگتا ہے' اگر دعوے کی دلیل کمزور ہو جائے تو دعویٰ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ دلیل مضبوط ہوگی دعویٰ بھی مضبوط ہوگا' محبت خدا اور عشق مصطفٰے کی اہم ترین دلیل ''اطاعت مصطفٰے'' ہے۔ اس محبت کا تقاضا ہے کہ بندہ سر سے لیکر پاؤں تک سراپا ''اطاعت مصطفٰے'' اور سنت مصطفٰے کے حسین رنگ میں رنگا جائے' اس کا چلنا' ٹھہرنا' بولنا' خاموش رہنا' کھانا پینا' سونا جاگنا' صورت سیرت ہر چیز رسول اللہ ﷺ کے کردار و افکار کے تابع ہو جائے۔ قرآن پاک نے فرمایا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ' اور ہم نے ہر رسول اسی

لئے بھیجا کہ اس کی اللہ کے حکم سے اتباع کی جائے۔ ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ نے رسولان عظام کی بعثت کا مقصد وحید بیان کیا ہے کہ یہ رسولان گرامی منزل حق کو جانتے ہیں، صراط مستقیم کے رہنما ہیں، باقی سب انجان انسانوں کو چاہیے کہ وہ منزل حق کو حاصل کرنے کیلئے ان کے نقش قدم پر چلیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں، یہ دنیا کا بھی دستور ہے کہ اگر کسی انجان مسافر کو اپنی منزل کا راستہ نہ آتا ہو تو وہ کسی واقف راہ سے پوچھ لیتا ہے، اگر کوئی اس کی منزل کی طرف جا رہا ہو تو اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیتا ہے، نجانے دنیا میں ایک دوسرے کی اتباع کرنیوالے ''جہان غیب'' کے آشناؤں کی اتباع کیوں نہیں کرتے؟

ہمارے رسول اکرم محبوب اطہر ﷺ ساری کائنات کیلئے ہدایت کا سرچشمہ بن کر نمودار ہوئے، اس لئے ساری کائنات کو ان کی اطاعت کرنی چاہیے، قرآن پاک نے فرمایا ہے وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اے نبی! آپ لوگوں کو اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتے ہیں، اور چمکتے ہوئے آفتاب ہیں۔ ﴿القرآن﴾

☆ حضور کی اتباع کتنی ضروری ہے

حضرات محترم! میں نے عرض کیا کہ محبت خدا اور عشق مصطفیٰ کے دعویٰ کی حقانیت اور صداقت کیلئے ''اطاعت مصطفیٰ'' اشد ضروری ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبّ صادق ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے محبوب، تو فرما دے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، پھر اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا، ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ نے بتایا کہ

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور محبوب کریم کی اطاعت کو زبان محبوب سے بیان کرایا ہے۔ اس سے زبان محبوب کی اہمیت معلوم ہوئی۔

☆ محبت خدا اور اطاعت مصطفیٰ لازم وملزوم ہے۔

☆ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کے اتنے حسین محبوب ہیں کہ ان کی اطاعت کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ کیونکہ جس میں محبوب کا رنگ دکھائی دے وہ بھی محبوب ہوتا ہے۔

☆ دامن مصطفیٰ کو چھوڑ کر کوئی' خدا کا فیضان بھی حاصل نہیں کرسکتا جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

عاصیو! تھام لو دامن مصطفیٰ
پھر پڑھو رب کی رحمت پہ لاکھوں سلام

☆ عین اطاعت خدا ہے

میرے رسول اکرم نبی محترم' نورمجسم ﷺ کی اطاعت کوئی معمولی سعادت نہیں۔ قرآن پاک نے اس اطاعت کو عین اطاعت خدا قرار دیا ہے' فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جو انسان رسول کی اطاعت کرتا ہے اس نے ہی اللہ کی اطاعت کی۔

دیکھئے حضرات! اطاعت رسول کے ساتھ مضارع کا صیغہ استعمال ہوا اور اطاعت خدا کے ساتھ ماضی کا صیغہ وارد ہوا۔ گویا جو انسان جب بھی رسول کی اطاعت کرتا ہے یا اطاعت کریگا' اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حق ادا کر دیا' ماضی کا صیغہ بعض اوقات یقین محکم پیدا کرنے کیلئے بھی آتا ہے۔ مثلاً قیامت کے ذکر میں ماضی کے صیغے بیان کئے گئے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ قیامت کا وقوع ہونا ایک یقینی امر ہے۔ ابولہب کے ہاتھ ابھی ٹوٹے نہیں تھے' لیکن فرمایا تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ' ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے ﴿القرآن﴾ کیونکہ اسکے ہاتھوں کا ٹوٹ جانا ایک یقینی امر تھا' اسی طرح اطاعت مصطفیٰ کا اطاعت خدا ہونا ایک یقینی امر ہے اس لئے جو شخص بھی اطاعت مصطفیٰ کو اپناتا ہے یا اپنانے کا ارادہ کرتا ہے اسے خدا کی

اطاعت کی سند نصیب ہو جاتی ہے۔ بلکہ یوں جانئے کہ اس نے خدا کی اطاعت کرلی۔ ماضی کے صیغہ کے ساتھ فَقَدْ کا آنا مزید زور پیدا کر رہا ہے' حرف فا اور لفظ قد تاکید کیلئے آتے ہیں' آیت کی یہ تاکید بتا رہی ہے کہ راہ مصطفیٰ کو چھوڑ کر کوئی آدمی عرفان خدا حاصل نہیں کرسکتا' اگر چہ وہ صاحب فہم و ذکا ہو' صاحب علم و فکر ہو' دیکھئے سائنس دان کتنے ذہین ہوتے ہیں۔ ان کے علم و فن نے کیا کیا کرشمے دکھا دیئے' لیکن عرفان خدا کی روشنیوں سے محروم ہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

کیونکہ عرفان خدا کی روشنیوں کا تعلق محبوب کے نقش قدم کے ساتھ ہے۔ اس سفر کی آسانیوں کی نسبت محبوب کے دامن سے وابستہ ہے' وہی زمانے کا امام ہوتا ہے جو میرے نبی کا غلام ہوتا ہے۔ اللہ' اللہ! کیا شان ہے۔

☆ نبی کی محبت ...... خدا کی محبت ...... نبی کی مودت ...... خدا کی مودت
☆ نبی کی اطاعت ...... خدا کی اطاعت ...... نبی کی حمایت ...... خدا کی حمایت
☆ نبی کی بیعت ...... خدا کی بیعت ...... نبی کی ہدایت ...... خدا کی ہدایت
☆ نبی کا بچانا ...... خدا کا بچانا ...... نبی کا مارنا ...... خدا کا مارنا
☆ نبی کا کرم ...... خدا کا کرم ...... نبی کا فیض ...... خدا کا فیض
☆ نبی کی رضا ...... خدا کی رضا ...... نبی کی عطا ...... خدا کی عطا

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو' جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

☆ سب سے عظیم کامیابی

ہم دنیا میں رہتے ہوئے دنیوی امور میں کامیابیاں حاصل کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کامیاب ہو گئے' کوئی صدر بن گیا تو کامیاب ہو گیا' کوئی وزیر اعظم

ہوگیا تو کامیاب ہوگیا' یہ کوئی کامیابی نہیں' اصل کامیابی کیا ہے' فرمایا مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا یعنی جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے ضرور ضرور عظیم کامیابی حاصل کر لی۔ ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ میں کتنی تاکیدیں پائی جاتی ہیں' حرف فا کی تاکید...... لفظ قد کی تاکید' فوزاً مفعول مطلق کی تاکید اور عظیماً' مفعول مطلق کی صفت مطلق کی تاکید' گویا قرآن پاک کی نظر میں سب سے عظیم کامیابی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں پوشیدہ ہے۔ یہ اطاعت حاصل نہیں تو بندہ کامیابی سے واصل نہیں۔ جو انسان اس اطاعت کے جتنا قریب ہے وہ اتنا ہی خدا کا حبیب ہے' جو خدا کا حبیب ہے وہی بامراد ہے' وہی بانصیب ہے۔

ایک ایمان افروز حدیث

صحیح بخاری کتاب الاعتصام کی حدیث مبارک ہے کہ فرشتوں کی جماعت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ آرام فرما تھے' ایک فرشتہ کہنے لگا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں' دوسرے نے کہا نہیں' ان کی آنکھ سوتی ہے دل جاگتا رہتا ہے' پھر ایک فرشتے نے کہا' مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصٰی فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ جس نے محمد مصطفیٰ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی' اور جس نے نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی' "مُحَمَّدٌ" فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ 'محمد مصطفیٰ لوگوں کے درمیان فرق ہیں۔

یہ حدیث مبارک ذرا طویل ہے۔ اس سے یہ حقائق ظاہر ہوئے۔

☆ فرشتے بھی میرے محبوب کی بارگاہ کرم کے گدا ہیں۔

☆ حضور کی آنکھ سوتی ہے دل جاگتا رہتا ہے' اسی لئے حضور کی نیند ناقضِ وضو نہیں۔ بلکہ یہاں ایک ایمان افروز نکتہ یاد آ گیا کہ قیامت کے دن آپ مقام محمود پر سجدہ کریں گے' تو وضو کہاں کیا ہوگا؟ کوئی نص ایسی نہیں جس سے معلوم

ہو سکے کہ حضور قیامت کے دن وضو فرما کر سجدہ کریں گے' اور سجدہ بغیر وضو کے مناسب نہیں۔ اب یہی ذہن میں آتا ہے کہ آپ اسی وضو سے سجدہ کریں گے جو وضو دنیا سے رخصت ہوتے وقت فرمایا تھا۔ اللہ اکبر! یہ موت کا ذائقہ اور صدیوں کا عرصہ میرے نبی کریم کا وضو نہیں توڑ سکتا' ان کی حیات کا بندھن کیسے توڑ سکتا ہے۔ اور جب موت بھی ان کا وضو نہ توڑ سکی تو نیند کی کیا جرأت ہے کہ وضو کو نقصان پہنچائے۔ نبی کو اپنے جیسا سمجھنے والے ذرا غور فرمائیں۔ شاید کوئی بات عقل میں آ جائے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نے بھی موت کا ذائقہ چکھا ہے' تاکہ دوسری مخلوقات کی طرح موت بھی آپ کے وجود پاک کی نسبت حاصل کر کے مشرف ہو جائے' ذائقے کے بعد حضور زندہ جاوید ہیں۔

☆ دل جاگتا رہتا ہے۔ یہاں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' فرماتے ہیں کہ نبی اپنی امت کا رکھوالا ہوتا ہے' اور غفلت اس کے منصب نبوت کے شایاں نہیں ہوتی' ﴿مکتوبات﴾ گویا جو نبی ہوتا ہے وہ غافل نہیں ہوتا اور جو غافل ہوتا ہے وہ نبی نہیں ہوتا' غفلت اور نبوت دو متضاد چیزیں ہیں جن کا اجتماع محال ہے۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

وہ خود جان خبر ہیں ہر خبر ہے ان سے وابستہ
انہیں بھی بے خبر او بے خبر مانا تو کیا مانا

☆ حضور ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔

☆ حضور ﷺ سے بغاوت اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔

☆ حضور ﷺ لوگوں کے درمیان فرق ...... امتیاز ہیں ...... حد فاصل ہیں ...... ورنہ خدا کو تو یہودی' سکھ' عیسائی بھی کسی نہ کسی رنگ میں مانتے ہیں۔ انکا ماننا کسی کام نہیں آ سکتا' حضور ﷺ کی غلامی اختیار کی جائے تو خدا کی توحید کام آ سکتی ہے۔ ایک بار محمد رسول اللہ کہنے سے ہی کروڑوں مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کی لاج

رہتی ہے۔ اس لئے اے مانگنے والو! مصطفیٰ کی غلامی مانگا کرو' اے طلب کرنے والو! حضور کی نسبت طلب کیا کرو۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں' تجھ سا کوئی سخی نہیں
تیرے کرم سے بے نیاز کون سی شے جو ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

اطاعت کے انعامات

یہ دنیا ہے۔ یہاں ہر کام کسی نہ کسی مقصد کیلئے کیا جاتا ہے' لوگ اطاعت مصطفیٰ سے مزین ہو جائیں تو کیا انعام نصیب ہوگا؟ ایک صحابی رسول اس لئے پریشان تھے کہ قیامت کے دن یا جنت میں حضور احمد مصطفیٰ' محبوب کبریا ﷺ انبیاء کرام کے جھرمٹ میں ہوں گے' ہم غلاموں کو حضور ﷺ کی زیارت کیسے نصیب ہوگی' اور اگر حضور ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہوئی تو پھر اس ابدی زندگی کا کیا لطف ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کو محبوب کے غلام کی پریشانی گوارا نہ ہوئی۔ فوراً آیت مبارکہ نازل فرما دی۔

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُوْلٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ ○ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○

جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کے انعام یافتہ لوگوں یعنی انبیاء' صدیقین' شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوں گے اور یہ کیا ہی عمدہ رفاقت ہے۔ ﴿القرآن﴾

اس آیت مقدسہ سے یہ حقائق و نکات معلوم ہوئے۔

☆ اطاعت خدا اور اطاعت مصطفیٰ سے پاک لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔
☆ پاک لوگوں کی رفاقت سب سے بڑا انعام ہے۔

☆ اس آیت سے نسبت انبیاء' نسبت صدیقین' نسبت شہدا اور نسبت صالحین کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

☆ اللہ کے دوستوں اور اللہ کے دشمنوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اس نے اپنے دشمنوں کے پاس جانے سے روکا ہے۔ فرمایا "ظالموں کے پاس ہرگز نہ بیٹھو" ﴿القرآن﴾ مگر اپنے دوستوں کے پاس جانے کی ترغیب دلائی ہے اور قرآن پاک کے مقدمہ سورۃ الفاتحہ میں دعا مانگنے کا طریقہ بتایا ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا' کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک عبادت گذار نماز اور تلاوت قرآن کے دوران تو نبیوں' صدیقوں' شہیدوں اور ولیوں کا ساتھ طلب کرے اور بعد میں یہ کہے کہ ان کے پاس نہ جاؤ' ان کے پاس جانا شرک ہے' کفر ہے' بدعت ہے۔ ضلالت ہے۔ کیا جو عقیدہ نماز میں جائز ہے وہ نماز کے باہر حرام ہے؟ ارے کچھ تو عقل کے ناخن لینے چاہئیں' اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کے پاس جانا حرام ہے' اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور انابت میں کسی کے پاس جانا حرام نہیں۔ ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے پاس اسلئے جاتے ہیں کہ ان کے پاس جانے کا حکم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ ان کی سنگت اور صحبت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے' ان کی رفاقت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت قرار دیا ہے۔

☆ ایک حسین نکتہ

یہاں ایک نکتہ یاد آ گیا' توحید کا حسن اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کا نام ہے۔ دیکھئے! اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ تعظیمی کرنا بھی جائز نہیں۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہی دیا تھا' حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ بھی اسی توحید والے خدا نے کرایا تھا۔ یہاں آدم و یوسف کی ذوات قدسیہ کو سجدہ کرنا ہی توحید کا تقاضا تھا' اب کوئی کہے کہ میں خدا

کے حکم پر بھی اس کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کروں گا تو وہ بد بخت شیطان تو ہوسکتا ہے انسان نہیں۔ اس کی توحید' شیطانی تو ہوسکتی ہے رحمانی نہیں۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم پر بھی کوئی شخص اللہ والوں کے پاس نہ جائے اور کہے کہ میں تو اسی سے مانگوں گا' اسی کے پاس جاؤں گا' یہ نبی' ولی کون ہیں جن کے دربار میں فقیر بن کر جاؤں' وہ بھی ظالم ہے۔ حکم خدا کا باغی ہے۔ اسے سمجھ نہیں کہ نبیوں اور ولیوں کے دربار دراصل اللہ وحدہ' کے دربار کا ظہور نور ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے عرفان کا وسیلہ ہیں' ان کے پاس جانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ مقصود حقیقی حاصل کیا جائے۔ جو ادھر ادھر پھرنے سے نہیں ملتا۔ یا انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو چھوڑ کر ڈائریکٹ تلاش کرنے سے میسر نہیں آتا۔ سیدھی سی بات ہے کہ جن لوگوں نے اس مقصود حقیقی کو تلاش کرلیا ہے کیوں نہ ان کے پاس جا کر حاصل کرلیا جائے۔ یہ بات ''شیطانی توحید'' کے پجاریوں کی عقل میں نہیں آ رہی۔

☆ حضرت جنید کا واقعہ

ایک دفعہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش' مجھے شیطان ملے تو اس سے پوچھوں کہ ظالم! تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا تھا؟ ایک دن شیطان ان کے پاس آ گیا' آپ نے پوچھا' تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں تیری مراد ہوں' آپ سمجھ گئے۔ آپ نے فرمایا تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا تھا' وہ کہنے لگا' ''خدا کی توحید کیلئے' بھلا میں خدا کو چھوڑ کر غیر خدا کو سجدہ کیسے کرتا'' حضرت جنید حیران ہو گئے' فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا' جنیدؒ! اس ظالم کو پوچھو کہ اس سجدے کا حکم کس نے دیا تھا؟ آپ نے جب یہ سوال کیا تو شیطان رفو چکر ہو گیا۔

حضرات گرامی! شیطان نے محبوبان خدا کی توہین و تنقیص کرنے کیلئے توحید

خدا کو آڑ بنا رکھا ہے۔ وہ توحید خدا کا غلام نہیں اپنے نفس کا غلام ہے۔ اسی طرح اس ظالم کے پیروکار بھی توحید کی آڑ لے کر محبوبان خدا کی دشمنی پر اتر آئے ہیں' مسلمان' کسی کو خدا سمجھ کر نہیں' محبوب خدا سمجھ کر مانتے ہیں' محبوب خدا سمجھ کر اس کے پاس جاتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کا حکم انہیں خدا نے عطا فرمایا ہے۔ کیا مسلمان اپنے خدا کا حکم بھی نہ مانیں؟

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں' کار کشا' کار ساز

یاد رہے کہ خدا کے روکنے سے کسی کے پاس جانا جتنا بڑا جرم ہے' خدا کے بھیجنے سے کسی کے پاس نہ جانا بھی اتنا ہی بڑا جرم ہے۔ گویا اللہ کے باغیوں کے پاس جانا جرم ہے کہ اللہ نے روکا ہے اور اللہ کے نبیوں اور ولیوں کے پاس نہ جانا جرم ہے کیونکہ اللہ نے بھیجا ہے۔ مسلمان کبھی نمرود' شیطان' فرعون' عزیٰ' لات منات' طاغوت کے پاس نہیں جاتے کیونکہ اللہ نے ان کے پاس جانے سے روکا ہے اور نبی رسول کے پاس' محمد مصطفےٰ کے پاس' صدیق اکبر' عمر فاروق' عثمان غنی' حیدر کرار کے پاس' امام حسن و حسین کے پاس' غوث بغداد کے پاس' مجدد پاک کے پاس جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے ان کے پاس بھیجا ہے۔ جو ان ناپاکوں پر ان پاکبازوں کو قیاس کرتا ہے اس سے بڑا بھی کوئی نافرمان اور ناانصاف ہوسکتا ہے؟ قرآن پاک نے فرمایا

☆ لَا يَسْتَوِىٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ' اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ' دوزخی لوگ اور جنتی لوگ ہرگز برابر نہیں ہوسکتے' جنتی لوگ ہی کامیاب ہیں' ﴿القرآن﴾

☆ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ' کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں' ﴿القرآن﴾

☆ غوث اعظم کا فرمان

خدا اور مصطفیٰ کی اطاعت کا کیا انعام ہے۔ حضور پیر پیراں' میر میراں' شیخ الجن والانس سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظم ﷺ کی زبان پاک سے سنئے' آپ فتوح الغیب میں ارقام فرماتے ہیں۔

''قَالَ اللّٰہ عزوجل فِی بَعْضِ کُتُبِہٖ یَا ابْنُ اٰدَمَ اَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْن اَطِعْنِیْ اَجْعَلُکَ تَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْن۔ یعنی اللہ کریم نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا اے آدم کے بیٹے' میں اللہ ہوں' میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' میں کسی چیز کے بارے میں کہوں ہو جا'' تو وہ ہو جاتی ہے' تو میری اطاعت کر' میں تجھے یہ مقام عطا کروں گا کہ تو بھی کسی چیز کے بارے میں کہے گا ہو جا' تو وہ چیز ہو جائے گی''

گویا بندہ مؤمن' اللہ کی اطاعت سے ''امر کن'' کا وارث بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام دشمن مل کر بھی مکھی کا پر نہیں بنا سکتے۔ کسی کو نفع نہیں دے سکتے' کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے' لیکن اللہ کے برگزیدہ اور اطاعت شعار بندے پھونک مار کر مٹی کا پرندہ بنا سکتے ہیں۔ وہ پرندہ اڑنا بھی شروع کر دیتا ہے' اندھوں کو آنکھیں عطا کرتے ہیں' برص والوں کو شفا دیتے ہیں اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ گویا اطاعت و انابت سے انسان خلافت الٰہی کی برکات حاصل کر لیتا ہے اور اسے اس کائنات میں تصرف کی قوت عطا کر دی جاتی ہے۔ یہ قوت اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے نہیں نوازا ہوتا کہ وہ اس کے مقابلے میں آ جائیں' مقابلے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بعض ''توحید پرستوں'' بلکہ ''توحید فروشوں'' کے ذہن کی اختراع ہے۔ بلکہ یہ قوت اللہ تعالیٰ کے اذن اور رضا کے تابع ہوتی ہے۔ فرمایا

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ

مِمَّنۡ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ" O اے محبوب فرما دے! اے اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے' جسے چاہے ملک عطا کرتا ہے اور جسے چاہے ملک سے محروم کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے' تیرے ہاتھ میں ہر چیز ہے' بیشک تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ ﴿القرآن﴾

حضرات محترم! اس آیت مقدسہ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ملک عطا کرتا ہے' اختیار عطا کرتا ہے' اقتدار عطا کرتا ہے' اب جو شخص اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اقتدار اور اختیار کو نہیں مانتا گویا وہ اللہ تعالیٰ کی عطا و سخا کو نہیں مانتا' ذرا تصور کریں کہ جب بندہ اس کا بندہ بن جاتا ہے' اپنا ہر معاملہ اس کے سپرد کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عطاؤں اور نوازشوں کا کیا عالم ہوگا؟

چھپایا حسن کو جس نے کلیم اللہ سے اپنے
وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

☆ ایک شبہ کا ازالہ

یہاں ایک شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ مقام تو اطاعت خدا کو اپنانے سے میسر آتا ہے۔ اطاعت رسول کا ذکر نہیں۔ جواباً عرض ہے کہ خدا کی اطاعت اور رسول کی اطاعت میں کوئی فرق نہیں' جیسا کہ قرآن پاک نے اعلان فرما دیا ''جس نے رسول کی اطاعت کی ہے' تحقیق اس نے ہی اللہ کی اطاعت کی'' بندہ مومن کو اطاعت مصطفٰے سے ہی یہ مقام نصیب ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا مقرب ہو کر پوری کائنات میں متصرف ہو جاتا ہے' بقول اقبال

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

☆ صحابہ کرام کا جذبہ اطاعت

حضور پرنور ﷺ کے صحابہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ سراپا اطاعت مصطفیٰ تھے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر میں حضور پرنور ﷺ کے راستے سے ذرا بھی پیچھے ہٹ جاؤں تو گمراہ ہو جاؤں' حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے حجر اسود تو ایک پتھر ہے' میں تجھے اسی لئے چومتا ہوں کہ میرے نبی نے تجھے چوما ہے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو فرمایا تو مسکرائے' استفسار پر فرمایا اس جگہ حضور پرنور ﷺ نے وضو فرمایا تھا اور آپ بھی مسکرائے تھے''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اطاعت رسول کا پیکر تھے۔ بلکہ تمام صحابہ کرام کمال درجہ کے اطاعت گذار تھے۔ وہ محبوب کی ایک ایک ادا پر عمل کرتے تھے' حضور پرنور ﷺ نے وصال کے روزے رکھے تو صحابہ کرام نے بھی رکھنے شروع کر دیئے اور بہت زیادہ لاغر ہو گئے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِی تم میں میری مثل کون ہے؟ ﴿بخاری﴾

گویا حضور پرنور ﷺ اللہ کے اتنے بڑے محبوب ہیں کہ ان کی اطاعت کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے' سب صحابہ کرام علیہم الرضوان اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان محبوبوں کے کردار و افکار کو تمام امت مرحومہ کیلئے قابل عمل قرار دیا ہے اور اسلام کی حقانیت کی دلیل مبرہن ٹھہرایا ہے۔ فرمایا

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس طرح ایمان لاؤ جیسے یہ سب لوگ ﴿صحابہ کرام﴾ ایمان لائے۔ ﴿القرآن﴾

اللہ اکبر! اطاعت مصطفٰے کی تجلیوں اور تابشوں نے ان عظیم لوگوں کو انسانیت کی معراج عطا کر دی اور وہ تمام نسل آدم کے رہبر بن گئے۔ یہ کتنا بڑا نصیب ہے کہ بکریاں چرانے والے قتل و غارت کا بازار گرم کرنے والے تہذیب و تمدن سے صدیوں پیچھے رہنے والے چند سالوں میں زمین و آسمان کی نگاہوں کا مرکز بن گئے مشرق و مغرب کی قوموں کے امام بن گئے۔ وہ ذرے تھے آفتاب بن گئے قطرے تھے سمندر بن گئے۔ اطاعت محبوب نے ان کو ثریٰ سے اٹھایا اور ثریا تک پہنچا دیا۔

سوہنے دے در دے ذرے بدر و ہلال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لال بن گئے
جنہاں تے پیاں نظراں رب دے حبیب دیاں
حضرت اویس بن گئے حضرت بلال بن گئے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

☆☆☆

فلسفۂ معراج رسول

○❖○

وجہِ مکاں بھی باعثِ امکاں بھی آپ ہیں
گل بھی، بہارِ گل بھی، گلستاں بھی آپ ہیں

اک میں ہی ان کے لطف و کرم پہ نہیں فدا
عالم کی جان دہر کا ارماں بھی آپ ہیں

مجھ کورہِ حیات کی مشکل سے کیا غرض
منزل بھی، راہبر بھی نگہباں بھی آپ ہیں

سر وہ ہے جس میں سودا سمایا حضور کا
دل وہ ہے جس کے درد کا درماں بھی آپ ہیں

جس نے کیا جہاں کے اندھیروں کو تابدار
نورِ ازل کا جلوہ تاباں بھی آپ ہیں

کس نے بشر کو ظلمت و ذلت سے دی نجات
پیغامِ انس و عظمتِ انساں بھی آپ ہیں

مانا ہے مہر و ماہ و نجوم و شجر دلیل
توحید کی عظیم تر برھاں بھی آپ ہیں

حسرت ہے آپ نور محبت عطا کریں
ہاں ہاں جہانِ نور کے سلطاں بھی آپ ہیں

ہو جا غلامِ زار تو شیدا حضور کا
حسنِ یقیں بھی، دین بھی، ایماں بھی آپ ہیں

***

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

اَمَّا بَعۡدُ

فَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بَارَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡر

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ الۡکَرِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہِ

حضرات محترم! آج ہم معراج مصطفیٰ کا روشن باب کھول کر بیٹھے ہیں۔ کیونکہ اہل محبت اپنے محبوب دانائے غیوب ﷺ کا میلاد پاک بھی پورے جذبوں کیساتھ مناتے ہیں اور معراج پاک بھی سارے ولولوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ معراج مصطفیٰ کا تو رب کبریا نے بھی خاص الخاص اہتمام فرمایا ہے۔ اعلان خداوندی ہے۔

”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد خاص کو رات کے تھوڑے سے حصے میں سیر کرائی‘ مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک‘ جسکے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے۔ تاکہ وہ دیکھ لے ہماری نشانیاں‘ بیشک وہ سننے دیکھنے والا ہے۔ ﴿القرآن﴾

☆ اللہ پاک ہے

اللہ پاک نے اپنے محبوب‘ طالب ومطلوب ﷺ کی شان معراج کے بیان کو اپنی پاکی سے شروع فرمایا۔ اللہ پاک یہ بتانا چاہتا ہے کہ لوگو معراج مصطفیٰ کے

حسین سفر کو اپنی عقل نارسا کے پیمانے پر نہ تولتے پھرنا' معراج کرانے والے کو دیکھو' وہ سبحان ہے' رب ذیشان ہے' قادر ہے' رحمان ہے۔

سی معراج اک راز محبتاں دا ئیں سی کسے دی سمجھ وچ آن والا
سدھیا طالب تے گیا مطلوب اُتھے' جبرائیل سی سدھ لے جان والا
بعضے کہندے نیں بنا دروازیاں دے کیویں گیا' اوتھے نبی شان والا
ابر عقل نوں بھلا کہیہ اے دخل اتھے' جانے جان والا یا لے جان والا

حضرات محترم! حرکت کیلئے محرک کی استعداد اور متحرک کی استعداد کا ہونا ضروری ہے۔ ایک طاقتور ریلوے انجن میں حرکت دینے کی قوت تو موجود ہے لیکن اس کے پیچھے چھوٹا سا ریڑھا باندھ دیا جائے تو وہ تنکوں کی طرح بکھر جائے گا' کیونکہ اس میں اتنی تیز حرکت کی استعداد نہیں ہوتی' اسکے برعکس ریل گاڑی میں حرکت کرنے کی استعداد ہے' لیکن اس کے آگے گدھا باندھ جائے تو بھی حرکت واقع نہیں ہوگی کیونکہ محرک یعنی گدھے میں اس قدر حرکت دینے کی استعداد نہیں ہوتی۔ اب دیکھئے معراج کی رات جانے والا محبوب والا تبار ہے' اور اس کو لے جانے والا سبحان پروردگار ہے' سفر معراج کی تیز رفتاری کا کیا عالم ہوگا؟ یہی وجہ ہے کہ محبوب لامکان سے بھی ہوکر آ گیا اور ادھر وضو کا پانی چلتا رہا' دروازے کی کنڈی ہلتی رہی اور بستر پاک بھی گرم رہا۔

یہ آب بھی چلتا رہا' بستر بھی رہا گرم
اللہ رے یہ تیزی تیرے گام سفر کی

حضرات محترم! یہاں یہ بھی نکتہ ذہن میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سبحان وہی مانتا ہے جو اسکے محبوب ذیشان کی معراج ذیشان کو مانتا ہے' اور یہ سفر ایسا تابناک ہے کہ خود اللہ رب العزت بھی اس کے بیان پہ سُبحان الّذی فرما رہا ہے' لہٰذا معراج کے ذکر پہ سبحان اللہ سبحان اللہ کی صداؤں سے محفلوں کا ماحول گونجنا چاہیے۔ اور ہر زبان پر سبحان اللہ سبحان اللہ کا ترانہ مچلنا چاہیے۔ یہ اللہ رب

العزت کی سنت ہے۔

☆ لفظ اسریٰ کا مفہوم

اَلَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کا مطلب ہے ''جس نے اپنے عبد خاص کو سیر کرائی'' گویا عبد خاص حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کائنات سماوی کی سیر کیلئے تشریف لے گئے' یاد رہے کہ حضور جس طرح زمینوں کے بادشاہ ہیں اس طرح آسمانوں کے بھی بادشاہ ہیں۔ حدیث پاک ہے ''میرے دو وزیر آسمانوں میں ہیں اور دو وزیر زمینوں میں ہیں' وَزِیْرَایَ فِی السَّمَاءِ جِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْل وَوَزِیْرَایَ فِی الْاَرْضِ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ یعنی میرے آسمانی وزیروں کا نام جبرئیل و میکائیل ہے اور زمینی وزیروں کا نام ابوبکر و عمر ہے۔ وزارت وہاں قائم ہوتی ہے جہاں حکومت قائم ہو' ماننا پڑا کہ حضور کی حکومت آسمانوں پر بھی قائم ہے اور زمینوں پر بھی قائم ہے' اسی لئے ہم کہتے ہیں۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

معراج کا یہ بھی حسین سبب ہے کہ اے محبوب جس طرح آپ زمین کی سیر فرما کر زمین کو بہاریں عطا کرتے ہیں' یہ آسمان بھی آپ کے قدموں کی خیرات کو ترس رہے ہیں' ذرا آسمانوں کی سیر بھی فرماتے جائیں اور ان کا مقدر بھی چمکاتے جائیں۔

بِعَبْدِہٖ کا فلسفہ

آیت مبارکہ میں حضور پرنور ﷺ کیلئے ''عبدہ'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔ یاد رکھیں کہ حضور ''عَبْدُہٗ'' ہیں۔ عبد اور عبدہٗ میں بڑا عظیم فرق ہے۔ حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

عبد دیگر' عبدہٗ چیزے دگر
ما سراپا انتظار' او منتظر

یعنی عبد وہ ہے جو انتظار کرتا ہے' عبدہ وہ ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ عبد فریاد کرتا ہے رَبِّ اَرِنِیْ اے مولا مجھے اپنا جلوہ دکھا' جواب ملتا ہے تو نہیں دیکھ سکتا' عبدہٗ کہتا بھی نہیں' پھر بھی اسے کہا جاتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ' اللہ آپ سے ملاقات کا مشتاق ہے۔ امام اہل سنت کیا خوب کہہ گئے۔

تبارک اللہ شان تیری' تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی' کہیں تقاضے وصال کے تھے

یاد رکھیں کہ "عبد" جسم مع الروح کا نام ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے جسم پاک کو بھی معراج ہوئی اور روح پاک کو بھی معراج ہوئی۔ حضور ﷺ کا "عبدہ" ہونا نور ہونے کیخلاف نہیں۔ تمام فرشتے نور ہیں لیکن قرآن پاک انہیں۔ عِبَاد" مکْرَمُوْنَ کے لقب سے یاد کرتا ہے۔ سورج' چاند' ستارے نور ہیں لیکن سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

دراصل مقام عبدیت' معرفت کے عروج کا نام ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے جیسا عرفان اپنے محبوب کو عطا فرمایا ایسا کسی اور کو عطا نہیں فرمایا۔ ساری مخلوق کا عرفان مِنَ الْخَلْقِ اِلَی الْخَالِقِ' یعنی خلق سے خالق کی طرف ہے۔ محبوب پاک کا عرفان مِنَ الْخَالِقِ اِلَی الْخَلْقِ یعنی خالق سے خلق کی طرف ہے۔ ساری مخلوق کا عرفان صفات تک ہے' محبوب پاک کا عرفان ذات تک ہے' حضرت جمالی کہتے ہیں۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری و در تبسمی

"بِعَبْدِہٖ" میں بائے اول حرف جر ہے۔ اور جر میں کشش پائی جاتی ہے۔ یہاں یہ اس لئے وارد ہوئی کہ جس "عبد خاص" کو معراج کرائی جا رہی ہے وہ ساری کائنات کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جو بھی اس کو دیکھتا ہے اس کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے۔

کیہ اعجاز نظر وچ تیری جو آوے اوہ وک جاوے
خلق تیرے نیں موہ لئی دنیا کوئی ورلا جان بچاوے
پیشانی وی چمکاں مارے' وچ نیناں کجل سہاوے
اعظم ایڈا سوہنا دلبر سانوں کدھرے نظر نہ آوے

یہاں ایک اشکال یہ بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ آخر ابوجہل اور ابولہب نے بھی تو دیکھا تھا' وہ کیوں نہ کھچ سکے۔ جواباً عرض ہے کہ مقناطیس کا کام ہے کھینچنا' لیکن وہ تو اس کو نہیں کھینچے گا جس میں استعداد نہیں پائی جاتی۔ وہ صرف لوہے کو کھینچتا ہے' مٹی کو' ریت کو' پتھر کو ہرگز نہیں کھینچتا۔ جن میں استعداد تھی' ان کو اس ''عبد خاص'' نے روم' حبشہ اور یمن سے بھی کھینچ لیا۔ ابوجہل اور ابولہب تو پتھر سے بھی گئے گذرے تھے' وہ اس لئے نہ کھچ سکے' لہٰذا ثابت ہوا کہ یہاں ''عبد خاص'' کی کشش میں کوئی نقص نہیں' ابوجہل اور ابولہب کی ازلی شقاوت کا قصور ہے کہ وہ دیکھنے کے باوجود بھی نہ دیکھ سکے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے تَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ یعنی اے محبوب تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تجھے دیکھ رہے ہیں ﴿لیکن﴾ وہ بالکل ہی نہیں دیکھ رہے۔ گویا

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

☆ رات کا مختصر حصہ

قرآن پاک نے فرمایا ہے کہ محبوب کو رات کے مختصر سے حصے میں سیر کرائی لفظ ''لَیْلًا'' استعمال کیا گیا' رات کے مختصر سے حصے میں معراج کرانے کا یہی مقصد ہے کہ دنیا والوں کو بتایا جائے۔ میرا محبوب سفر کرنے کیلئے دن کی روشنی کا محتاج نہیں۔ پھر رات بھی رجب کی ستائیسویں تھی' یعنی چاند کی چاندنی بھی ماند تھی' اس کا بھی یہی مقصد ہے کہ میرا محبوب سفر کرنے کیلئے چاند کی چاندنی کا بھی

محتاج نہیں۔ یہ آفتاب و ماہتاب خود اس محبوب کے رخ والضحیٰ کی خیرات نور پہ پل رہے ہیں' امام اعظم رضی اللہ عنہ' کا شعر ہے۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بِهَاکَ

ماہ بھی تیری تجلی سے ہوا ہے تابناک
مہر بھی روشن ہے تیرے نور کی تنویر سے

لَیْلاً پر تنوین تعظیم کیلئے بھی ہوسکتی ہے' گویا جس رات کو معراج مصطفیٰ سے نسبت ہوگئی وہ رات بھی قابل تعظیم بن گئی' رات کے مختصر حصے میں محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کا سیر فرمانا ''سرعت سفر'' کی دلیل ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ رات کے مختصر سے حصے میں عرش معلیٰ سے ہو کر آسکتے ہیں تو ان کے قدم مبارک کے سامنے یہ دنیا کے مرحلے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ غلام کہیں سے بھی فریاد کریں محبوب کیلئے فریاد کو سننا اور مشکلوں کو آسان فرمانا کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ کریم نے اس کائنات کو قدم مصطفیٰ کے سامنے سمیٹ دیا ہے' لپیٹ دیا ہے۔

اگر ہو جذبہ کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

☆ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

محبوب کو مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ علماء کرام کے نزدیک مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک حضور ﷺ کی بشریت کی معراج ہے' مسجد اقصیٰ سے لیکر سدرۃ المنتہیٰ تک حضور ﷺ کی نورانیت کی معراج ہے اور سدرہ سے لیکر لامکاں کی تنہائیوں اور بلندیوں تک حضور ﷺ کی محمدیت و حقیقت کی معراج ہے۔ حضور ﷺ جہاں جہاں سے بھی گذرے کائنات کو معراج عطا کرتے گئے۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

☆ مسجد اقصیٰ کی برکات

اللہ کریم نے مسجد اقصیٰ کے اردگرد برسنے والی برکات وتجلیات کا ذکر فرمایا اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ' کے الفاظ اس پر دلالت فراہم کر رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ کو یہ برکات وتجلیات کیسے نصیب ہوئیں' دیوبندی مفسر مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

☆ ''روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ مقام کتنے انبیاء اور رسل کا مسکن و مدفن اور ان کے فیوض وانوار کا سرچشمہ رہا ہے'' ﴿موضح القرآن﴾

دیوبندی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

☆ ''دینی برکت یہ کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں'' ﴿بیان القرآن﴾

ان تفسیری حوالوں سے معلوم ہوا کہ اس مسجد کی برکات وتجلیات کا واحد ذریعہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے مزارات ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جس مقام پر اللہ کے پاک بندے جلوہ فرما ہوجائیں وہاں برکتوں اور رحمتوں کے بادل برسنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے بہت سے عظیم لوگوں نے بھی عظیم لوگوں کے پہلو میں دفن ہونے کی آرزو کی۔ مثلاً

☆ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس دفن ہونے کی وصیت فرمائی۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کی سرزمین میں دفن ہونے کی دعا مانگی' حضرت امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہاں دفن ہونے کی یہی وجہ ہے کہ بیت المقدس بے شمار انبیاء کرام کا مدفن ہونے کے باعث متبرک مقام ہے۔ اور آپ کی دعا یہ بتاتی ہے کہ محبوب بندوں کے قرب وجوار میں دفن ہونا مستحب

ہے۔ ﴿شرح صحیح مسلم﴾

☆ حضور ﷺ نے اس کنویں سے پانی بھرنے کا حکم دیا جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ پانی پیا کرتی تھی۔ ﴿مسلم کتاب الزہد﴾

☆ اگر ناقۃ اللہ کے پانی پینے سے کنواں متبرک ہو جاتا ہے اور صدیوں کے بعد بھی اس کی برکت بدستور قائم رہتی ہے تو ''ولی اللہ'' اور ''نبی اللہ'' کے بیٹھنے' لیٹنے اور چلنے پھرنے کی جگہ کیوں نہ باعث برکت ہوگی۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کے قریب دفن ہونے کی کیوں آرزو کی تھی' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مزار مصطفیٰ اور مزار یار مصطفیٰ کے قرب و جوار میں کیوں جگہ طلب کی تھی۔

☆ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو پہلے دریائے نیل کے دائیں طرف دفن کیا گیا تو آپ کے وجود مقدس کی برکت سے اس طرف کا سارا علاقہ سرسبز و شاداب ہوگیا۔ اور دوسری طرف خشک ہوگئی' پھر خشک طرف والوں کے اصرار پہ بائیں طرف دفن کیا گیا تو ادھر خشک سالی ختم ہوگئی اور ساری طرف سرسبز و شاداب بن گئی جبکہ پہلا علاقہ خشک ہوگیا۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ آپ کا مزار مقدس دریائے نیل کے مقام پر بنایا جائے جہاں سے پانی مختلف علاقوں کو تقسیم ہوتا ہے۔ تاکہ آپ کی برکتیں سب لوگ یکساں حاصل کرسکیں۔ اس طرح تمام علاقوں کو آپ کی برکت سے خوشحالی نصیب ہوگئی۔ ﴿تفسیر مدارک التنزیل﴾

☆ صفا و مروہ کیوں باعث برکت ہیں۔ حجر اسود کیوں باعث برکت ہے' آب زم زم کیوں باعث برکت ہے' مقام ابراہیم کیوں باعث برکت ہے' کبھی غور کیا ہے آپ نے؟ ارے صرف اسی لئے یہ سب چیزیں برکت و سعادت والی ہیں کہ ان چیزوں کو برکت و سعادت والے لوگوں سے نسبت حاصل ہے۔

☆ معراج کا مقصد

قرآن پاک نے معراج مصطفےٰ کا مقصد وحید بیان کیا ہے' لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا تاکہ اس سیر کرنے والے ''عبد خاص'' کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کی چشم ناز کے سامنے غیب و شہادت کے دروازے کھول دیئے اور آپ نے ازل و ابد کے جملہ مرحلوں کا مشاہدہ فرمایا' ذرا دیکھئے' اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اور یونہی ہم نے دکھائیں ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہیاں تاکہ وہ حق الیقین والوں میں ہو جائے' یہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے مشاہدے کا کمال ہے کہ وہ زمین پر کھڑے ہو کر عرش علیٰ تک سب ملکوت کو دیکھ رہے ہیں' ذرا حضرت حبیب اللہ علیہ السلام کے مشاہدے کا تصور کیجئے جو عرش علیٰ پر کھڑے ہیں تو کہاں تک دیکھ رہے ہوں گے' امام بریلوی نغمہ سرا ہیں۔

سرعرش پر ہے تیری گذر' دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

علماء کرام نے اللہ کی نشانیوں کو دیکھنے کے علاوہ اور بھی بہت سے مقاصد معراج بیان کئے ہیں۔

☆ حضور ﷺ کے وجود پاک سے آسمانوں اور لامکانوں کو مشرف کیا جائے۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرعرش تخت نشیں ہوئے
یہ نبی ہیں جسکے ہیں یہ مکاں' وہ خدا ہے جسکا مکاں نہیں

☆ حدیث پاک ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ جس نے اللہ کیلئے عاجزی اختیار کی' اللہ نے اسے بلند کر دیا' ہمارے نبی اکرم ﷺ نے اللہ کیلئے عاجزی کی

انتہا کر دی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام بھی انتہا کا عطا فرمایا۔ دیکھئے! انسانوں میں مسلمان زیادہ عاجزی کرتا ہے' اس کا مقام زیادہ بلند ہے' مسلمانوں میں ولی زیادہ عاجزی کرتا ہے' اس کا مقام اور زیادہ بلند ہے' پھر قطب' غوث زیادہ عاجزی کرتے ہیں ان کا مقام اور زیادہ بلند ہے۔ **علیٰ هذا القیاس** سب سے زیادہ انبیاء کرام نے عاجزی کی تو ان کے مقامات بھی زیادہ بلند ہوئے' انبیاء کرام میں ہمارے نبی محتشم ﷺ کی عاجزی اور منکسر المزاجی کا کوئی جواب نہیں۔ آپ نے نور الانوار ہو کر بھی خود کو بشر کہا۔ دو جہاں کا مختار ہوتے ہوئے بھی کہا کہ "مجھے تو اپنی جان کا بھی اختیار نہیں' یہ عاجزی کی کتنی عظیم مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گویا فرما دیا' اے محبوب تو نے عاجزی کی انتہا کر دی اب تجھے مقام بھی وہ دیا جائے گا جہاں نوریوں کا سردار بھی نہیں جاسکتا۔

خلق سے اولیاءٔ اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

☆ حضور پرنور ﷺ کا زمانہ قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اس زمانے میں ہزاروں ایجادات و اکتشافات منظر پر آئے۔ آواز کی رفتار سے زیادہ تیز چلنے والے طیارے اور راکٹ تیار ہونے لگے' اللہ کریم نے اپنے محبوب کی نبوت کو قیامت تک غالب رکھنا تھا۔ اس لئے پہلے ہی اتنی تیز رفتار سواری پر بٹھا کر اتنی بلندی تک پہنچا دیا کہ یہ تیز رفتار طیارے اور راکٹ ان کی گرد راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے' گویا معراج کے سفر نے بتا دیا ہے کہ نبی کل بھی غالب تھا' نبی آج بھی غالب ہے اور نبی قیامت تک غالب رہے گا۔

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
وہ ہے سلطان والا ہمارا نبی

☆ اللہ کریم نے مسلمانوں' ایمان والوں سے سودا فرمایا ہے کہ وہ جانوں اور مالوں کے بدلے ان کو جنت عطا فرمائے گا۔ سودا جنس کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ اللہ کریم

نے اپنے محبوب کریم کو جنت کی سیر کرائی اور عالم بالا کی معراج سے سرفراز فرمایا تا کہ آپ سب کچھ دیکھ کر اپنے غلاموں کو بتا دیں کہ جان اور مال اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو' اس نے تمہارے لئے بڑی بڑی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ اس سے نبوت کی ضرورت واہمیت بھی اجاگر ہوگئی کہ امت کے ایمان کا دار و مدار ہی نبوت کی زبان پر اعتماد کرنا ہے۔ اگر اس پر اعتماد نہیں تو ایمان کی حرارت نہیں۔ اقبال کہتے ہیں۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی' تمام بولہبی است

☆ معراج مصطفیٰ کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ کی چشم مازاغ البصر کو جلوہ نور ازل کا مطالعہ کرایا جائے۔ اس دنیا میں جلوہ خدا کا مشاہدہ ناممکن ہے' لہٰذا آپ کو عالم آخرت میں بلایا گیا اور بالائے عرش دیدار کرایا گیا' اوروں کیلئے قانون یہ ہے کہ وہ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد ہی عالم آخرت میں قدم رکھ سکتے ہیں۔ پہلے نہیں' لیکن محبوب کیلئے یہاں بھی استثنا موجود ہے۔ نیز اوروں کیلئے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت میں قدم رکھنا محال ہے' جبکہ محبوب کیلئے عادت ہے۔

قصر دنیٰ تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں' آتے یہ ہیں

☆ حضور پرنور ﷺ کو راہ اسلام میں بہت سے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مصائب و آلام کا انعام یہی ہونا چاہیے کہ جس محبوب حقیقی کیلئے یہ سب کچھ برداشت کیا گیا' اس کا حسن ازل نگاہوں کے سامنے جلوہ گر ہو جائے۔

☆ واقعہ معراج نے کلیم اور حبیب کے فرق و امتیاز کو بھی واشگاف کر دیا۔

طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں
اپنا جانا اور ہے' ان کا بلانا اور ہے

☆ معراج اس لئے بھی ہوئی کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی دعا ''رب ارنی'' کو شرف قبول عطا کیا جائے۔ وہ اس طرح کہ معراج کی رات مصطفیٰ ''جلوۂ خدا کو

دیکھتے رہے اور کلیم اللہ جلوۂ مصطفےٰ کو دیکھتے رہے۔ یعنی حضرت کلیم میں بلاواسطہ جلوہ کبریا کو دیکھنے کی تاب و استعداد نہیں تھی، وہ دیکھنا چاہتے ہیں تو رخ مصطفےٰ کے آئینے میں جلوہ کبریا کی جھلک دیکھ سکتے ہیں۔ زبان محبوب کا یہ بھی ارشاد ہے، من رأنی فقد راء الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

جھاں اکھیاں میرا دلبر ڈٹھا تے میں اوہ اکھیاں تک لئیاں
توں ملیا تے ساجن ملیا، ہن آساں وی لگ پیاں

☆ سماعت و بصارت

اللہ کریم نے فرمایا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے ''ھُوَ'' کی ضمیر اگر ذات خدا کی طرف راجح ہے تو پھر خدا کی سماعت و بصارت کا ذکر ہوا، اور اگر ذات مصطفےٰ کی طرف راجح ہے تو پھر مصطفےٰ کی سماعت و بصارت کا ذکر ہوا، گویا یہ آیت گرامی، حمد خدا بھی ہے اور نعت مصطفےٰ بھی ہے، خدا تعالیٰ ذاتی طور پر سمیع وبصیر ہے، محمد مصطفےٰ عطائی طور پر سمیع وبصیر ہیں۔ وہ بھی سننے والا ہے، یہ بھی سننے والا ہے، وہ بھی دیکھنے والا ہے، یہ بھی دیکھنے والا ہے، اُس سننے اور دیکھنے والے نے اِس سننے اور دیکھنے والے کو ایسا سننا اور دیکھنا عطا کیا ہے کہ یہ ماں کے شکم انور میں بھی اقلام قدرت کی آوازوں کو سنتا تھا، دنیا میں آیا تو غلاموں کے درود وسلام کی صداؤں کو سننے لگا، آج بھی سنتا ہے، قیامت تک سنتا رہے گا، ارے کیا خدا کی صدائے لطیف کو سننے والا، بندوں کی صدائے کثیف کو نہیں سن سکتا ہے۔

بولی بندے دی اونہاں نوں کیہ مشکل جھڑے رب دی ہین گفتار سندے
زندہ باد حیات النبی دائم پیہم دیکھ دے تے لگاتار سندے

اللہ اکبر! پھر دیکھنا بھی ایسا دیکھنا، خود فرمایا ''فَتَجلّٰی لِیْ کُلَّ شَیْئٍ'' میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی، اور فرمایا ''فَرأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا'' میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو ملاحظہ فرمالیا'' بلکہ اعلان خداوندی ہے۔ ''وَسَیَرَی

اللّٰہ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہ" اور اللہ بھی تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے اور اس کا رسول بھی دیکھتا ہے۔﴿القرآن﴾

جس پاسے میں ٹر جاواں، سرکار نظر رکھ دے
سلطان مدینے دے دو جگ دی خبر رکھ دے

حضرات محترم! معراج مصطفٰے ایک بہت عظیم الشان معجزہ ہے۔ جس کے آگے عقل انسانی اپنی نارسائی کا ماتم کرتی نظر آتی ہے۔ فکر انسانی کا قافیہ تنگ دکھائی دیتا ہے۔ جب ظاہر مصطفٰے کو عقل وفکر نہ سمجھ سکے تو باطن مصطفٰے کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ ان کی حقیقت کو تو خدا ہی جانتا ہے یا اسکے بتانے سے وہ خود جانتے ہیں، کوئی تیسرا سمجھے تو کیا سمجھے۔

میان طالب و مطلوب رمز ایست
کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنَ

☆☆☆

○❖○

پردہ غیب سے یوں جانِ مسیحا نکلے
جس طرح قلبِ محبت سے تمنا نکلے

بھر دیا دامن دلِ دستِ عطا نے فوراً
اس سے پہلے کہ مرا حرفِ تقاضا نکلے

ان کے انوار ہیں انوار خدا کے مظہر
دیدہ کور ہی محرومِ تماشا نکلے

درد بہتا ہے سدا اشکِ جدائی بن کے
جس طرح دامنِ کہسار سے دریا نکلے

میں ہی ناداں تھا جو اظہارِ جنوں کر بیٹھا
وہ مرے درد سے ہر لحظہ شناسا نکلے

داغِ لالہ کو ملا چین، گلِ تر کو سکوں
سیرِ گلشن کو وہ محبوبِ دلارا نکلے

اے صبا لے جا بیابانِ عرب کی جانب
قفسِ جسم سے جب جاں کا پرندہ نکلے

جب وہی حاصلِ ارماں ہیں وہی پیشِ نظر
حسرتِ عقبیٰ جلے، خواہشِ دنیا نکلے

ہمہ تن گوش ہوئی دیکھ بہارِ فطرت
بربطِ دل سے کوئی پیار کا نغمہ نکلے

واقعۂ معراجِ رسول

○❖○

جلوہ انوار یزداں کون ہے ۔ سرکار ہیں
مقطع نظم رُسولاں کون ہے ۔سرکار ہیں
حسن تنزیئن گلستاں کون ہے ۔ سرکار ہیں
غنچہ وگل میں نمایاں کون ہے ۔سرکار ہیں
کس کی طلعت مہر میں جلوہ نُما۔ سرکار کی
ماہ و انجم میں درخشاں کون ہے۔سرکار ہیں
آرزو کس کی تڑپتی ہے دل سیماب میں
دیدہ نرگس میں پنہاں کون ہے۔سرکار ہیں
کس کی ہستی پہ رہا دین ہدایت کا مدا ر
مغز قرآں، روح ایماں کون ہے۔سرکار ہیں
کس کا در امید گاہ حوّر و غلماں۔آپ کا
جس پہ قرباں، جن و انساں کون ہے۔سرکار ہیں
ذکر چھیڑا کس کا تار وقت پرداود نے
شوکت ملک سلیماں کون ہے۔سرکار ہیں
مرغ سدرہ کس کی یادوں میں ہوا نغمہ طراز
جس کا مدحت خواں ہے رضواں کون ہے۔سرکار ہیں
اہل جان و دل اگر پوچھیں غلام زار سے
دولت دل... برجانِ جاناں کون ہے۔سرکار ہیں

***

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشۡرَفِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَاَکۡرَمِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ

فَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی فَاَوۡحٰی اِلٰی عَبۡدِهٖ مَا اَوۡحٰی

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُهُ الۡکَرِیۡمُ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی! معراج مصطفےٰ ایک ایسا عظیم الشان سفر ہے، جس پہ ہمارے نبی اکرم رسول محتشم ﷺ اس قدر و منزلت کیساتھ روانہ ہوئے کہ تاریخ نبوت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ پاک نے ساری کائنات کو سجایا...... اپنے محبوب پاک کو بلایا...... اور زمان و مکان کی حدوں سے باہر اپنا بے کیف دیدار کرایا۔

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے

☆ جبرئیل امین حاضر ہوئے

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ مسجد حرام میں آرام فرما تھے کہ تین فرشتے آپ کو وہاں اٹھا کر زم زم کے پاس لے گئے، ان فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تھے۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ کے حلقوم اور ناف کے

درمیان سے سینہ مبارک چاک کیا اور اپنے ہاتھ سے دل مبارک کو آب زم زم سے غسل دیا' یہاں تک کہ شکم انور کو بھی غسل دیا گیا۔ پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرپور تھا۔ ایمان و حکمت کو آپ کے سینہ مبارک میں رکھا گیا اور تمام گوشت اور رگوں میں ایمان و حکمت کو سما دیا گیا۔ پھر سینہ اقدس کو بند کر دیا گیا۔ ﴿صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۱۱۲۰﴾

اس روایت سے یہ نکتے حاصل ہوتے ہیں۔

☆ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ دل کی محتاج نہیں اس لئے دل باہر نکال لیا گیا لیکن حضور ﷺ پھر بھی زندہ رہے اور سارا منظر دیکھتے رہے۔

☆ آب زم زم سے اسلئے غسل دیا گیا کہ اس پانی کو قلب مصطفیٰ سے بھی نسبت حاصل ہو جائے اور مزید برکتوں اور رحمتوں کا امین بن جائے۔

☆ آپکے قلب پاک کو اسلئے غسل دیا گیا کہ آپ نے باطنی مسجد یعنی بارگاہ ربوبیت میں حاضری کا شرف حاصل کرنا تھا۔ جس طرح ظاہری مسجد میں جاتے وقت ظاہری بدن کا وضو اور غسل فرماتے تھے اس طرح باطنی مسجد میں جاتے ہوئے باطنی بدن کا وضو اور غسل فرمالیں۔

☆ سونے کے طشت میں قلب مصطفیٰ کو رکھا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ جس طرح سونا تمام قیمتی چیزوں کا سردار ہے' اس طرح قلب مصطفیٰ تمام دلوں کا سردار ہے۔ جس طرح سونا زنگ سے پاک ہوتا ہے' اس طرح قلب مصطفیٰ زنگ معصیت سے پاک ہے۔

☆ ایمان و حکمت کو آپکے قلب منیر کے ساتھ نسبت حاصل ہو جائے اور یہ دولت آپ کے فیضان سے مالا مال ہو کر پوری دنیا کو مالا مال کر دے۔

☆ فرشتوں کا سردار اور نوریوں کا امام بھی ہمارے رسول پاک ﷺ کے دربار کرم کا گدا ہے اور ان کی خدمت پر مامور ہے۔

☆ اُم ہانی کے گھر سے

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور پرنور ﷺ حضرت سیدہ ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما تھے' وہاں فرشتہ چھت کوشق کر کے اندر داخل ہوا' ان دونوں روایات میں حضرت امام ابن حجر عسقلانی نے اس طرح تطبیق قائم فرمائی ہے کہ "آپ پہلے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما تھے' وہاں سے فرشتہ آپ کو مسجد حرام میں لے گیا۔ وہاں جا کر آپ لیٹ گئے اور آپ کو اونگھ آ گئی۔ پھر فرشتہ آپ کو مسجد حرام کے دروازے پر لے گیا اور وہاں سے آپ کو براق پر سوار کرایا۔ امام ابن اسحاق نے بھی حضرت حسن بصری ﷺ سے اس طرح کی روایت مرسلاً نقل کی ہے' جس سے اس تطبیق کی تائید ہوتی ہے۔ ﴿فتح الباری ج ۷ ص ۲۰۴﴾

ایک حسین نکتہ

فرشتے سے مراد یقیناً حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں' حضرت جبریل امین کا وجود پاک بہت ہی وسیع و عریض ہے۔ لیکن جب اتنے عظیم وجود والا فرشتہ چھت کے چھوٹے سے سوراخ سے نیچے اترتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ بارگاہ مصطفٰے میں اپنی ہستی کو مٹا کر پیش ہونا چاہیے' ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل نے اپنے کافوری ہونٹوں سے قدم مصطفٰے کو بوسہ دیا جنکی ٹھنڈک سے حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی' یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ قدم مصطفٰے کو چومنا فرشتوں کے امام کی سنت ہے۔ حضرت جبرئیل کی معراج یہی ہے کہ انہیں قدم مصطفٰے کا قرب خاص نصیب ہوا' وہ بھی کہتے ہوں گے۔

تیری معراج کہ تو رب حرم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

☆ باطنی سماعت و بصارت

حضرت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے حضرت امام عیاض مالکی قدس سرہ کے حوالے سے روایت نقل فرمائی ہے۔ ''حضرت جبرئیل نے حضور ﷺ کے قلب منیر کو غسل دیا تو کہا ''قَلْبٌ سَدِیْدٌ'' فِیْهِ عَیْنَانِ تَبْصُرانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ'' آپ کا قلب پاک بہت ہی صحیح ہے' اس میں دو آنکھیں ہیں جو ﴿دو جہاں کی چیزوں کو﴾ دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو ﴿دو جہاں کی آوازوں کو﴾ سنتے ہیں۔ ﴿فتح الباری ج ۳ ص ۴۸۱﴾

شہسوار کی سواری

حضور پرنور ﷺ کو غسل دیا گیا' جنت کا دولہا بنایا گیا۔ فرشتوں کی بارات تیار کی گئی۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔

''معراج کی رات سرکار ابد قرار ﷺ کے پاس ایک براق لایا گیا جس کو لگام ڈالی ہوئی تھی اور زین چڑھائی گئی تھی' براق نے حضور پرنور ﷺ کے سامنے شوخی کا مظاہرہ کیا تو حضرت جبرئیل امین بولے' تم سید عالم ﷺ کے سامنے اس طرح کا مظاہرہ کر رہے ہو' آج تک تم پر کوئی بھی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو ان سے زیادہ مکرم ہو۔ براق کھڑا ہو گیا اور ﴿جلالت مصطفےٰ سے﴾ اس کا پسینہ بہنے لگ پڑا۔ ﴿جامع ترمذی ص ۴۴۸﴾

حضور سید عالم ﷺ نے اس سواری کی یہ شان بیان فرمائی کہ ''جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا جبرئیل امین مجھے لے کر روانہ ہو گئے'' ﴿بخاری شریف ج ۱ ص ۵۴۹﴾

حضرات محترم! ذرا تصور کیجئے' جب حضور فخر عالم ﷺ غزوہ خندق کے دوران محنت و مشقت فرما رہے تھے' آپ کا وجود نازنین پسینے سے شرابور تھا۔ گرد و غبار آپ کی عبائے نبوت کے بوسے لے رہا تھا۔ اس عالم مشقت میں بھی اتنے حسین و جمیل

لگ رہے تھے کہ قرآن نازل ہوا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی بیشک تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی حسین نمونہ ہے' عالم مشقت میں حسن مصطفیٰ کا یہ عالم ہے تو عالم معراج میں حسن مصطفیٰ کا کیا عالم ہوگا۔

رنگ پیراہن ہے خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسم گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام

اللہ! اللہ! آج ساری کائنات کا تاجدار اپنی سلطنت کی سیر کیلئے نکل رہا ہے' نظارے قدموں کی خیرات لینے کیلئے بے قرار ہیں۔ ستارے غبار راہ کے ذرے بننے کیلئے بے چین ہیں۔

اس رات دے تارے دسدے نیں اج عرش سجایا جانا اے
غاراں وچ رووَن والے نوں مہمان بنایا جانا اے

☆ ایک حسین نکتہ

معراج کی رات حضور پرنور ﷺ براق پر سوار ہوئے براق' برق یعنی بجلی کے مرکز کو کہتے ہیں' یہ حضور پرنور ﷺ کو ''اپنے جیسا بشر'' بلکہ ''بڑا بھائی'' سمجھنے والے ذرا ''برق یعنی بجلی'' کو ہی ہاتھ لگا کر دکھائیں' دیکھیں تو ان میں کتنا دم خم ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں ''اِنَّ جِبْرِيْلَ عليه السلام اَخَذَ بِرَكَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ وَهٰذَا اَعْظَمُ مِنَ السُّجُوْدِ الْمَلَائِكَةِ یعنی معراج کی رات جبرئیل امین نے حضور ﷺ کے براق کی رکاب پکڑی اور یہ عمل فرشتوں کے سجدے کرنے سے افضل ہے۔ ﴿تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۰۱﴾

ابھی نہ آئے تھے پشت زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک' گناہ مستانہ جھومتے تھے
خوشی کے بادل امڈ کے آئے' دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا' حرم کو خود وجد آ رہے تھے

☆ حضرت موسیٰ کو دیکھا

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَ اَسْرٰی بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ یعنی معراج کی رات میرا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کثیب احمر کے پاس سے گذر ہوا، وہ اس وقت اپنی قبر مبارک میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے" ﴿صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۰، مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۸﴾

یہ حدیث مبارک بہت مشہور ہے اور امت محمدیہ کے بڑے بڑے محدثین اور مفکرین نے نقل فرمائی ہے۔ اس حدیث مبارک سے بہت سے مسائل حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً

☆ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں جیسا کہ ایک اور حدیث پاک میں ہے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ" فِیْ قُبُوْرِھِمْ وَیُصَلُّوْنَ.

☆ حضور سرور عالم ﷺ کی شان بصارت کا عالم دیکھئے کتنی مشینیں بن چکی ہیں جنہیں سطح زمین پر رکھ دیا جائے تو وہ بتا دیتی ہیں کہ زمین کی گہرائی میں کون سی دھات ہے اور کتنی مقدار میں ہے۔ لیکن مشینوں کو کسی کی قبر پر گاڑھ دیا جائے تو نہیں بتا سکتیں کہ قبر میں کیا ہو رہا ہے۔ حضور پرنور ﷺ بجلی کی سی تیزی سے گذرتے ہوئے بھی بتا رہے ہیں کہ قبر میں کیا ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا جہاں سائنسی علوم کی انتہا ہے وہاں سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے علم پاک کی ابتداء ہے۔

عالم الغیب اللہ کی ذات سے
سیکھ کر غیب آیا ہمارا نبی

☆ "یُصَلِّیْ" کا ایک معنی درود پاک پڑھنا بھی ہے۔ گویا ادھر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بھی خبر ہے کہ شب اسریٰ کے دولہا کی سواری گذر رہی ہے۔ تو آپ

قبرِ منور میں کھڑے ہو کر درود پاک کا نذرانہ پیش کرنے لگے۔ یہاں کھڑے ہو کر درود پاک پڑھنا ایک عظیم پیغمبر کی سنت سے ثابت ہو گیا۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر پاک میں بھی موجود ہیں، مسجد اقصیٰ میں بھی موجود ہیں اور چھٹے آسمان پر بھی موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا ایک ہی آن میں متعدد مقامات پر حاضر بھی ہو سکتے ہیں، ناظر بھی ہو سکتے ہیں۔ ایک منکر سے میری بات ہوئی۔ اس نے کہا کہ صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت کرو کہ حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ میں نے کہا، کیا تم نے معراج کی احادیث مبارکہ نہیں پڑھیں، انبیاء کرام اپنی قبروں میں بھی موجود تھے، مسجد اقصیٰ میں بھی موجود تھے اور آسمانوں پر بھی موجود تھے، وہ کہنے لگا پہلے انبیاء کرام کی مثال کیوں دیتے ہو، میں نے کہا'' گویا پہلے انبیاء کرام حاضر و ناظر ہو جائیں تو تمہیں کوئی پریشانی نہیں، پریشانی تو صرف ہمارے نبی ﷺ کی شان کے بارے میں لاحق ہے مجھے یہ تو بتاؤ کہ وہ کون سا کمال ہے جو پہلے انبیاء کرام کو ملا اور ہمارے نبی اکرم ﷺ کو نہ ملا۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

☆ انبیاء کرام کے خطبات

حضور پرنور مزار کلیم اللہ، ولادت گاہ عیسیٰ اور وادی بطحا سے ہوتے ہوئے بیت المقدس پہنچے تو انبیاء کرام نے آپ کا استقبال کیا اور انہوں نے باری باری اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان فرمائی۔ مختصراً عرض کرتا ہوں۔

☆ حضرت آدم نے کہا
سب تعریف اللہ کیلئے جس نے مجھے صفی بنایا۔

☆ حضرت ابراہیم نے کہا
سب تعریف اللہ کیلئے جس نے مجھے خلیل بنایا۔

☆ حضرت داؤد نے کہا
سب تعریف اللہ کیلئے جس نے مجھے حکمت عطا فرمائی۔

☆ حضرت سلیمان نے کہا
سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا۔

☆ حضرت عیسیٰ نے کہا
سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے مجھے آسمان پر اٹھایا۔

☆ آخر میں سب سے آخری نبی سب کے سردار نبی' سب کے غم خوار نبی ﷺ کی باری آ گئی۔ فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَنَذِیْرًا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ تِبْیَانَ کُلِّ شَیْءٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ وَسَطاً وَجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَخَاتِمًا یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنایا اور تمام انسانوں کیلئے بشیر ونذیر بنایا اور مجھ پر فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر پیدا کیا' اسے امت وسط فرمایا اور اول و آخر بنایا۔ میرا سینہ کھول دیا' میرا بوجھ اتار دیا' میرا ذکر بلند کر دیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا' ﴿دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۰۱﴾

حضور جان کائنات' شان موجودات ﷺ کی زبان پاک سے یہ فضائل و مناقب سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے' انہی فضائل کی بدولت تم سب پر محمد مصطفیٰ ﷺ کو افضیلت عطا کی گئی ہے۔

☆ حضورؐ سب کے امام ہیں

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں

کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور میرے لئے تمام انبیاء کرام کو اکٹھا کیا گیا' پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ان کے آگے کھڑا کر دیا اور میں نے سب انبیاء کرام کو نماز پڑھائی' ﴿سنن نسائی ج ا ص ۷۴﴾

یہ حدیث پاک بتا رہی ہے کہ مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام تشریف لائے تھے' صرف ارواح انبیاء کا یا مثالی اجسام کا ذکر نہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ساری کائنات محبوبان خدا کی سیرگاہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ حضور پرنور ﷺ سب انبیاء کرام کے امام اور مقتدا ہیں۔

فرشتے خدم' رسول حشم' تمام امم' غلام کرم
وجود و عدم' حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے
کلیم و نجی' مسیح و صفی' خلیل و رضی' رسول و نبی
عتیق و وصی' غنی و علی' ثنا کی زبان تمہارے لئے
اصالت کل' امامت کل' سیادت کل' امارت کل
حکومت کل' ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

☆ فراستِ مصطفےٰ کی جھلک

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حدیث پاک نقل فرمائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین برتن لائے گئے۔ جن کے منہ ڈھکے ہوئے تھے' ایک برتن پاس کیا گیا جس میں پانی تھا۔ آپ نے تھوڑا سا پانی پی لیا۔ پھر ایک برتن پیش کیا گیا جس میں دودھ تھا۔ آپ نے اسے سیر ہو کر پیا' پھر ایک برتن پیش کیا گیا جس میں شراب تھی' آپ نے فرمایا میں سیر ہو چکا ہوں' اسے پینا نہیں چاہتا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ نے ٹھیک کہا' آپ کی امت پر عنقریب شراب حرام کر دی جائے گی۔

﴿دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۰۱﴾

☆ سات آسمانوں کی سیر

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کرتے ہیں، ہم مختصراً بیان کرتے ہیں۔

حضور پرنور ﷺ حضرت جبرئیل کے ہمراہ آسمان دنیا پر پہنچے تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام نے استقبال فرمایا، انہوں نے کہا خوش آمدید ہو صالح بیٹے اور صالح نبی کو، پھر آپ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے استقبال فرمایا، انہوں نے کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور صالح نبی کو، پھر آپ تیسرے آسمان پر تشریف فرما ہوئے۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے استقبال فرمایا، پھر چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام نے استقبال فرمایا، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام ملے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استقبال فرمایا، انہوں نے بھی کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور صالح نبی کو، آپ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے، وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا "میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس نوجوان مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں جائیں گے، پھر آپ ساتویں آسمان پر چلے گئے، وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا خوش آمدید ہو ابن صالح اور نبی صالح کو، بعد ازاں آپ سدرۃ المنتہیٰ پر جلوہ گر ہوئے۔ وہاں چار نہریں تھیں، دو پوشیدہ اور دو ظاہر۔ پوشیدہ نہریں تو جنتی نہریں ہیں اور ظاہر نہریں نیل اور فرات کی نہریں ہیں۔ پھر آپ کی بارگاہ میں شراب، دودھ اور شہد کے برتن پیش کئے گئے، آپ نے دودھ قبول کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی، یہی فطرت ہے، آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے، ﴿صحیح بخاری ج ا ص ۸۴۹﴾

یہ حدیث پاک بتا رہی ہے کہ یہ ساری بزم بالا قصر دنیٰ کے مہمان کیلئے سجائی گئی تھی۔ انبیاء کرام دست بستہ کھڑے تھے اور ایک نظر رحمت کے سوالی

دکھائی دیتے تھے۔ حضور پرنور ﷺ جدھر جدھر سے بھی گذرے نور و رحمت کے جلوے تقسیم کرتے رہے۔

یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

☆ اگر یک سرِ مُو ۓ برتر پرم

حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی کہ حضور! یہی میرا آخری مقام ہے' حضرت امام نظام الدین نیشاپوری لکھتے ہیں۔
''منتہیٰ وہ مقام ہے جس سے آگے کوئی فرشتہ نہیں جاسکتا اور کسی کو علم نہیں کہ اس کے آگے کیا ہے۔ شہداء کرام کی روحیں بھی یہاں تک جاسکتی ہیں۔

﴿تفسیر نیشاپوری ج ۲۷ ص ۳۱﴾

نیز لکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرض کرنے لگے' اگر میں ایک پور بھی اور قریب ہوا تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا'' ﴿ایضاً﴾

بگفتا فراتر مجالم نماند
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

یہی بات حضرت امام اسماعیل حقی قدس سرہٗ نے بھی لکھی ہے۔ حضور ﷺ ''رفرف'' پر جلوہ گر ہوئے' نجانے کتنی قربتوں کے فاصلے طے فرمائے' حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ جو فرماتے ہیں وہ مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔
''آپ ﷺ مقام استواء پر پہنچے جہاں آپ نے قلم قدرت کے چلنے کی

آواز سنی' قلمیں اللہ تعالیٰ کے احکام کو تختیوں پر لکھ رہی تھیں۔ جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے متعلق جاری فرماتا ہے' عالم نور میں آپ نے خود کو تنہا دیکھا' نہ کوئی فرشتہ تھا اور نہ کوئی رفرف' ہر طرف نور ہی نور تھا۔ اور آپ وجد میں جھوم رہے تھے۔ اس وقت آپ نے دیدار کی اجازت طلب کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز کے مشابہ ایک آواز آئی۔ **قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّی** اے محمد ٹھہر جایئے کہ آپ کا رب درود پڑھ رہا ہے۔ پھر آپ حضرت خاص میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی جو فرمائی اور آپ نے اپنی آنکھ سے وہ جلوہ دیکھا جو آپ کے سوا کسی نے بھی نہیں دیکھا''

﴿الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۹﴾

☆ لذت دیدار کبریا

امت محمدیہ کے جمہور علماء کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمان و مکان اور عرش و کرسی کی تمام سرحدوں سے بالاتر ہو کر رب العالمین کے ''جلوۂ بے کیف'' سے شاد کام ہوئے۔ اور آپ اتنے قریب ہوئے کہ جیسے کمان کی دو قوسیں بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے' حضرت امام بخاری قدس سرہٗ نے روایت بیان کی ہے۔

حَتّٰی جَاءَ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّۃِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ پر آئے اور پھر جبار رب العزت آپ کے قریب ہوا حتیٰ کے فاصلہ دو کمانوں کے برابر رہ گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہوا۔ ﴿بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۰﴾

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا **ھَلْ رَأَیْتَ رَبَّکَ**' کیا آپ نے اپنا رب دیکھا' آپ نے فرمایا **رَأَیْتُ نُوْرًا**' میں نے نور ہی نور دیکھا۔ ﴿مسلم ج ۲ ص ۹۹﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا راہ

بقلبہ، یعنی حضور نے اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھا، ﴿مسلم ج ۲ ص ۹۹﴾ اور بھی بہت سے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے جلوہ خدا کا دیدار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زیادہ مشہور روایت بھی یہی ہے پھر قرآن پاک نے فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی وہ آنکھ نہ جھپکی اور نہ حد سے بڑھی، اس میں جمال کبریا کی رویت کا ہی تو ذکر ہے، امام آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''صوفیاء کرام کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ، نبی پاک ﷺ کے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوئے جو ان کی شان کے لائق ہے اور مَا زَاغَ الْبَصَرُ کی تفسیر میں کہا کہ آپ کی نگاہ جلوہ خدا سے نہیں ہٹی اور آپ جنت اور دوزخ کی طرف نہ ملتفت ہوئے اور جمال ذات میں محور ہے اور وَمَا طَغٰی کی تفسیر میں کہا آپ صراط مستقیم سے نہیں ہٹے۔ ابو حفص سہروردی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ کی بصیرت میں کمی نہیں ہوئی اور نہ بصر نے بصیرت سے تجاوز کیا۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ صرف جمال ذات کا مشاہدہ فرماتے رہے اور صفات خدا کا مطالعہ کرتے رہے، میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا اور آپ اپنے رب کے اتنے قریب ہوئے جو آپ کی شان کے مطابق ہے۔

﴿روح المعانی ج ۲۷ ص ۵۴﴾

☆ علم مصطفیٰ کی وسعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی، پس اللہ نے اپنے عبد خاص کی طرف جو وحی نازل فرمائی سو فرمائی، گویا اس کو صرف خدا جانتا ہے یا اس کے بتانے سے مصطفیٰ جانتا ہے۔ یہ وہ وحی ہے جس میں کوئی فرشتہ نہیں۔ کوئی مقرب نہیں، خدا فرما رہا ہے، نبی سن رہا ہے، بتایئے اس علم کی وسعت کو کون ناپ سکتا ہے۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ علم مصطفےٰ کیلئے پیمانے نہ ایجاد کرو کہ حضور اتنا جانتے ہیں، اتنا نہیں جانتے، یہ تو وہ بارگاہ ہے جہاں اتنا، اتنا، ایسا، جیسا، سب کچھ ختم ہو جاتا

ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''معراج کی رات حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا وہ قرب حاصل ہوا جو انسانی عقل سے بالاتر ہے''۔

﴿اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۴۳۱﴾

خدا خود اعلان کر رہا ہے۔ **وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا**' اور محبوب اس نے آپ کو وہ کچھ سکھا دیا جس کا آپ کو علم نہیں تھا۔ اور آپ پر اللہ کا بہت عظیم فضل ہے' ﴿القرآن﴾

☆ ایک حسین نکتہ

سورۃ النجم میں اللہ کریم نے یہ بھی فرمایا **مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی**' جو کچھ اس محبوب نے دیکھا دل نے اس کی تکذیب نہیں کی' بلکہ تصدیق کی۔ ہمارا معاملہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ دیکھتے ہیں دل اس کی تصدیق نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر آدمی ٹرین میں سفر کرے تو وہ دیکھتا ہے کہ درخت ٹرین کے ساتھ دوڑ رہے ہیں۔ لیکن دل اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔ وہ کہے گا درخت تو ساکت ہیں۔ وہ کیسے دوڑ سکتے ہیں۔ شفاف پانی میں آنکھ دیکھتی ہے کہ چاند پانی میں اتر آیا ہے۔ لیکن دل تصدیق نہیں کرتا' وہ کہتا ہے کہ چاند تو آسمان پر چمک رہا ہے۔ **علیٰ هذا القیاس** لیکن قربان جائیں مشاہدہ مصطفیٰ پر' آنکھ دیکھ رہی ہے' کہ خدا کا جلوہ موجود ہے اور دل اس کے مشاہدے کی تصدیق کر رہا ہے۔

☆ سفرِ معراج سے واپسی

حضور صاحب معراج ﷺ نجانے کتنا عرصہ خدا کی بارگاہ میں حاضر رہے۔ انعامات حاصل کرتے رہے۔ پھر جب خدا نے چاہا تو واپس آ گئے۔ آپ کو پچاس نمازیں نصیب ہوئیں۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عرض کرنے پر پانچ کروائیں۔ اس طرح آپ بار بار بارگاہ خدا میں حاضر ہوتے رہے اور نمازوں کی تخفیف کراتے رہے۔ اس میں یہ نکتہ پنہاں ہے کہ حضور کیلئے کوئی پابندی نہیں'

جب چاہیں، قصر دنیٰ کی سیر کیلئے جا بھی سکتے ہیں، آ بھی سکتے ہیں۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے ہمیں پانچ نمازیں حاصل ہوگئیں، لوگ کہتے ہیں کہ قبر والے مدد نہیں کرتے، اگر نہیں کرتے تو پھر پچاس نمازیں پڑھا کریں۔ چار دن لگ گئے تو عقل ٹھکانے آ جائے گی۔ ارے یہ پانچ نمازیں ایک قبر والے نبی کا فیضان ہے۔ حضور ﷺ واپس مکہ شریف میں آئے اور اپنی قوم کے سامنے معراج کے اسرار و واقعات بیان کئے تو قوم نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً آپ کی تصدیق کر دی۔ آپ نے مکہ شریف کے کافروں کو للکارا، میرا نبی جو کچھ فرماتا ہے، سچ فرماتا ہے، جھوٹ ان کی زبان پر آ ہی نہیں سکتا۔ اس دن سے یہ حد امتیاز قائم ہو چکی ہے، جو محبوب ﷺ کی عظمت معراج کو تسلیم کرتے ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل ہیں اور جو انکار کرتے ہیں بلکہ طرح طرح کی موشگافیوں سے مسلمانوں کا عقیدہ خراب کرتے ہیں وہ ابوجہل اینڈ کمپنی میں شامل ہیں۔ یاد رہے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب کے سفر معراج کی واپسی کا ذکر بھی فرمایا وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی قسم اس ستارے محمد پیارے کی جب وہ معراج سے تشریف لائے۔ یہ تفسیر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ﴿روح المعانی﴾

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ لوگ حضور ﷺ کے جانے پر حیران ہیں جبکہ ہم آپ کے واپس آنے پر حیران ہیں، گویا حضور ﷺ کا معراج پہ روانہ ہونا معجزہ ہے تو واپس آنا اس سے بھی بڑا معجزہ ہے، اور یہ وہ معجزہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور یہ معجزہ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَات کا عالی شان ظہور ہے۔ اللہ کریم ساری امت کو مقام مصطفیٰ کے سامنے سرنگوں ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

☆☆☆

○❖○

غموں سے جان گھبرائی ہوئی ہے یارسول اللہ

کلی قسمت کی مرجھائی ہوئی ہے یارسول اللہ

شبستانِ الم میں شمعِ ایماں ہی نہ بجھ جائے

گھٹا ظلمت کی منڈلائی ہوئی ہے یارسول اللہ

تمہارے رخ کے جلووں میں مہ و نجم و سحر ڈوبے

ثریا تک بھی شرمائی ہوئی ہے یا رسول اللہ

جہاں میں ہر طرف کفر و جہالت کے اندھیرے تھے

تمہیں سے عالم آرائی ہوئی ہے یارسول اللہ

جنہیں ٹھکرادیا دنیا نے ان قسمت کے ماروں کی

تمہارے در پہ شنوائی ہوئی ہے یا رسول اللہ

درِ والا پہ بیٹھا ہوں بچھا کر دامن حسرت

نظر گنبد پہ اٹکائی ہوئی ہے یا رسول اللہ

سہارا مل گیا مجھ کو فقط دامانِ رحمت کا

وگرنہ شامِ غم چھائی ہوئی ہے یارسول اللہ

سمجھتا ہوں ہواؤں پر ہے کیوں اک کیف ساطاری

تمہاری زلف لہرائی ہوئی ہے یا رسول اللہ

خدا کے فضل سے اب شورِ محشر کا نہیں کھٹکا

مری تم سے شناسائی ہوئی ہے یارسول اللہ

غلامِ زار نے پھر چھیڑ کر الفت بھرا نغمہ

یہ بزمِ شوق گرمائی ہوئی ہے یا رسول اللہ

مقام اہل بیت

○❖○

شہِ دوسرا ، مصطفےٰ کملی والے

مجھے اپنے در پہ بلا کملی والے

عیاں چاند، سورج میں تیری تجلی

ستاروں میں تیری ضیا کملی والے

تری شان ، شانِ الٰہی کی مظہر

ترا نور، نورِ خدا کملی والے

مری لاج رکھنا بروزِ قیامت

تری مانتا ہے خدا کملی والے

چھٹا کفر و جور و جفا کا اندھیرا

ہوئے جب سے جلوہ نما کملی والے

خدا کی قسم سب زمانے سے اونچا

تیرے در کا ادنیٰ گدا کملی والے

میں بیمار الفت ہوں نظر کرم ہو

تیرے ہاتھ میں ہے شفا کملی والے

غلام آپ کا مشکلوں میں گھرا ہے

کرم میرے مشکل کشا کملی والے

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات محترم! تاریخ اسلام پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی ابتداء بھی قربانی ہے اور اسلام کی انتہا بھی قربانی ہے' اسلامی تقویم کو دیکھ لیں' اس کا پہلا مہینہ محرم الحرام سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظیم قربانیوں کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جبکہ آخری مہینہ ذوالحج سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قربانیوں کی داستان بیان کرتا ہے۔ علامہ اقبال کیا خوب فرما گئے۔

نہایت سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین اور ابتدا اسماعیل

☆ مودتِ قربیٰ

اللہ کریم نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی یعنی اے محبوب فرما دیے میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا' مگر قرابت داروں کی شدید محبت ﴿طلب کرتا ہوں﴾ ﴿القرآن﴾

گویا حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرما رہے ہیں کہ اے میرا کلمہ پڑھنے والو!

میرے صدقے تمہیں ایمان نصیب ہوا ...... عرفان نصیب ہوا ...... ایقان نصیب ہوا ...... وحدت کا فیضان نصیب ہوا ...... توحید نصیب ہوئی ...... امید نصیب ہوئی ...... تہذیب و تمدن کے جوہر نصیب ہوئے ...... بخشش و مغفرت کے گوہر نصیب ہوئے ...... ان تمام نعمتوں اور عظمتوں کے بدلے میں کچھ بھی اجر و ثواب طلب نہیں کرتا۔ ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے ...... میرے راج دلاروں سے ...... میری آنکھ کے تاروں سے ...... میرے ماہ پاروں سے ضرور محبت کرنا' محبت بھی ایسی جسے مودت کہا جائے۔ یہ آیت مبارکہ بتا رہی ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے اہل بیت اطہار کی محبت و مودت ہر فرد مومن پر فرض ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کو فرض قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس محبت و مودت کو فرض قرار دیا ہے۔ یہ ایسا فرض ہے کہ اس کے بغیر کوئی فرض قابل قبول نہیں ہوتا۔

☆ القربیٰ کی وضاحت

حضرات گرامی! آیت مبارکہ میں لفظ ''القُربیٰ'' استعمال ہوا' جس کا معنی و مفہوم بہت وسیع ہے۔ دیکھئے' آدمی کے والدین' بیوی' بچے' نواسے' پوتے' داماد' اور نسبتی رشتے سب کے سب ''القُربیٰ'' میں داخل ہیں۔ یعنی یہ رشتے قریبی رشتے ہیں۔ اس آیت کی روشنی میں ہم برملا کہہ سکتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت و مودت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ سرکار دو جہاں ﷺ کے خسر نامدار ہیں' حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی محبت و مودت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ آپ کے داماد عالی وقار ہیں' پھر حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کی محبت و مودت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ حضور سراپا نور کے پیارے نواسے اور جگر پارے ہیں۔ اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور

حضرت سیدہ حفصہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی محبت و مودت بھی ضروری ہے' کیونکہ وہ حضور شافع نشور کی پاک بیویاں ہیں اور صحن نبوت کی رونقیں ہیں۔ حضرت سیدہ زینب' سیدہ رقیہ' سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن کی محبت و مودت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ حضور جان سرور ﷺ کی پاک شہزادیاں ہیں اور تمام حوران جنت کی سردار ہیں' ہاں' ہاں مجھے کہنے دیں' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت و مودت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ محبوب خدا ﷺ کے برادر نسبتی ہیں' گویا ذات مصطفٰے ہی معیار محبت ہے' جو رشتہ بھی حضور ﷺ نے قبول فرما لیا اس کی محبت ساری امت پر فرض ہوگئی۔

جو بھی ان کے قریب ہوتے ہیں
آدمی خوش نصیب ہوتے ہیں

☆ فرمانِ رسول کا فیصلہ

حضور احمد مختار ﷺ کی یہ حدیث پاک بھی آل و اصحاب کی محبت و مودت پر زور دے رہی ہے۔

لَا یَدْخُلُ فِیْ قَلْبِ اِمْرَاءٍ اِیُمَان" اِلَّا بِحُبِّ قَرَابَتِیْ 'یعنی کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ میرے قرابت داروں سے محبت نہ کرے' ﴿ترمذی﴾

حضرات والا! کتنی واضح حدیث ہے۔ جس میں زبان رسالت نے ایمان کو اپنے قرابت داروں کی محبت و مودت کے ساتھ مشروط کر دیا ہے' گویا

جھدا پنجتن نال پیار نئیں
اوہدے کلے دا اعتبار نہیں
لکھ نفل نمازاں پڑھ بھاویں
لکھ لمبے سجدے کر بھاویں

جے توں آل رسول دا یار نئیں
تیرا ہونا بیڑا پار نئیں

ایک اور فرمان رسول پر غور کریں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَبْغَضَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ حَشَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَهُوْدِيًّا یعنی جس نے ہم اہل بیت سے بغض وعناد رکھا' اللہ اس کا حشر یہودیوں میں کرے گا' ﴿دیلمی﴾

اللہ اکبر! یہ حدیث پاک بھی بتا رہی ہے کہ حضور پیکر نور ﷺ کی آل پاک کی محبت ومودت ایمان کی نشانی ہے اور اسکا بغض وعناد یہودیت کی نشانی ہے۔

بلکہ ایک حدیث پاک میں یہاں تک آیا ہے کہ وَمَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدًا جو آدمی آل مصطفٰی کی محبت پر مرا وہ درجہ شہادت پر فائز ہوگیا اور فرمایا وَمَنْ مَاتَ عَلٰى بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ كَافِرًا جو آدمی آل مصطفٰی کے بغض وعناد میں مرا وہ کافر کی موت مرا۔ یہ لفظ بھی وارد ہیں کہ وہ منافق یا یہودی یا نصرانی کی موت مرا' ہر مسلمان کو اپنے محبوب اقدس ﷺ کے ان فرمودات کا خیال رکھتے ہوئے آل رسول کی محبت ومودت سے اپنا سینہ آباد کرنا چاہیے۔

عظمت آل نبی بھول نہ جانا لوگو
دیکھنا لوگوں کی باتوں میں نہ آنا لوگو

☆ تین چیزوں کی نصیحت

دوستان گرامی! ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں ہدایت دی ہے۔

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ یعنی اپنی اولاد کو تین چیزوں کی نصیحت کرو' ان کو اپنے نبی کی محبت' آل نبی کی محبت اور قرآن پاک کی تلاوت سکھاؤ' ﴿سراج منیر شرح جامع صغیر﴾

اس حدیث پاک نے بھی محبت مصطفٰے اور تلاوت قرآن پاک کیساتھ ساتھ

محبت آل اطہار کو خوب اجاگر کیا ہے' گویا جس مسلمان کے پاس یہ تین چیزیں نہیں وہ نام کا مسلمان ہے۔ کام کا مسلمان نہیں۔

☆ نجات کیلئے کشتی نوح

آل رسول کی محبت و مودت کو اس لئے اہم قرار دیا گیا ہے کہ اس کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے۔ جیسے قوم نوح کے وہی خوش نصیب افراد ساحل آشنا ہوئے تھے جو کشتی نوح میں سوار ہوئے تھے' ویسے ہی قوم مصطفٰے کے وہی لوگ کامیاب ہوں گے جن کے سینوں میں آل مصطفٰی کا غم ہوگا' جن کی روحوں میں آل مصطفٰے کی محبت ہوگی' دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

مَثَلُ اَهْلُ بَيْتِىْ كَسَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَاءَ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ'

یعنی میری اہل بیت کی مثال نوح کی کشتی کی طرح ہے' جو سوار ہوا وہ بچ گیا اور جو رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ ﴿احمد﴾

دوسرے مقام پر فرمایا اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ' میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں' اب اہل دانش جانتے ہیں کہ سمندر میں سفر کرتے ہوئے جہاں کشتی کی ضرورت ہوتی ہے وہاں ستاروں کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ کشتی سواروں کو سہارا دیتی ہے اور ستارے منزل کا راستہ بتاتے ہیں' ہم اہل سنت و جماعت کتنے خوش نصیب ہیں جو کشتی کو بھی مانتے ہیں اور ستاروں کو بھی مانتے ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی
خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

ہم اپنے قرب و جوار میں دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ تو وہ ہیں جو آل اطہار کی غلامی کا دم بھرتے ہیں لیکن اصحاب پاک کے دشمن ہیں' یہ رافضی ہیں' اور کچھ لوگ

تو وہ ہیں جو اصحاب پاک کی عظمتوں کا نعرہ بلند کرتے ہیں مگر آل اطہار کا نام لینا گوارا نہیں کرتے' یہ خارجی ہیں' ان دونوں کی محبت و مودت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس لئے ان دونوں کے مقامات و کمالات کا خیال رکھنا چاہیے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے۔

آل نبی' اصحاب نبی کی شان بڑھائی اللہ نے
ساری دنیا سے اونچا ہر رشتہ کملی والے کا

یاد رکھیں' خوب یاد رکھیں' آل و اصحاب کے رشتے رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ کی نص قطعی سے ثابت ہیں۔ اور فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ کی دلیل کامل سے روشن ہیں' ہمیں آل پاک کا ادب و احترام' اصحاب پاک نے بتایا ہے اور اصحاب پاک کا رتبہ و مقام' آل پاک نے سمجھایا ہے۔ یہ سب لوگ حلقہ اسلام میں ابریشم کی طرح نرم ہیں۔ ان کی حیات سرمدی ایک دوسرے کی محبت و یگانگت کے جذبوں سے سرشار ہے۔

☆ دو بھاری چیزوں کا بیان

حضرات گرامی! جس طرح آل و اصحاب کے درمیان انتہائی گہرا تعلق قائم تھا اس طرح آل اطہار اور قرآن پاک کے درمیان بھی گہرا رابطہ دیکھنے میں آتا ہے۔ حضور سراپا نور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنِّیْ تَارِکٌ" فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ' یعنی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے' دوسری میری عترت یعنی اہل بیت ہے۔

اس فرمان رسول کے مطابق جس طرح قرآن پاک امت مرحومہ کی راہنمائی کا اہم ترین ذریعہ ہے اسی طرح اہل بیت اطہار بھی اہم ترین ذریعہ ہے۔ ان دونوں کے بغیر نہ ہدایت مل سکتی ہے اور نہ نور نصیب ہوسکتا ہے' پھر یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں اور مشروط ہیں' جو قرآن کو مان کر اہل بیت کو

نہیں مانتا وہ بھی راہ یاب نہیں ہوسکتا اور جو اہل بیت کو مان کر قرآن کو نہیں مانتا' وہ بھی ہدایت مآب نہیں ہوسکتا۔ اہل سنت و جماعت اس مقام پر بھی نور و ہدایت کے علمبردار بن کر ابھرے' کیونکہ ان کے ہاتھوں میں قرآن حکیم ہے اور سینوں میں اہل بیت کرام کا فیضان عظیم ہے' یہی جماعت ہے جو قرآن اور اہل بیت سے یکساں محبت کرتی ہے۔ اور ہر میدان میں اہل بیت کے کردار کو بالخصوص قبلہ آرزو بناتی ہے' ''مسئلہ خلافت بلا فصل'' کو ہی لیجئے' خدا کی قسم اگر اہل بیت نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت وصداقت کو تسلیم نہ کیا ہوتا' ان کے امامت و قیادت میں دینی امور سرانجام نہ دیئے ہوتے اور ان کو خراج تحسین پیش نہ کیا ہوتا نیز ان کے تاریخی کارناموں کا اعتراف نہ کیا ہوتا تو اہل سنت کبھی یہ سب کچھ نہ کرتے' ہم تو صدیق اکبر کو امام برحق اور خلیفہ بلافصل اس لئے مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت نے ان کے دست حق پرست پر بیعت کی ہے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ جبکہ یزید پلید کی حکومت و ریاست کو اس لئے نہیں مانتے کہ اہل بیت نے اس کا بائیکاٹ کیا ہے۔ اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہے' آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ محبت سچی ہے یا وہ محبت سچی ہے جس میں اہل بیت کے اماموں کو تبریٰ کیا جاتا ہے۔

حضرات گرامی! قرآن اور اہل بیت کا تعلق کتنا پائیدار ہے' تیروں کی بارش برس رہی ہے' نیزوں کے ناگ پھنکار رہے ہیں' تلواروں کی بجلیاں چمک رہی ہیں' پھر بھی لبوں پر قرآن کی تلاوت جاری ہے۔ سر کاٹ کر نیزے کی نوک پر بھی اٹھا لیا گیا لیکن تلاوت بند نہ ہوئی۔

جب بھی قرآن پہ اٹھیں شوق سے میری نظریں
یاد آیا ہے سدا حسن تلاوت تیرا
اہل فردوس ہیں آئینہ حیراں کی طرح
دیکھ کے تیغ تلے ذوق عبادت تیرا

☆ اہل بیت سے تعلق کیوں

حضرات محترم! اہل بیت کرام سے اس قدر تعلق قائم کرنے اور ان کیساتھ اتنا پیار رکھنے کی وجہ کیا ہے۔ کیوں اس امر پر اتنا زور دیا گیا ہے' اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ محبت ونسبت دراصل رسول اللہ ﷺ کی محبت ونسبت کی خاطر ہے اور ان کی محبت ونسبت دراصل اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔ حدیث پاک ہے۔

اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِعْمَتِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ تمہیں اپنی نعمت سے رزق عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل بیت سے محبت رکھو' ﴿ترمذی﴾

اس حدیث مبارک میں بظاہر جن تین محبتوں کا ذکر ہے وہ اصلاً حقیقتاً ایک ہی محبت ہے' یعنی اہل بیت کی محبت' رسول اللہ کی محبت ہے اور رسول اللہ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''محبت اہل بیت سرمایہ اہل سنت است'' یعنی اہل بیت کی محبت' اہل سنت کا سرمایہ ہے۔ ﴿مکتوبات﴾

دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اس کا رسول پاک ہے' لہٰذا ان سے محبت کرنا انسان کی پاکیزگی کا تقاضا ہے' اہل بیت کرام بھی پاک ہیں۔

ارشاد باری ہے۔

اِنَّما یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا' یعنی اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے' ﴿القرآن﴾

یہ عجیب بات ہے کہ امت کو حضورؐ پاک فرماتے ہیں' جو یُزَکِّیْھِمْ کے قرآنی لفظ سے ثابت ہوا اور اہل بیت کو خدا خود پاک فرماتا ہے۔ اب جس طرح اللہ

اور اس کے رسول سے محبت کرنا پاکیزگی کا تقاضا ہے اس طرح اہل بیت اور اصحاب پاک سے محبت کرنا بھی پاکیزگی کا تقاضا ہے۔ گویا پلید انسان ان ذوات قدسیہ سے محبت کر ہی نہیں سکتا۔ نیز اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوت کو ہر قسم کی اعتقادی' عملی' اخلاقی ناپاکیوں اور برائیوں سے بالکل پاک اور منزہ فرما کر قلبی صفائی' اخلاقی ستھرائی اور تزکیہ ظاہر و باطن کا وہ اعلیٰ درجہ اور مقام عطا فرمایا جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز اور فائق ہیں' اس طہارت کامل کے حصول کے بعد وہ انبیاء کرام کی طرح تو معصوم نہیں' ہاں محفوظ ضرور ہو گئے۔

تیری نسل پاک میں ہے' بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور' تیرا سب گھرانہ نور کا

اللہ اکبر' مولا علی' صحابہ کرام اور ساری امت محبوب کے دلربا ہیں' سیدہ زہرا جنتی عورتوں کی مقتدا ہیں' امام حسن اور امام حسین جنتی نوجوانوں کے پیشوا ہیں۔

طہارت ان کے گھر کی ہے — نفاست ان کے گھر کی ہے
صداقت ان کے گھر کی ہے — نجابت ان کے گھر کی ہے
شجاعت ان کے گھر کی ہے — عدالت ان کے گھر کی ہے
سخاوت ان کے گھر کی ہے — فراست ان کے گھر کی ہے
ولایت ان کے گھر کی ہے — عنایت ان کے گھر کی ہے
کرامت ان کے گھر کی ہے — شفاعت ان کے گھر کی ہے
گنہگاروں کو بخشانا — یہ عادت ان کے گھر کی ہے

☆ اہل بیت کے خزانے

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور سراپا نور ﷺ نے ارشاد فرمایا

نَحْنُ اَھْلُ بَیْتٍ مَفَاتِیْحُ الرَّحْمَۃِ وَمَوْضِعُ الرِّسَالَۃِ وَمَعْدَنُ الْعِلْمِ ' ہم اہل بیت رحمت کی کنجیاں' رسالت کا محل اور علم کی کان ہیں' ﴿دیلمی شریف﴾

یہ حدیث مبارک بتا رہی ہے کہ اے جہان والو! اگر رحمت رحمان لینا چاہتے ہو' رسالت کا فیضان لینا چاہتے ہو اور علم کی شان لینا چاہتے ہو تو اہل بیت نبوت کا غلام بننا پڑے گا۔ ان کے واسطے کے بغیر انسان کو کچھ بھی نصیب نہیں ہو سکتا گویا۔

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات

اس حدیث پر غور کیجئے۔ حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَنَا حَرْبٌ " لِمَنْ حَارَبَھُمْ وَسَلْمٌ " لِمَنْ سَالَمَھُمْ جو ان سے لڑے' میری اس سے لڑائی ہے اور جسکی ان سے صلح میری اس سے صلح ہے۔ ﴿ترمذی شریف﴾

اس حدیث پاک نے بتایا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اہل بیت اطہار کی رضا حاصل کرنی چاہیے۔ یزید جیسے بدقماشوں نے اہل بیت اطہار کے ساتھ جنگ کر کے گویا حضور سرور عالم ﷺ کیساتھ جنگ کی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کیساتھ جنگ کی ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

موجودہ دور میں بھی کچھ بدنصیب حضور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو "باغی" کہتے ہیں اور یزید پلید کو "امیرالمومنین" قرار دیتے ہیں' یقیناً یہ لوگ ایمان اور رسالت کے فیضان سے قطعی محروم ہیں' اور اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے جیسے فرمان مصطفےٰ کے مطابق یزید پلید کے ساتھ ہوں گے' اور ہم محبان آل پاک یقیناً آل پاک کے ساتھ ہوں گے۔

باغ' جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

ہر مسلمان کو اس فرمان مصطفےٰ کی روشنی میں اپنی محبتوں اور عقیدتوں کا قبلہ درست کر لینا چاہیے۔ خبردار! آل پاک سے حسد اور نفرت جہنم کی آگ میں لے جاتی ہے۔ نہیں تو یزید کا انجام دیکھ لیں' شمر اور خولی کا انجام دیکھ لیں' سنان اور عمرو بن سعد کا انجام دیکھ لیں۔ ابن زیاد اور حرمل کا انجام دیکھ لیں' قاتلان آل پاک کو عبرت کا نشان بنا دیا گیا۔ کیا یہ کم سزا ہے کہ ''یزیدیت'' ایک گالی بن چکی ہے۔ ایک لعنت بن چکی ہے کوئی غیر مسلم بھی ''یزیدی'' کہلانا پسند نہیں کرتا' یہی بات **لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا والآخِرَة** یعنی ان پر اللہ کی لعنت دنیا و آخرت میں کا ظہور ہے۔

☆ گنہگاروں کی شفاعت

دوسری طرف حضور ﷺ نے ان کے ساتھ صلح و محبت کے جذبات رکھنے والوں کو عظیم بشارت سے سرفراز فرمایا ہے۔ یہ صلح و محبت دراصل حضور ﷺ کیساتھ صلح و محبت ہے۔ ایک اور فرمان مصطفیٰ ملاحظہ کیجئے۔

اَرْبَعَة" اَنَا لَهُمْ شَفِيع" يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَوْ اَتَوْا بِذُنُوْبِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْمُكَرِّمُ لِذُرِيَّتِيْ وَالْقَاضِيْ اِلٰى حَوَائِجِهِمْ وَالسَّاعِيْ فِيْ اُمُوْرِهِمْ وَالْمُحِبُّ لَهُمْ بِلِسَانِهٖ وَقَلْبِهٖ' یعنی چار آدمی ایسے ہیں جن کی میں ضرور قیامت کے دن شفاعت کروں گا' میری ذریت کا احترام کرنے والا' ان کی حاجتیں دور کرنے والا' ان کے کام آنے والا اور ان سے زبان وقلب کے ساتھ محبت کرنے والا' ﴿الشرف المعبد﴾

اس حدیث پاک میں **اَنَالَهُمْ شَفِيع**" آیا ہے یعنی **لَهُمْ** کو مقدم رکھ کر حصر کا فائدہ دیا ہے یعنی میں ان ہی کی شفاعت کرونگا' یہ جملہ **اَنَا شَفِيع**" **لَهُمْ** بھی ہوسکتا تھا لیکن اس طرح ترجمہ ہوتا میں ان کی بھی شفاعت کروں گا۔ ان دونوں جملوں میں جو فرق ہے وہ اہل نظر ہی پہچان سکتے ہیں' اللہ اللہ حضور پرنور شافع یوم نشور ﷺ کی شفاعت و رحمت انہی خوش نصیبوں کو حاصل ہوگی جو ان کی آل پاک کے ساتھ

محبت و مودت رکھتے ہوں گے' نجانے لوگ اس محبت و مودت کو کیوں فراموش کر گئے' ارے کسی مسلمان کی نماز بھی اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ آل مصطفیٰ پر درود پاک نہ پڑھے گا' یعنی خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت میں آل مصطفیٰ کے یہ تذکرے ان کی اہمیت و حیثیت کو کتنا اجاگر کر رہے ہیں۔ اس سے کوئی صاحب شعور غافل نہیں ہوسکتا۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

☆ محبت اہل بیت کے فائدے

محبت اہل بیت ایک محبّ صادق کو کیا فوائد و انعامات عطا کرتی ہے۔ اس کا اندازہ اس فرمان مصطفیٰ سے لگایئے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا

حُبُّ اَهْلِ بَيْتِیْ نَافِعٌ" فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ اَحْوَالُهُنَّ عَظِيْمَةٌ" عِنْدَ الْوَفَاتِ وَ عِنْدَالْقَبْرِ وَعِنْدَ النُّشُوْرِ وَعِنْدَ الْحِسَابِ وَعِنْدَ الْكِتَابِ وَعِنْدَ الْمِيْزَانِ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ' یعنی میری آل پاک کی محبت سات مقامات پر فائدہ دیگی جن کے احوال بہت عظیم ہیں' وفات کے وقت' قبر اور حشر' حساب اور کتاب' میزان اور صراط کے موقع پر فائدہ دے گی۔

ذرا غور کیجئے' وہ کون سا نازک مقام ہے جہاں یہ محبت سہارا نہیں بن رہی۔ واقعی یہ محبت ایک مسلمان کا بہترین سرمایہ ہے۔

مخدوم عبدالاحد کا واقعہ

یہاں ہم حضور مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے والد گرامی حضرت مخدوم عبدالاحد سرہندی قدس سرہٗ کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی کا آخری وقت قریب تھا' میں نے عرض کیا' ابا جان! آپ کا آخری وقت کیسا گذر رہا ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹا' میں نے تمام عمر اہل بیت کی محبت میں بسر

کی ہے' میرا خاتمہ ایمان پر ہو رہا ہے۔

گویا حسن انجام کیلئے محبت آل پاک ایک نسخہ کیمیاء کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسی لئے ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ یہی دعا مانگی۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ برقولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی برقبول — من و دست و دامان آلِ رسول

اللہ ہم سب کو خاندان رسالت کی محبت و اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ اکبر' ہم خاندان رسالت پر کیوں نہ قربان جائیں۔

دین و ایماں کے سہارے ہیں ہمارے پنجتن
جلوۂ وحدت کے تارے ہیں ہمارے پنجتن
مصطفیٰ اور مرتضیٰ' حسن و حسین و فاطمہ
چشم ہستی کے دلارے ہیں ہمارے پنجتن

☆ کون مصطفیٰ!

جو محبوب خدا بھی ہیں — سرور انبیاء بھی ہیں
زینت ارض و سما بھی ہیں — نازش اہل صفا بھی ہیں
ختم المرسلین بھی ہیں — رحمۃ للعالمین بھی ہیں

نسخہ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

☆ کون مرتضیٰ!

جو شیر خدا بھی ہیں — تاجدار ھل اتا بھی ہیں
شوہر سیدۃ النساء بھی ہیں — مرکز مہر و وفا بھی ہیں

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی
اہل خبر کے دل کا سہارا علی علی

☆ کون فاطمہ!

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین — آں امام اولین و آخریں
بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ — مرتضےٰ مشکل کشا، شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق — مادر آں قافلہ سالار عشق

☆ کون حسن!

جو شہزادہ رسول ہیں — جگرِ گوشہ بتول ہیں
امین شہادت بھی ہیں — جبیں محبت بھی ہیں
سرچشمۂ عنایت بھی ہیں — سرمایۂ ہدایت بھی ہیں
جوانان جنت کے سردار بھی ہیں — علم و حکمت کا مینار بھی ہیں

☆ کون حسین!

آں امام عاشقاں پور بتول — سرو آزادے زبستان رسول
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر — معنیٰ ذبح عظیم آمد پسر
نقش الا اللہ بر صحرا نوشت — سطر عنوان نجات ما نوشت

ہاں ہاں! یہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ ہمہ وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام نازل ہوتا ہے۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین.

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

☆☆☆

ایصالِ ثواب

○❖○

لطف و کرم جہان پہ چھایا حضور کا
ثانی نہیں خدا نے بنایا حضور کا

ایسے ہیں بیمثال کہ سایہ تلک نہیں
ایسے کریم سب پہ ہے سایا حضور کا

دل وہ ہے نورِ حق کی تجلی سے مستنیر
عشقِ غیور جس میں سمایا حضور کا

دونوں جہاں کی دولتِ بیدار مل گئی
جلوہ جسے خدا نے دکھایا حضور کا

انساں پہ لاکھ رحمتیں ہوتی ہیں صبح و شام
احساں خدا نے صرف جتایا حضور کا

بارش خدا کے فضل کی ہونے لگی ضرور
میلاد جب بھی میں نے منایا حضور کا

مٹتے رہے، مٹے ہیں، مٹیں گے عدو سبھی
دن رات ذکر، حق نے بڑھایا حضور کا

قربان غلامِ زار ہو شیخِ کریم پر
نقشِ وفا ہے جس نے جمایا، حضور کا

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَکْرَمِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات گرامی قدر! آج ہم قرآن وسنت کے مطابق مسئلہ ایصال ثواب کے بارے میں کچھ بیان کرتے ہیں۔ مولا کریم صحیح بیان کی توفیق عطا فرمائے اور سب مسلمانوں کو عمل کی لذت عطا فرمائے۔ یاد رکھیں کہ ایصال کا مطلب ہے پہچانا اور ثواب کا مطلب ہے اجر' انعام تو ''ایصال ثواب'' کا مطلب ہوا ''ثواب اور اجر پہچانا'' تمام مسلمان حضور سراپا نور ﷺ کے زمانہ ظاہری سے لے کر آج تک اپنے فوت شدہ مسلمان بھائیوں کیلئے ایصال ثواب کرتے آ رہے ہیں۔ ایصال ثواب تیسرے دن کیا جائے' ساتویں دن کیا جائے' دسویں دن کیا جائے یا چالیسویں دن کیا جائے' ہر طرح اور ہر دن جائز ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے پابندی نہیں لگائی تو کسی ''مولوی'' میں جرات نہیں ہونی چاہیے کہ کوئی پابندی عائد کرے اور کہتا پھرے کہ فلاں دن ثواب پہچانا جائز نہیں' جب قرآن وسنت نے منع نہیں کیا تو یہ لوگ کیوں منع کرتے ہیں۔

حضرات گرامی! کلام کا ثواب بھی جائز ہے اور طعام کا ثواب بھی جائز ہے۔

☆ کلام پہنچانے کے دلائل

کلام میں دعا، تلاوت قرآن، نعت رسول سب شامل ہیں۔ بدنی عبادات کا ثواب بھی اسی میں شمار ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کا ثبوت کیا ہے، اللہ کریم نے فرمایا۔

﴿۱﴾ وَالَّذِيْنَ جَآءُ وْمِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاَخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَان، اور جو لوگ انکے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش لے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش لے جو ایمان کیساتھ رخصت ہو گئے۔ ﴿القرآن﴾

﴿۲﴾ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرشَ وَمَنْ حَوْلَه، يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جن فرشتوں نے اللہ کا عرش اٹھا رکھا ہے اور جو اس کے گرد طواف کرتے ہیں، وہ سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہیں اور ایمان والوں کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ ﴿القرآن﴾

﴿۳﴾ رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمُ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءَ رَبَّنَا اغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ، اے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا، اے ہمارے رب ﴿ہماری﴾ دعا قبول کر لے، اے ہمارے رب! مجھے بخش لے اور میرے والدین کو بخش لے اور تمام مومنوں کو بخش لے قیامت کے دن۔ ﴿القرآن﴾

حضرات گرامی! ان مذکورہ آیات کریمہ پر غور فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ ایمان والوں کیلئے بخشش و مغفرت کی دعائیں کرنا، تمام مسلمانوں کا بھی طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاک فرشتوں کا بھی طریقہ ہے، اس بات کو سب اپنے اور بیگانے خوب جانتے ہیں کہ تیسرے، ساتویں، دسویں، چالیسویں اور سالانہ برسی کے موقع پر مسلمان اکٹھے ہو کر بخشش و مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ اپنے جانے والے

مسلمان بھائیوں کو یاد کرتے ہیں اور ان کی بلندی درجات کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور استدعا کرتے ہیں۔ یہی عمل ایصال ثواب ہے۔ قرآن پاک کی مذکورہ آیات کریمہ میں مسلمانوں اور فرشتوں کے اکٹھے ہو کر دعا مانگنے کا واضح طور پر ذکر موجود ہے۔ باقی رہ گیا دن کا مقرر کرنا تو ہر صاحب شعور آدمی جانتا ہے کہ دن یا وقت کے تقرر اور تعین کے بغیر کوئی کام ممکن ہی نہیں' ہر کام کا وقت مقرر ہے' نمازوں کا وقت مقرر ہے' روزوں کا وقت مقرر ہے۔ حج کا وقت مقرر ہے۔ اگر کوئی ایصال ثواب کیلئے مسلمانوں کو جمع کرنے کیلئے کوئی دن یا وقت مقرر کر لیتا ہے تو اس میں یہ سہولت ہوتی ہے کہ لوگ آسانی سے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ہاں خرابی اس عقیدے میں ہے کہ کوئی یہ سمجھے کہ ثواب صرف مخصوص دنوں میں ہی پہنچتا ہے' اگلے پچھلے دنوں میں نہیں' الحمدللہ کوئی مسلمان ایسا غلط عقیدہ نہیں رکھتا' مسلمانوں کے بارے میں اچھا خیال رکھنا چاہیے' بدگمانی بہت بڑی لعنت ہے جو اتحاد و اتفاق کو ختم کر دیتی ہے۔

دعا کا کوئی وقت خاص نہیں' کوئی تیسرے دن' ساتویں دن' گیارھویں' بارھویں کے دن یا چالیسویں دن مانگ لے' جائز ہے کوئی نماز میں' نماز کے بعد' نماز سے پہلے' دفن سے پہلے' دفن کے بعد' صبح' دوپہر' شام کے وقت دعا مانگ لے' اللہ پاک اسے قبول فرماتا ہے' فرمان خداوندی ہے۔

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ' میں ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں' وہ جس وقت بھی دعا کرے' ﴿القرآن﴾

اب اگر کوئی تنگ نظر ''مولوی'' یہ کہتا ہے کہ تیسرے دن' ساتویں دن وغیرہ دعا کرنا کہاں لکھا ہے تو وہ ہٹ دھرم ہے۔ وہ قرآن و سنت کو چھوڑ کر اپنی نئی شریعت گھڑنا چاہتا ہے۔

☆ ایک شبہ کا ازالہ

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ''ایصال ثواب'' یا ''ختم درود'' وغیرہ کی اصطلاحیں قرآن و حدیث میں نظر نہیں آتیں، ان لوگوں نے کیوں اپنا لیں ہیں، جواباً عرض ہے کہ ''اہل حدیث'' ''دیوبندی'' ''اہل القرآن'' ''جماعت اسلامی'' ''لشکر طیبہ'' ''اہل حدیث یوتھ فورس'' کی اصطلاحیں قرآن و حدیث میں تو نظر نہیں آتیں، تم لوگوں نے کیوں اپنا لیں ہیں، اس طرح فقہ، تجوید، قرات، اعراب جلسے، جلوس، مدرسے، صرف، نحو، منطق، اصول قرآن، اصول حدیث، یہ سب نام موجود نہیں تھے۔ تم لوگ کیوں استعمال کرتے ہو، اگر کوئی سمجھنے کی کوشش کرے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ سب چیزیں حضور ﷺ کے دور ظاہری میں اصطلاحاً دکھائی نہیں دیتیں لیکن عملاً موجود تھیں، اسی طرح اگر ایصال ثواب اور ختم درود کی اصطلاحیں نہیں تھیں یعنی یہ نام نہیں تھے لیکن سب کا ان چیزوں پر عمل تھا۔ کیا حضور ﷺ اور ان کے صحابہ کرام لوگوں کیلئے دعائے مغفرت نہیں کرتے تھے؟ کیا وہ مسلمان بھائیوں کیلئے بدنی اور مالی عبادات سرانجام نہیں دیتے تھے؟ کیا وہ درود پاک نہیں پڑھتے تھے؟ اور حمد و نعت کی محفلیں منعقد نہیں کرتے تھے؟ کیا حسان بن ثابت اور کعب بن زہیر اور حضرت عباسؓ نے حضور ﷺ کی صدارت میں مسلمانوں کی محفلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی شان و عظمت بیان نہیں کی؟ کیا صحابہ کرام نے اپنے والدین کے ثواب کیلئے کنویں نہیں کھودے، نمازیں نہیں پڑھیں، حج نہیں کیے؟ یہ سب کام ہوتے تھے۔ اس کے واقعات موجود ہیں، ان سب کاموں کا مقصد صرف اور صرف ''ایصال ثواب'' ہی تو تھا اور کیا تھا۔ اگر کوئی آدمی مسئلے کی نوعیت سمجھنے کی کوشش نہ کرے اور خواہ مخواہ شوروغل مچاتا رہے کہ یہ بدعت ہے۔ یہ حرام ہے تو ہمارے خیال میں یہ اس کی کم عقلی اور کج فہمی ہے، بقول اقبال

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

☆ رسول اللہ کے ارشادات

ہمارے نبی ﷺ کے متعدد ارشادات موجود ہیں' جن میں آپ نے ایمان والوں کیلئے دعائے بخشش کرنے کی ترغیب دی ہے۔فرمایا

﴿۱﴾ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ یعنی قبر والا قبر میں ڈوبنے والے فریادی کی طرح ہوتا ہے اور دعا کا انتظار کرتا ہے' دعا قبر میں پہنچتی ہے' اگرچہ دعا کرنے والا باپ ہو' ماں ہو' بھائی ہو یا دوست ہو' جب دعا پہنچتی ہے تو اسے دنیا اور مافیھا سے پیاری ہوتی ہے' اللہ دعا کو پہاڑوں جتنا ثواب عطا کر کے قبروں میں داخل کرتا ہے بیشک زندوں کی طرف سے قبر والوں کی طرف بہترین ہدیہ دعائے مغفرت ہے۔ ﴿مشکوٰۃ﴾

حضرات محترم! یہ حدیث مبارک بتاتی ہے کہ بخشش کی دعا قبر میں پہنچتی ہے اور قبر والا دعا کا انتظار کرتا ہے۔ نیز یہاں حضور ﷺ کے عطائی علم غیب کا اظہار بھی ہو رہا ہے کیونکہ آپ نے قبر کے وہ احوال کھول کر رکھ دیئے۔

جن کا تعلق ''جہان غیب'' سے استوار ہوتا ہے
عالم الغیب اللہ کی ذات سے
سیکھ کر غیب آیا ہمارا نبی

﴿۲﴾ حضور ﷺ نے دیکھا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا' ایک کو چغلی کی وجہ سے اور دوسرے کو پیشاب کے چھینٹوں کی وجہ سے' آپ نے دو سبز شاخیں لے کر ان کی قبروں پر گاڑ دیں' جن کی تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہو گئی۔ ﴿بخاری شریف﴾

حضرات گرامی! یہ حدیث مبارک بتا رہی ہے کہ اگر سبز شاخوں کی تسبیح کی

بدولت عذاب دور ہوسکتا ہے تو مسلمانوں کی دعائے مغفرت اور ذکر و مدحت کی بدولت بھی عذاب دور ہوسکتا ہے۔ کیا یہ لوگ مسلمانوں کو ''سبز شاخوں'' جتنا مقام بھی نہیں دیتے۔

﴿۳﴾ حضور ﷺ نے فرمایا اُمَّتِي اُمَّةٌ'' مَرْحُوْمَةٌ'' تَدْخُلُ فِيْ قُبُوْرِهَا بِذُنُوْب وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَاذُنُوْبَ عَلَيْهَا تَمَحَّصَ عَنْهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ' یعنی میری امت' امت مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں داخل ہوتی ہے۔ گناہوں کیساتھ مگر جب اپنی قبروں سے نکلے گی تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا کیونکہ ایمان والوں کی دعائے مغفرت سے اس کے گناہ ختم ہو جائیں گے۔ ﴿شرح الصدور﴾

﴿۴﴾ ''ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے درجے دیکھ کر عرض کرے گا۔ اے اللہ! یہ درجے کہاں سے آئے' اللہ فرمائے گا' بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ یہ درجے تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت کے صدقے بلند ہوئے۔ ﴿ابو داؤد مشکوٰۃ﴾

﴿۵﴾ عاص بن وائل کافر مر گیا' اس کے بیٹوں نے عرض کی ہم اس کیلئے کوئی چیز صدقہ کر سکتے ہیں' حضور ﷺ نے فرمایا ''اگر وہ مسلمان تھا' تو اس کیلئے قربانی دیں' حج کریں یا صدقہ دیں وہ اسے ضرور پہنچے گا۔

﴿۶﴾ حضور ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ حضرت ماعز ابن مالک کے گھر ایک دن یا دو دن کے بعد تشریف لے گئے اور مغفرت کی دعا مانگی' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمَاعِزِابْنِ مَالِكٍ' اے اللہ! ماعز ابن مالک کی بخشش فرما' ﴿مسلم شریف﴾

پانچویں حدیث مبارک بتا رہی ہے کہ ایصال ثواب کیلئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ کسی کافر کو کوئی ثواب نہیں پہنچ سکتا بلکہ الٹا ثواب پہنچانے والا خود کافر ہو جائے گا' گویا ثواب پہنچانا کام ہی مسلمانوں کا ہے' غیر مسلموں کا ہرگز نہیں اور چھٹی حدیث مبارک بتا رہی ہے کہ فوت شدگان کے گھر جانا اور ان کیلئے بخشش کی دعا کرنا سنت رسول ہے' عادت صحابہ ہے۔

☆ طعام پہنچانے کے دلائل

حضرات گرامی! جس طرح کلام' فاتحہ' دعا' درود' حمد ونعت کا ثواب پہنچتا ہے اس طرح طعام کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ دراصل طعام کسی مستحق انسان کو کھلا کر اس سے ملنے والا ثواب فوت شدہ مسلمانوں کو پہنچانا امر جائز ہے۔اس کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت سعد ﷛ کی والدہ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے پوچھا **فَاَیُّ الصَّدَقَۃُ**' میں کونسا صدقہ کروں' حضور ﷺ نے فرمایا ''پانی'' انہوں نے کنواں کھودا اور کہا **ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ**' یہ سعد کی ماں کیلئے ہے' ﴿مشکوٰۃ' ابوداؤد﴾

یہ حدیث' ایصال ثواب کی حقانیت پر بہت روشن دلیل ہے۔ اگر پورے پانی کے کنویں کا ثواب ام سعد کو ملے تو جائز ہے' تعامل صحابہ سے ثابت ہے' حکم مصطفیٰ سے موید ہے تو پانی کا ایک گلاس کس طرح حرام ہو گیا۔ اناج اور ثمرات کیسے ناجائز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حلال کردہ کاموں اور چیزوں کو حرام کہنا کتنا بڑا جرم ہے۔

﴿۲﴾ حضور ﷺ نے فرمایا' طعام وغیرہ سونے کے طباق میں رکھ کر فرشتہ قبر والے کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے **یَا صَاحِبَ الْقَبرِ الْعَمِیقِ ھٰذِہٖ ھَدْیَۃٌ لِاَھْلِکَ فَاقْبِلْھَا**' اے گہری قبر والے یہ تیرے گھر والوں نے ہدیہ بھیجا ہے اسے قبول کر لے تو وہ اسے قبول کر کے اندر سے اور باہر سے خوش ہو جاتا ہے''۔

☆ ایک حسین نکتہ

کئی لوگ یارسول اللہ! یاغوث' یا خواجہ اور یا مجدد کہنے سے پریشان ہوتے ہیں۔ انہیں اس فرمان رسول پر غور کرنا چاہئے' فرشتہ کہتا ہے **یَاصَاحِبَ الْقَبرْ**' اے قبر والے' گویا قبر والوں کو یا کہہ کر مخاطب کرنا فرشتے کی سنت ہے۔ نیز ایصال ثواب کے ہدیے اور تحفے سے قبر والے راضی ہوتے ہیں۔ یہاں یہ کہنا

کہ قبر والے تمہارے ختموں پر گزارا کرتے ہیں' یہ سب باتیں دین کے معاملات میں مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ کیا قبر میں جنتی رزق نہیں آتا' جنتی لباس نہیں اترتا' جنتی نعمتیں نازل نہیں ہوتیں' یہ سب کچھ مسلمانوں کی دعا کا صدقہ ہے اور ایصال ثواب کا نتیجہ ہے۔ ہاں ایصال ثواب سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکوکاروں کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ گویا یہ وہ عمل ہے جسکا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

☆ ایصال ثواب کا کھانا

ایصال ثواب کا کھانا فقراء اور غرباء کی خدمت میں پیش کیا جائے' طلباء کو کھلایا جائے' معصوم بچوں کو پیش کیا جائے۔ صرف ناک رکھنے کیلئے برادری کو تو اکٹھا کرنا اور امرا اور اغنیاء کو کھلانا جبکہ مستحقین کو جھڑک دینا ٹھیک نہیں۔ پہلے ان کو کھلانا چاہئے۔ اگر سب لوگ کھانا چاہتے ہیں تو ختمات طیبہ پر ''میلاد مصطفیٰ'' کی نیت کر لیجائے کیونکہ میلاد مصطفیٰ اور ذکر مصطفیٰ کا تبرک ہر امیر وغریب کیلئے یکساں طور پر جائز ہے۔ سب امیر وغریب بارگاہ رسالت کے سوالی ہیں۔ بہتر نیت سے کام بہتر ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ یہاں بھی بہت تشدد سے کام لیتے ہیں اور اس کھانے کو حرام کہہ دیتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ فتویٰ سراسر قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ' پس کھاؤ اس چیز کو جس پر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے' اگر تم مومن ہو۔ ﴿القرآن﴾

اب انصاف سے دیکھا جائے کہ کیا کھانے پر قرآن پڑھنا' کھانے پر خدا کا ذکر کرنا نہیں ہے۔ کیا قرآن خدا کا ذکر نہیں ہے۔ بسم اللہ شریف تو سب ہی پڑھتے ہیں۔ اگر ایک بسم اللہ شریف جائز ہے تو سارا قرآن یا الحمد شریف یا قل شریف کیوں جائز نہیں؟ کاش خدا عقل سلیم کی دولت عطا فرمائے۔ پھر یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایصال ثواب کے منکر بھی ختموں میں بیٹھتے ہیں اور سیر ہو کر کھانا

کھاتے ہیں، کیا وہ حرام کھاتے ہیں، پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ کیا کریں جی برادری کا معاملہ ہے، رشتہ داری کا مسئلہ ہے، ہم کہتے ہیں کہ کیا برادری اور رشتہ داری کو خوش کرنے کیلئے حرام کھانا جائز ہے؟

آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اہل انکار کی کتابوں سے ثبوت

حضرات محترم! ایصال ثواب کو منکرین کے بڑے بڑے علماء نے بھی تسلیم کیا ہے، چنانچہ دیو بندیوں کے مشترکہ پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' نامی رسالے میں ختموں اور میلاد کی محفلوں کو تسلیم کیا ہے، اہل حدیث کے مولانا وحید الزماں نے ''ہدیۃ المھدی'' نامی کتاب میں ایصال ثواب اور نذر و نیاز کو درست تسلیم کیا ہے، مولانا عبدالستار غیر مقلد نے بھی لکھا ہے۔

دعا منکن میں کارن مومن کردا عرض نمانا
سورۃ فاتحہ تین قل پڑھ کے ختم درود پچانا

اس طرح نواب صدیق حسن بھوپالی نے کتاب التعویذات میں ختم غوثیہ، ختم قادریہ اور ختم مجددیہ کا ذکر کیا ہے اور اس کے طریقے رقم کیے ہیں، نیز اپنی کتاب ''الشمامۃ العنبریہ'' میں میلاد مصطفیٰ کی خوشی کو مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا ہے۔ دیو بندیوں اور غیر مقلدوں کے متفقہ عالم مولانا اسماعیل دہلوی نے بھی اموات کیلئے ایصال ثواب کو فائدہ مند قرار دیا ہے اور ''صراط مستقیم'' میں بزرگان دین کے فیض روحانی کو تسلیم کیا ہے۔ اگر عام مسلمان سواد اعظم ایصال ثواب سے بدعتی ہو جاتے ہیں تو یہ سب کیوں بدعتی نہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

☆ امت کی طرف سے قربانی

صحاح ستہ کی مشہور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور جان کائنات فخر موجودات ﷺ ہمیشہ ہر سال اپنی طرف سے اور اپنی پیاری امت کی طرف سے قربانی دیا کرتے تھے۔ یہ ایصال ثواب کی بہترین صورت ہے کیونکہ حضور ﷺ خود جانور ذبح کر کے اسکا ثواب اپنی امت مرحومہ کو پہنچا دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کیلئے جانور ذبح کرنے کا ثواب پہنچانا بھی جائز ہے۔ اس کی روشنی میں اگر کوئی مسلمان کوئی جانور اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرے اور اس کا ثواب حضور غوث اعظمؓ کو پہنچا دے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ حضرت علی المرتضیٰؓ بھی حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے' کیا حضرت علیؓ کا یہ عمل غلط ہے؟ اگر قربانی کا ثواب حضور ﷺ اور آپ کی امت کو پہنچ سکتا ہے تو باقی کھانوں اور اچھے کاموں کا ثواب کیوں نہیں پہنچ سکتا' کیا کوئی آیت اور حدیث پیش کی جاسکتی ہے۔ یاد رہے کہ ہم قرآن اور حدیث کے پابند ہیں کسی ''مولوی'' کے تاریک فکر کے پابند نہیں۔

اب ہم آخر میں چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی آدمی صرف ایک آیت یا ایک حدیث پیش کر دے جس کا ترجمہ یہ ہو کہ مسلمانو! ختم دلانا حرام ہے۔ تیجہ' ساتہ' چالیسواں کرنا حرام ہے' گیارھویں اور میلاد کی محفلیں منعقد کرنا حرام ہے' بزرگوں کے عرس منانا حرام ہے۔ ختموں کے کھانے کھانا حرام ہے۔ کوئی آدمی بھی ایک آیت یا ایک حدیث ایسی بیان نہیں کر سکتا جس میں ان چیزوں کی حرمت و ممانعت وارد ہو۔ تو پھر اصول فقہ کے مطابق جس چیز کی حرمت و ممانعت وارد نہ ہو وہ جائز ہوتی ہے۔ کیونکہ اَصْلُ الاشیاءِ اَلِاِبَاحَۃُ چیزوں کی اصل اباحت ہے۔ مولا کریم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رستہ چھوڑ نبی سرور دا کوئی نہ منزل پکدا
لکھ محنت جے ایویں کریئے کلر بیج نہ اگدا

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنَ

مقامِ ولایت

O❖O

جس لحظہ تری یاد شبِ تار میں آوے
اک گو نہ سکوں قلبِ طلبگار میں آوے

وہ لطف کہاں جنتِ رضواں میں اے واعظ
جو لطف مدینے کے چمن زار میں آوے

رنگین بہاروں سے مہک جاتا ہے گلشن
جب ایک بھی خم گیسوئے خمدار میں آوے

وہ شخص ہو کیوں گرمیِ محشر سے پریشاں
جو شخص ترے سایہ دیوار میں آوے

ہو جاتا ہے بیتاب دلِ رحمتِ عالم
اک اشک بھی گر چشمِ گنہگار میں آوے

مجھ جیسا ہی کیا، دامنِ حسرت کو بچھا کر
جبریل بھی محبوب کے دربار میں آوے

وہ کیسے گئے سرحدِ امکان سے بالا
یہ بات کہاں عقلِ گرفتار میں آوے

ہر حرف دے انسان کو پیغامِ محبت
وہ تابِ سخن، گوشہ افکار میں آوے

کہتے ہیں غلامِ شہ ذیشان سے قدسی
دل تھام کے وہ کوچہ سرکار میں آوے

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ كَانَ نَبِيًّا وَ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْكَامِلِيْنَ الْاَكْمَلِيْنَ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْنَ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهِ الْهَادِيِّيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

اما بعد

فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرات گرامی، اس پرفتن دور میں اولیائے کرام کے دشمنوں نے اپنی مذموم کوششیں شروع کررکھی ہیں کہ مقام ولایت کولوگوں کے سامنے ازحد منفی انداز میں پیش کیا جائے۔ ان کے مقدس آستانوں سے نفرت دلائی جائے، چنانچہ ان کی دریدہ ذہنی، دشنام طرازی اور چرب زبانی سے بڑی بڑی تاریخ ساز، عہد آفریں اور فلک پیما شخصیتیں بھی محفوظ نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ برصغیر پاک و ہند میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اور سیدنا مجدد الف ثانیؒ جیسے بلند پایہ لوگوں نے اشاعت اسلام اور احیائے اسلام کیلئے حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ وقف کررکھا تھا۔ ان کے فیضان علم و عمل سے کفرستان ہند کا ذرہ ذرہ نور ہدایت کا گہوارہ بن گیا۔ تاریک دل ایمان کے اجالوں سے تابناک ہوئے، مرجھائے ضمیروں کو تازگی ملی، کفروشرک کی عمیق دلدل میں گرا ہوا انسان توحید و رسالت کی پناہ میں آیا کہ زندگی کی معراج نصیب ہوئی۔

ان کی ایک نگاہ رحمت نے خوابیدہ زمانے کی کایا پلٹ دی۔ بقول اقبال

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

مقام ولایت اور اس پہ فائز عظیم المرتبت انسانوں کی عظمت و رفعت روز

روشن کی طرح واضح ہے۔ قرآن کریم نے انکا ذکر فرمایا' احادیث مبارکہ نے شان و شوکت کا اظہار کیا' تاریخ کے ہر لمحے نے ان کے گن گائے' علمائے وقت بارگاہ ولایت کی جاروب کشی میں فخر محسوس کرتے رہے اور جہاں کے شہنشاہوں نے عقیدت سے گردنیں خم کیں اللہ اللہ!

فقر خیبر گیر باناں شعیر
بستہ فتراک او سلطان و میر

آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن و حدیث اور اہل فکر و نظر نے اس بلند مقام کے بارے میں کیا کہا ہے۔

☆ قرآن کی نظر میں

قرآن حکیم نے دو جماعتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ اللہ کے دشمن

۲۔ اللہ کے دوست

اللہ کے دشمن دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوں گے' ان کا فکر' نارسا' ان کی عقل بے نور' ان کی سوچ' جہالت کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی' پتھروں سے سخت دل' اندھیروں کے مسافر' زندگی اور مقصد زندگی سے بے بہرہ ایسے انسان جو حیوانوں سے بھی گئے گذرے ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کی رسوائی ان کا مقدر بن چکی ہے جبکہ اللہ کے دوست وہ ہیں جن کو عظمتیں ملتی ہیں' آبرویں حاصل ہوتی ہیں' نہ دنیا کا خوف نہ آخرت کا غم' وہ صرف اللہ سے ڈرتے ہیں' اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں' اسی کو کارساز حقیقی سمجھتے ہیں' اسی کیلئے جیتے ہیں' اسی کیلئے مرتے ہیں۔

پھر کون ہے جو ان کے پائے استقلال کو ہلا سکے' قرآن حکیم نے فرمایا

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَه بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اس پر پکے ہو گئے ان پر ﴿اللہ کی

امداد﴾ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ﴿سورۃ السجدۃ ۳۰﴾

یہ کارگاہ زیست ان کیلئے مفتوح ہے اور جہان آخرت بھی ان کی ناز برداریوں کیلئے تیار یعنی دونوں عالم کی عزت وسطوت اللہ کے دوستوں کے نام ہے۔ دونوں عالم ان کی وراثت میں شامل ہیں۔ عالم دنیا کے بارے میں فرمایا۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ اور بیشک ہم نے زبور میں اپنے ذکر کے بعد لکھ دیا کہ بے شک زمین کے وارث ہمارے پاک بندے ہیں۔ ﴿سورۃ الانبیاء ۱۰۵﴾

اور عالم آخرت کے بارے میں فرمایا

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا وہ جنت ہے جس کو ہم نے اپنے پرہیزگار بندوں کی وراثت بنا دیا ہے۔ ﴿سورۃ مریم ۶۳﴾

ان کا تصرف ہے' چاہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے منوں وزنی تخت آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے اٹھا کر لے آئیں' مستقبل کے حالات جان لیں اور وہاں بھی ان کا تصرف ہوگا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ اور تم جس بات کو چاہو' جو دعا کرو پوری ہوگی۔ ﴿سورۃ السجدۃ ۳۱﴾

جو شخص اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان نہیں لاتا' اسکی حیثیت ہی کیا ہے' وہ کر ہی کیا سکتا ہے' اس کو کسی کے نفع اور نقصان کا کوئی اختیار نہیں' اس کے پاس بظاہر طاقت وسلطنت بھی ہو تو حقیقتاً تہی دست ہے' نامراد ہے' بے فیض ہے لیکن جو اللہ جل وعلا کو مانتا ہے' اس کی عبادت کرتا ہے' اس کی رضا میں زندگی کے شب و روز بسر کرتا ہے' اس کو ضرور ضرور تصرف و اختیار' کرامت و وجاہت' جاہ ومنزلت حاصل ہونی چاہیئے' ورنہ اللہ کے دشمن اور دوست میں کیا فرق ہوگا' کیا یہ دونوں جماعتیں ایک جیسی ہیں؟

واللہ! نہیں' ارشاد باری ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿جاثیہ۲﴾ جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے ان سب کا جینا' مرنا ایک سا ہوگا' سو وہ بہت بری سوچ کے مالک ہیں۔

اگر یہ دونوں جماعتیں ایک جیسی ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کو واحد یکتا' کارساز حقیقی' قادر مطلق ماننے کا کیا فائدہ' یہی وہ بات ہے جس کو ''عقل کوتاہ بین'' ابھی تک نہیں سمجھ سکی' اگر کچھ سمجھتی تو کبھی بھی دشمنان خدا کے رد میں نازل ہونے والی آیتوں کو دوستان خدا پہ چسپاں نہ کرتی۔

☆ اہل ولایت کا راستہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ہر بندہ مسلم کو یہ دعا سکھائی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ﴿الفاتحہ﴾

اے مولا ہمیں سیدھے راستے پہ چلا' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔

یہ انعام یافتہ لوگ قرآن حکیم کی وضاحت کے مطابق انبیاء کرام صدیقین و شہدا اور صالحین عظام ہیں۔ ان پر ہر آن اکرام الٰہی کی بارشیں ہوتی ہیں' یہ دعا تھی' پھر ان کے راستے پر چلنے کی تاکید فرمائی۔

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ اور اسکی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔

﴿سورۃ لقمان ۱۵﴾

علم حاصل کرنا ہو' عالم کے پاس جانا پڑے گا' فن سیکھنا ہو' ماہر فن کی خدمت کرنی پڑے گی۔ منزل مراد پانی ہو' راہبر کے نقوش پا کو چومنا ہوگا۔ کیا خدا کی معرفت کا گوہر شاداب اتنا بے مایہ ہے کہ بغیر جہد و رابطہ کے ہاتھ لگ جائے۔ اس گوہر شاداب کو حاصل کرنے کیلئے بھی کسی گوہر شناس کی ضرورت ہے اور وہ

گوہر شناس ہے اللہ کا ولی' جو دل کو صاف کر کے اسے عرفان خدا کے انوار سے معمور کر دیتا ہے۔

چراغ زندہ می خواہی در شب زندہ داراں زن
کہ بیداری' بخت از بخت بیداراں شود پیدا

☆ اہل ولایت کا آستانہ

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی بارگاہ کبریائی سے نکال دیا۔ ابلیس نے کہا اب میں تو گمراہ ہو چکا ہوں' انسان کو بھی گمراہ کرتا رہوں گا' چھ اطراف سے حملہ آور ہوں گا کہ بالآخر یہ میرے سامنے ہتھیار پھینک دے گا' ہاں لیکن جو تیرے برگزیدہ بندے ہوں گے' میرے پھیلائے ہوئے دام تزویر سے بچ نکلیں گے گویا اللہ کے مخلص بندے ابلیس کی دسترس سے باہر ہیں' جو ان کے آستانوں پر حاضر ہوا' وہ بھی اس دشمن خدا کے حملوں سے محفوظ ہے اسی لئے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو' اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ﴿سورۃ التوبہ ۱۱۹﴾

کیمیاء پیدا کن از مشتے گلے
بوسہ زن برآستان کاملے

☆ اہل ولایت کے اوصاف

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے بندوں کے اوصاف و خصائل بیان فرمائے ہیں۔ یہی کہ وہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں' جاہلوں سے نہیں ملتے' رات سجدہ و قیام میں بسر کرتے ہیں۔ عذاب جہنم سے پناہ رحمت طلب کرتے ہیں' اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ معتدل مزاج ہیں' اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں' ناحق قتل نہیں کرتے' بدکاری سے بچتے ہیں۔ جھوٹی گواہی' لغو باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ اللہ کی آیتوں پر غور و فکر کرتے ہیں۔ یہ اوصاف سورۃ الفرقان کے آخر

میں مذکور ہیں' علاوہ ازیں قرآن حکیم نے اور بھی اوصاف کا ذکر فرمایا ہے مثلاً وہ اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے ہیں' صبر و رضا کا دامن نہیں چھوڑتے' مصیبت کا وقت ہو تو کلمہ شکر کہتے ہیں۔ آپس میں رحم دل ہیں' دشمنان خدا کیلئے سخت ہیں۔ عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں۔ اچھائی کی تلقین کرتے ہیں' برائی سے روکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ان کی بارگاہوں میں جانے کا حکم دیا ہے کہ ہر جانے والا ان اوصاف کے رنگ سے رنگین ہو جائے۔ اس کی عادات سنور جائیں' خصائل نکھر جائیں' یہی اسلام کا مقصد ہے اور یہی ایمان کا تقاضا ہے' اقبال کہتے ہیں۔

اخلاص عمل مانگ نیا گان کہن سے
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

☆ حدیث کی نظر میں

حضور سید الانبیاء' محبوب کبریا' احمد مجتبیٰ' محمد مصطفیٰ ﷺ نے اہل ولایت کے بارے میں واضح طور پر فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُه' بِالْحَرْبِ اللہ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔

﴿بخاری کتاب الرقاق﴾

اسی حدیث قدسی میں تھوڑا آگے کر کے ارشاد فرمایا۔

میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے' اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو ضرور عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور پناہ دیتا ہوں۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن بڑے مقام و مرتبہ کا حامل ہے۔ اس کی سماعت و بصارت تصرف و اختیار کے سامنے کائنات ارضی و سماوی سمٹ کر رہ جاتی ہے۔ وہ زمین پر بیٹھ کر ملکوت کی باتیں سن سکتا ہے۔ مولائے روم رحمہ القیوم نے نصیحت فرمائی ہے۔

پنبہ وسواس بیروں کن زگوش
تا بگوشت آید از گردوں خروش

☆ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بعض وہ بندے بھی ہیں جو انبیاء وشہدا میں سے تو نہیں لیکن یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ انبیاء وشہداء بھی قیامت کے دن ان کے مقامات دیکھ کر رشک کریں گے'' جو انہیں اللہ کی طرف سے حاصل ہوں گے' صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا وہ وہی لوگ ہیں جو بغیر کسی رشتہ داری اور دینوی تعلقات کے ''محض'' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لوگوں میں محبوب ہو گئے۔ خدا کی قسم ان کے چہرے روشن ہوں گے اور انہیں کوئی حزن و ملال نہ ہوگا' پھر آپ نے یہ آیت قدسیہ تلاوت فرمائی۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ'' عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

﴿ابو داؤد شریف﴾

☆ حضور ﷺ نے فرمایا

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ'' بِالْاَبْوَابِ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ بہت پراگندہ بالوں والے جنہیں دروازوں سے لوٹا دیا جاتا ہے' اگر قسم دے کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دے' ﴿مسلم شریف﴾

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

☆ حضور محبوب کبریا ﷺ نے فرمایا

شام میں ابدال ہوں گے جن کی تعداد چالیس ہوگی؛ جب ان میں سے کوئی ایک وصال کر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی جگہ دوسرا مقرر فرما دے گا یُسْقٰی بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَاب ان کے وسیلے سے بارش ہوگی ان کے وسیلے سے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی اور ان کے وسیلے سے اہل شام سے عذاب دور رہے گا۔ ﴿مشکوۃ شریف﴾

اسی طرح ایک طویل حدیث مبارک زرقانی علی المواھب میں مرقوم ہے، حضور ﷺ نے اولیاء کرام کا ذکر فرمایا ہے کہ تین سو اولیاء کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں، چالیس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر، سات کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر، پانچ کے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور تین کے حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں"۔ آخر میں ہے کہ فَبِهِمْ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيَرْفَعُ اللّٰهُ بِهِمِ الْبَلَاءَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّة ان کی برکت سے حیات و موت، بارش کا برسنا، پودوں کا اگنا، بلاؤں کا رفع ہونا اس امت میں قائم ہے۔

مندرجہ بالا احادیث قدسیہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا بہت اونچا مقام ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تصرف و اختیار کے مالک ہوتے ہیں، ان کی برکات مسلمہ ہیں۔ ان کی توجہات، یقینی ہیں، یہی وجہ ہے کہ کوئی مردے زندہ کر رہا ہے تو کوئی پانی پر محو خرام ہے، کوئی ہواؤں کو زیر کر رہا ہے تو کوئی آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر و ناظر ہے، کوئی اسرار کائنات کو فاش کر رہا ہے تو کوئی حرماں نصیبوں کی تقدیریں بدل رہا ہے۔ ہر کوئی انوکھے کروفر، نرالی شان و شوکت کا حامل ہے، ان کو دیکھ کر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ واقعی جو انسان اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے کائنات کی ہر چیز اس کی ہو جاتی ہے۔

ہر کہ اندر دست او شمشیر لا است

جملہ موجودات را فرمانروا است

علامہ اقبال نے دوسرے مقام پر کیا خوب فرمایا ہے۔

اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند
تقدیر کے پابند ہیں نباتات و جمادات
مومن ہے فقط احکام الٰہی کا پابند

☆ اہل نظر کی نظر میں

اب ہم ان جلیل القدر ہستیوں کے ارشادات نقل کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم مقام پر فائز فرمایا ہے۔

☆ حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

مقصد یہ کہ خدائے عزوجل کے ولی وہ ہیں جن کو دوستی اور محبت سے سرفراز کیا گیا ہے جو اس کی قلمرو کے حاکم ہیں۔ برگزیدہ ہیں' آفات طبعی سے پاک ہیں' خدائی افعال کے اظہار کا ذریعہ ہیں مختلف کرامات کی طاقت رکھتے ہیں۔ پیروی نفس سے محفوظ ہیں' جن کی ہمت بجز تائید حق نہیں اور جن کی روش بجز راہ حق نہیں۔ ﴿کشف المحجوب ص'۳۰۵﴾

☆ ''وہ ہمیشہ حضور ﷺ کی آیات' دلائل' صدق کو ظاہر کرتے رہتے ہیں' وہ گویا والیان عالم ہیں' وہ صرف اسی ذات کے تابع فرمان ہیں اور متابعت نفس سے بری ہیں۔ ان کی برکت سے آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے ان کے صفائے باطن کے طفیل زمین سے نباتات پھوٹتی ہیں۔ ان کی توجہ سے مسلمان کفار پر فتح یاب ہوتے ہیں۔ ﴿کشف المحجوب ص'۳۰۶﴾

☆ ''اہل تصوف میں مشہور ہے کہ اوتاد کو ہر شب جہان کے گرد چکر لگانا ہوتا ہے اگر کوئی جگہ نظر انداز ہو جائے اور وہاں خلل رونما ہو تو یہ قطب کو اطلاع دیتے ہیں تا کہ وہ توجہ دے اور اسکی برکت سے وہ خلل یا فساد رفع ہو جائے۔

﴿کشف المحجوب ص'۳۲۲﴾

☆ شیخ الشیوخ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اگر عرش اور جو کچھ عرش میں ہے سب عارف کے دل میں رکھ دیں تو عارف کو قلب کی فراخی کے باعث کچھ محسوس نہ ہو' حضرت شیخ سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے اس قول کی تائید فرمائی ہے اور دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

﴿مکتوبات امام ربانی' مکتوب ۱۰ دفتر دوم﴾

☆ حضور سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں۔

''جب تو حکم خدا کے تابع ہوگا تو ساری کائنات تیرے حکم کے تابع ہوگی' اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے اے آدم کے بیٹے! میں اللہ ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں' اَقُوْلُ لِشَّيٍ کُنَ فَیَکُوْن اَطِعْنِی اَجْعلَکَ تَقُوْلُ لِشَّيٍ کُنَ فَیَکُوْن' میں کسی چیز کے بارے میں کہتا ہوں ہو جا' وہ ہو جاتی ہے' تو میری اطاعت کر تو بھی کسی چیز کے بارے میں کہے گا ہو جا' وہ ہو جائے گی''۔

﴿فتوح الغیب ص ۳۷﴾

☆ ''جب تو اللہ تعالیٰ کا سچا طالب بن جائے گا اَعْطَاکَ مِرْاٰۃً تُبْصِرُ فِیْھَا کُلِّ شَیْ ءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ اللہ تجھے ایک ایسا آئینہ عطا فرمائے گا جس میں تجھے دنیا و آخرت کے عجائبات نظر آئیں گے'' ﴿غنیۃ الطالبین ص ۷۹۶﴾

☆ ''پس تو اس وقت پوشیدہ اسرار' علوم لدنی اور اس کے عجائب و غرائب کا امین بن جائے گا اور تجھے تکوین کا مرجع بنا دیا جائے گا اور تصرف کی ایسی خارق عادت' طاقت عطا ہو جائے گی جیسی مومنوں کو جنت میں حاصل ہوگی' اس وقت تو ایسا ہو جائے گا گویا موت کے بعد آخرت میں تجھے زندہ کیا گیا ہو۔ تو سراپا قدرت بن جائے گا' اللہ ﴿کے نور﴾ کیساتھ سنے گا' اللہ ﴿کے نور﴾ کیساتھ بولے گا' اللہ ﴿کے نور﴾ کیساتھ دیکھے گا' اللہ ﴿کے نور﴾ کیساتھ پکڑے گا' اللہ ﴿کے نور﴾ کیساتھ دوڑے گا' اللہ ﴿کے نور﴾ کیساتھ ہی سمجھے گا۔

﴿ایضا' ص ۸۳۳﴾

☆ ''پھر اللہ کا ولی توحید کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے' پھر اس سے تمام حجابات دور کر دیئے جاتے ہیں'' ﴿غنیۃ الطالبین' ص ۱۸۳﴾

قصیدہ غوثیہ میں اپنے کمالات و مقامات کا ذکر فرماتے ہیں۔

شعر ۱۱ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم بنایا ہے' پس میرا حکم ہر آن جاری ہے۔

۱۲ اگر میں اپنا راز دریاؤں پر ڈالوں تو وہ خشک ہو جائیں کہ نام ونشان نہ رہے۔

۱۳ اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریت کے ذروں کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

۱۴ اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو بالکل سرد ہو جائے۔

۱۵ مہینے اور زمانے میرے حضور حاضری دیتے ہیں۔

۱۲ میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھا جس طرح ہتھیلی پہ رائی کا دانہ ہو۔

☆ حضرت سیدنا زروق مخفی بخاری علیہ الرحمۃ اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں۔

''میں اپنے مرید کے بکھرے ہوئے حالات کو اکٹھا کرنے والا ہوں' جب دنیا کی تندی اس پر کوئی مصیبت ڈھا دے' اگر تو تکلیف اور وحشت کے عالم میں ہے تو ''یازروق'' پکار میں فوراً آ جاؤں گا۔ ﴿بستان المحدثین ص' ۳۲۲﴾

یاد رہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے انہیں'' مرد جلیل القدر است کہ مرتبہ اوفوق الذکر است و اوآخر محققان صوفیہ است کہ بین الحقیقۃ والشریعہ جامع بودہ'' کے الفاظ سے سراہا ہے۔

☆ حضرت خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''چہ چیز است کہ در قدرت خدا تعالیٰ نیست' اما مرد باید در فرما نہائے او تقصیر نہ کند تا ہر چہ خواہد آں شوذ' کونسی شئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں' اگر بندہ اس کا سچا تابع فرمان بن جائے تو جو چاہے ہو جائے' ﴿دلیل العارفین﴾

آپ نے ایک درویش کا قول ارشاد فرمایا کہ وہ فرماتے ''اگر کسی وقت آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو عرش عظیم تک کوئی پردہ نہیں رہتا' اگر زمین کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو سطح زمین سے لے کر تحت الثریٰ تک جو کچھ اس میں ہے سب دکھائی دیتا ہے''۔ ﴿فوائد السالکین ص' ۳﴾

☆ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا درویش کی ذات میں کتنی روحانی طاقت ہوتی ہے آپ نے قریب رکھے ہوئے لکڑی کے گٹھے پر دونوں ہاتھ مارے اور فرمایا کہ ''اگر درویش اس گٹھے کو کہے تو یہ سونے کا بن جائے'' ابھی یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ وہ گٹھا سونے کا بن گیا' ﴿افضل الفوائد ص' ۱۲۶﴾ حضور باوا جی سرکار کا اپنا یہ مقام تھا کہ آپ کے دادا پیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''بابا بختیار! شہباز عظیم بقید آوردہ کہ جز سدرۃ المنتہی آشیاں نگرید' ایں فرید شمعیت کہ خانوادہ درویشاں منور سازد''

﴿سیر العارفین ص' ۲۳﴾

☆ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''اے درویش! جسے ہم اپنا عاشق بناتے ہیں' اسے ملک غیب کے عجائب و غرائب دکھاتے ہیں اور عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک ساری چیزیں اس پر منکشف کر دیتے ہیں تا کہ اس کی محبت اور بھی زیادہ ہو جائے'' ﴿راحت المحبین ص' ۱۵۶﴾

☆ حضرت خواجہ نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''جس نے خدا کو پہچانا اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی' عارف جب توجہ کرتا ہے اشیاء اس پر ظاہر ہو جاتی ہیں' ﴿انیس الطالبین' ص ۶۳﴾ شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شاہ نقشبند کی سیر تمام آسمانوں اور زمینوں میں جاری ہے' ﴿ایضا﴾

☆ حضرت ابو سعید قدس سرہ فرماتے ہیں ''اٹھارہ ہزار عالم بایزید بسطامی قدس سرہ میں بھرے ہوئے دیکھتا ہوں مگر بایزید ہم میں نہیں' وہ حق میں محو ہیں۔

﴿تذکرۃ الاولیاء ص' ۱۵۸﴾

☆ حضرت الشیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ قدسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

''علم لدنی' اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں جنہیں وہ اپنے اکابر اولیاء کرام اور خاص بندوں کو سماع و تعلیم کے بغیر عطا فرماتا ہے۔ یہ وہ اسرار ہیں جن سے صرف خواص ہی آشنا ہوتے ہیں' ﴿عوارف المعارف﴾

☆ خود فرماتے ہیں ''اولیاء اللہ غیب کی باتیں سنتے ہیں' ان کیلئے زمین کی طنابیں کھنچ جاتی ہیں شے کی ہیت بدل جاتی ہے مثلاً مٹی کا سونا ہونا ﴿روض الریاحین ص ۴۲﴾

☆ حضرت سید محمد بن احمد فرغل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''میں ان میں سے ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں' جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرے مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرما دوں گا'' ﴿طبقات الکبری ص ۱۰۵' ج ۲﴾

☆ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ حضرت ابو عمران موسیٰ علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''کَانَ اِذَا انَادَاہُ مُرِیْدُہ' اَجَابَہ' مِنْ مَّسِیْرَۃِ سَنَۃٍ اَوْاَکْثَر کہ جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں پکارتا' جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زیادہ۔ ﴿ایضاً' ص ۲۱' ج ۲﴾

☆ حضرت مولائے روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بندگان خاص علام الغیوب
درجہان جاں جواسیس القلوب

اولیا راہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز آرندش ز راہ

لوح محفوظ است پیش اولیاء
ازچہ محفوظ است محفوظ ازخطا

زانکہ پرہستند ازاسرار ہو
حال تو دانند یک یک موبمو
بلکہ پیش از زادن تو سالہا
دیدہ باشندت بچندیں حالہا

☆ حضرت خواجہ خواجگان خواجگی املنگی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: من در وجود خود ہژدہ ہزار عالم مشاہدہ می کنم ''میں اپنے وجود میں اٹھارہ ہزار عالم کومشاہدہ کرتا ہوں'' ﴿نسمات القدس از خواجہ ہاشم کشمی﴾

☆ ''خواجہ عبدالعزیز دباغ مغربی فرماتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے ملک میں جو کچھ عطا ہوا' جو کچھ بھی حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے مسخر ہوا اور جو عزت حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دی گئی' امت محمدیہ کے اہل تصرف اولیاء اللہ کو تمام بلکہ اس سے بھی زیادہ طاقت دی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن' انس' شیاطین' ہوا اور فرشتے تمام کو ان کیلئے مسخر کر دیا ہے بلکہ دنیا ومافیہا کی تمام اشیاء ان کیلئے مسخر ہیں' انہیں مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت دی گئی ہے۔

﴿ابریز' ملفوظات حضرت دباغ مترجم پیر ڈاکٹر محمد حسن﴾

☆ حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''نقبا' نجبا' ابدال' اوتاد' غوث' قطب' اولیائے کرام کا ایک خاص گروہ ہے' احادیث میں ان کے اوصاف وکمالات پڑھ کر ایک سعید فطرت انسان کا دل ان کی زیارت سے مشرف ہونے' ان کی حیرت انگیز عظمت پر قربان ہونے کیلئے بے تاب رہتا ہے۔ ﴿زرقانی علی المواہب ج ۵' ص ۴۰۱﴾

☆ حضرت عزیزان قدس سرہ فرماتے ہیں۔

''اس گروہ ﴿اولیا﴾ کی نظر میں روئے زمین مثل دستر خوان کے ہے' ہم کہتے ہیں کہ نہیں مثل ناخن کے ہے'' ﴿انیس الطالبین ص' ۶۴﴾

☆ حضرت الشیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
"نقبا کو علم شرائع بھی عطا کیا جاتا ہے اور وہ نفوس میں پوشیدہ خیالات و افکار اور اس قسم کی دوسری چیزوں کا بذریعہ کشف استخراج کرتے ہیں اور ابلیس ان پر مکشوف ہوتا ہے اور وہ ابلیس کے ان امور کو بھی جانتے ہیں جن کو ابلیس خود بھی نہیں جانتا اور وہ سعید و شقی کو اس کے نقش قدم سے جان جاتے ہیں۔
﴿ملفوظات مہریہ ص ۵۵﴾

☆ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
"حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضا مبرم کو میرے سوا کوئی نہیں تبدیل کر سکتا' میں چاہوں تو اس میں بھی تصرف کروں۔ ﴿مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۱۷﴾

☆ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔
کہ وہ خود اس پر حیران ہوتے تھے اور بعید از فہم جانتے تھے' مدتوں یہ قول فقیر کے خیال میں رہا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس بڑی دولت سے بھی مشرف فرمایا۔ ﴿یعنی مجدد پاک بھی تقدیر مبرم میں تصرف کر سکتے ہیں﴾ ﴿ایضا﴾

☆ فرماتے ہیں اہل اللہ دلی امراض کے طبیب ہوتے ہیں' باطنی بیماریاں ان بزرگوں کی توجہ سے دور ہوتی ہیں' ان کا کلام دوا اور نظر شفا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں رہ سکتا اور یہی اللہ کے ہم نشین ہیں' انہی کے وسیلے سے رزق ملتا ہے۔ هُمْ قَوْم" لَايَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ وَهُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿دفتر اول مکتوبات ۱۱۲﴾

"وہ صوفیاء جو خدا پرست' صاحب کشف اور شمع نبوت سے نور حاصل کرتے ہیں' زمین ان کے سہارے قائم ہے" ﴿رسالہ تہلیلیہ ص ۲۷﴾

☆ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں'
"نقشبندی مشائخ کے عجیب تصرفات ہیں۔ اگر وہ کسی مراد پر ہمت لگا ئیں

تو بر آئے' مریض کو دیکھیں تو شفایاب ہو' گنہگار پر تصرف کریں تو توبہ کرے' لوگوں کے قلوب پر نظر کریں تو وہ آپس میں شیر و شکر ہو جائیں اور' تعظیم کریں' زندوں یا مردوں پر ہمت کریں تو ان کی نسبت معلوم کر لیں' دلوں کے اسرار سے واقف ہو جائیں' مستقبل کے احوال کو جان لیں اور آنے والی بلاؤں کو ٹال دیں'' ﴿القول الجمیل ص۔۸۱﴾

☆ حضرت شاہ غلام علی دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''قلب انسان آئینہ جہاں نما ہے لیکن عارف دیکھتا ہے کہ تمام جہان میرے دل میں ہیں بلکہ حق جل و علا میرے اندر جلوہ گر ہے۔

﴿درالمعارف ص ۴۰﴾

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اطلاع برلوح محفوظ و دیدن نقوش از بعضے اولیاء بتواتر منقول است' یعنی لوح محفوظ پہ مطلع ہونا اور اس کے نقوش کو دیکھنا بعض اولیاء کرام سے متواتر ثابت ہے۔ ﴿تفسیر عزیزی﴾

☆ حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''اس مراقبہ سے سالک اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ میں زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے۔ ﴿رسالہ ضیاء القلوب ص' ۴۳﴾

''ایک ہندو قبلہ حاجی صاحب کے ہاتھ پہ مسلمان ہوا' آپ اسکے بارے میں فرماتے ہیں۔

''اس نے قبل از اسلام اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تک نظر پہنچتی تھی'' ﴿اگر قبل از اسلام ایک ہندو پر چودہ طبق روشن ہوتے ہیں تو ایک مسلمان ولی کا عالم کیا ہوگا اور پھر اس سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کے علم کا کیا حال ہوگا﴾ ﴿شمائم امدادیہ﴾

علم حق در علم صوفی گم شود
ایں سخن کے باور مردم شود

یہ شعر کرامات امدادیہ ص۵۲ پہ رقم ہے۔

☆ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''سلوک کے مذہب میں فقیر اسے کہتے ہیں کہ جب وہ عرش و کرسی سے بھی گزر جاتا ہے تو اس کا مقام فہم و گمان سے ماورئی ہو جاتا ہے بلکہ وہ ایک بھید ہوتا ہے۔ عابد و معبود کے مابین جس کا کشف بشر کی وسعت سے باہر ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ عالم علی الاطلاق ذات ہے جس پر چاہے اس راز کو فاش کر دے۔

چناں غرق گشتم بدریائے عشق
کہ ہر دم سراز عرش بالا کشد

﴿عین الفقر ص ۵۹﴾

☆ ''کامل قادری کو قلب کے مراتب حاصل ہوتے ہیں'

اول قلب سلیم اور پھر بحق تسلیم' پھر آواز کن اور آواز کن سے علم غیبی لاریبی اور اسرار واردات وغیرہ' اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں اور ماضی' حال' مستقبل کے حالات کا الہام ہوتا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کے تمام حالات معلوم اور منکشف ہوتے ہیں اور تصور و تصرف میں آتے ہیں'' ﴿توفیق الہدایت' ص ۱۸۶﴾

ازدلم الہام دانی ہم سخن
نحن اقرب یافتم از جان و تن

''فقیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر اور دونوں جہانوں کا بادشاہ اور دنیاوی بادشاہ سے بدرجہا بہتر ہے۔ ﴿توفیق الہدایت ص ۱۳۳﴾ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

☆ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''اللہ اللہ! اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک اعلیٰ نعمت ہے' ان کی ذات پاک سے ہر مصیبت ٹلتی ہے اور ہر بڑی مشکل بدلتی ہے۔ سبحان اللہ! انہیں نفوس طیبہ طاہرہ کے قدم کی برکت سے وہ وہ **عقدہ مالا ینحل** چٹکی بجاتے حل ہوتے ہیں جنہیں قیامت تک کبھی بھی ناخن تدبیر نہ کھول سکے...... یہ انفاسِ نفیسہ مظہر ذات علیہ و صفات قدسیہ ہوتے ہیں'' ﴿ملفوظات اعلیٰ حضرت ج اول ص ۴﴾

حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں' کارکشا' کارساز
خاکی و نوری نہاد' بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
نقطہ پرکار حق مرد خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم طلسم و مجاز

﴿کلیات اقبال ص ۳۸۹﴾

☆ تدبر بھی کیا تو نے؟

قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے روشن افکار و اقوال سے معلوم ہوا کہ انسان جب اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی میں ہمہ تن مستغرق ہو جاتا ہے تو کوئی چیز اس کے دائرہ تصرف سے باہر نہیں رہتی' پھر حدیث پاک ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ کا ظہور دیدنی ہوتا ہے کہ بندہ مومن سراپا صفات الٰہی کے کمال کا مظہر بن جاتا ہے۔ دیکھنے کو ایک مشت خاک نظر آتا ہے مگر اسکی پرواز کے سامنے ہفت اقلیم کی وسعتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں' پہاڑوں کی بلندیاں' سرنگوں ہوتی ہیں' موجوں کی روانیاں شرمندہ ہوتی ہیں' مولائے روم فرماتے ہیں۔

ظاہرش را پشتہ آرو بچرخ
باطنش آمد محیط ہفت چرخ

یعنی انسان کے ظاہر کو ایک مچھر بھی چکرا دے مگر اسکی باطنی حالت سات آسمانوں کو محیط ہے۔ کافر چونکہ کوتاہ بیں ہوتا ہے' خود آفاق میں گم رہتا ہے اس لئے بندہ مومن کی شان و عظمت کو نہیں سمجھ سکتا' بندہ مومن کے وجود میں آفاق بھی گم ہیں' ثوابت و سیار بھی سمائے ہوئے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کے جب ہر چیز اس کیلئے بنائی گئی ہے تو پھر کیوں نہ وہ سب پہ غالب ہوگا۔ قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے۔ ولقد مکنکم فی الارض اور بیشک ہم نے زمین میں تمہیں قدرت دی۔ کہیں چاند' سورج کو مسخر کیا' کہیں دریاؤں کو' کہیں کشتیوں کو کہیں بستیوں کو غرض' انسان اگر انسان بن جائے تو ذرے ذرے پر اس کی حکمرانی ہے' قطرے قطرے پہ اس کی فرمانروائی ہے۔

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن
جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن

☆ اہل ولایت کا ذکر

ہر ذی شعور انسان جانتا ہے کہ من حیث القوم ہماری حالت انتہائی دگر گوں ہے۔ ہم رفتہ رفتہ اپنے اسلاف کرام سے بہت دور ہوتے جا رہے ہیں۔ نئی نسل مذہب کے نام سے ہی نالاں ہے۔ تفرقہ پروری نے ملت کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ مسجد و خانقاہ کی بجائے سینما گھر' تھیٹر اور بازار آباد ہیں' ثقافت اور تمدن کی آڑ میں بے حیائی' عریانی قمار بازی کا سبق پڑھایا جا رہا ہے۔ قائد کے نوجوان اور اقبال کے شاہین مغربی تہذیب کے دلادہ ہو رہے ہیں۔ ہندی کلچر کی یلغار نے غیرت و

حمیت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ دل وضمیر کی وادیوں میں قبرستان کا سناٹا طاری ہے۔

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناصر
اداسی بال کھولے سو رہی ہے

ایسی ہولناک فضا میں چاہیے کہ اہل صفا کا ذکر کیا جائے' ان کی صورت و سیرت کے حوالے دیئے جائیں' ان کے فیوض و برکات کی داستان چھیڑی جائے یقیناً اس کارخیر سے بے چینی کے انگاروں پہ لوٹتے ہوؤں کو سکون قلب نصیب ہوگا اور ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ سادہ دل لوگ بھی ان اہل صفا کے پاکیزہ کردار اور عمدہ احوال کی کسوٹی پر نام نہاد پیروں اور نخشنی سجادہ نشینوں کو پرکھ سکیں گے جو طریقت کے نام پر جہالت پھیلا رہے ہیں۔

عقائد و اعمال کا بیڑا غرق کر رہے ہیں' غریب عوام کو بے رحم ڈاکوؤں کی طرح لوٹ رہے ہیں' روشن منزلوں کی بجائے تاریک راہوں پر ڈال رہے ہیں' خود اندھے ہیں' دوسروں کو بھی اندھا کر رہے ہیں' شریعت کے باغی ہیں' عرفان سے کوسوں دور ہیں' جن کی حقیقت یہ ہے۔

کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری

مولا کریم ہم سب مسلمانوں کو مقام لایت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

☆☆☆

تعظیم مصطفیٰ

○❖○

منزل کہوں کہ رہبرِ اعظم کہوں تجھے
عزمِ خلیل و عظمتِ آدم کہوں تجھے

تیرے بغیر راحتِ دردِ جگر کہاں
جانِ قرار اے مرے ہمدم کہوں تجھے

تیرے تصرفات میں ارض و سما گھرے
دل چاہتا ہے سرورِ عالم کہوں تجھے

تیرا اجالا مشرق و مغرب میں جلوہ گر
پھر کیوں نہ آج نورِ مجسم کہوں تجھے

حسنِ بہار، رونقِ گلشن ہے تیرے ساتھ
دیدۂ گل کی آرزو ہر دم کہوں تجھے

تو جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو بزمِ حیات بھی
تو ہے تو کیوں نہ جانِ دو عالم کہوں تجھے

میرے وجودِ ناز پر تیری عطا کا راج
میرے سخی میں غیرتِ حاتم کہوں تجھے

ہاں ہاں میں تجھ کو شوکتِ کعبہ قرار دوں
اے مرحبا میں حاصلِ زم زم کہوں تجھے

نورِ ازل کی مظہرِ کامل ہے تیری ذات
صدفِ رسل کا گوہرِ خاتم کہوں تجھے

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حمد وصلوٰۃ کے بعد نہایت واجبُ الاحترام دوستو اور بزرگو! آج ہم تعظیم مصطفٰے کے عنوان پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک حضور سراپا نور ﷺ کی تعظیم و توقیر کا تعلق ہے' تو یہ حقیقت ثابتہ قرآن وسنت اور صحابہ کرام کے تعامل سے ثابت ہوچکی ہے کہ اس کے بغیر کسی بھی انسان کو ایمان کی حلاوت اور اسلام کی حرارت نصیب نہیں ہوسکتی' اسلام میں نماز پڑھنا بہت بڑی نیکی ہے۔ حدیث پاک کی رو سے کفر اور اسلام کے درمیان حد فاصل ہے۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا سر تسلیم خم کرتے ہیں' کافروں کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوتی' لیکن یاد رکھیں' نماز جیسا بڑا عمل بھی منافقت اور اسلام کے درمیان حد فاصل نہیں' کیونکہ منافق بھی نماز ادا کرتا ہے' روزہ رکھتا ہے' جہاد کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ توحید اور یوم آخرت کو بھی مان لیتا ہے' جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ یعنی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے ﴿لیکن یاد رکھو﴾ وہ

ہرگز ایمان والے نہیں' ﴿القرآن﴾

یہ آیت کریمہ بتارہی ہے کہ توحید اور آخرت پر ایمان رکھنے کے باوجود بھی کئی لوگ ایمان کی دولت بیدار حاصل نہیں کر سکے' اس کی کیا وجہ ہے' اس کی یہی وجہ نظر آئی ہے کہ وہ خدا کو بھی مانتے ہیں ...... آخرت کو بھی مانتے ہیں ...... نماز' روزہ کو بھی مانتے ہیں ...... جہاد کیلئے بھی کمربستہ رہتے ہیں ...... قرآن پاک کی تلاوت میں بھی سرگرم ہوتے ہیں' لیکن ان تمام عقائد اور اعمال کی جان عشق رسول اور تعظیم رسول کو نہیں مانتے۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ان کے دلوں میں حضور رسول اکرم ﷺ کے بغض وعناد کی بیماری ہے' اسی لاعلاج بیماری کا نام منافقت ہے' ثابت ہوا کہ منافقت اور اسلام کے درمیان حد فاصل' تعظیم مصطفیٰ کا جذبہ ہے۔ جس میں یہ جذبہ کارفرما ہے وہ مومن مسلمان ہے اور جس میں نہیں وہ منافق بے ایمان ہے۔

☆ تعظیم وتوقیر کا حکم

اللہ کریم نے قرآن پاک میں جگہ جگہ اپنے محبوب' دانائے غیوب ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکم صادر فرمایا بلکہ قبول ایمان کے فوراً بعد اسی کی تاکید فرمائی' یہ آیت کریمہ دیکھئے۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

یعنی تاکہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کی تعظیم کرو اور اس کی توقیر کرو' اور اللہ کی دن رات تسبیح کرو' ﴿القرآن﴾

یہ آیت کریمہ بتارہی ہے کہ قبول ایمان کے فوراً بعد جو عمل سب سے اہم ہے حتیٰ کہ ذکر خدا سے بھی مقدم ہے' وہ تعظیم مصطفیٰ اور توقیر مصطفیٰ ہے۔ اسی لئے

اس کا ذکر پہلے ہے اور ذکر خدا کا ذکر بعد میں ہے۔ گویا خدائے واحد یہ اعلان کر رہا ہے کہ ذکر خدا بھی اسی کا قبول ہوگا' جس کے سینے میں مصطفےٰ کی تعظیم و توقیر کا جذبہ موجزن ہے' بے ادب جتنا مرضی ذکر کرے' جتنا مرضی زہد اختیار کرے' جتنی مرضی عبادت و ریاضت سے کام لے اس کا کوئی عمل قبول نہیں۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ ''عزازیل'' کی ہزاروں سال پر مبنی عبادت و اطاعت' بے ادبی کی ایک ہی چنگاری نے جلا کر خاکستر کر دی' اور اسے کرامت و وجاہت کے مقام بلند سے ذلت و ضلالت کی پستیوں میں پھینک دیا۔ خدا کے محبوبان پاک کی بے ادبی ایک عبادت گذار کو ابلیس بنا دیتی ہے اور ان کا ادب و احترام ایک گنہگار کو مغفرت کی سند عطا کر دیتا ہے۔

پہلی منزل عشق ادب دی' بنا ادب مراد نہ پاوے
بے ادباں دی بستی اندر کدی ٹھنڈی ہوا نہ آوے
ادبوں وده عبادت کیہڑی' جہڑی رب تیکر پہنچاوے
اعظم جس تے سوہنا راضی' اونہوں ایہہ دولت مل جاوے

☆ اعمال ضائع ہو جائیں گے

قرآن پاک نے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کے ادب و احترام کی اہمیت و ضرورت کو یہاں تک بیان کیا ہے کہ اس کے بغیر مسلمان کے تمام اعمال ضائع ہونے کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد باری ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ' یعنی اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس نبی محترم کی آواز سے بلند نہ کرو' اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو' کہ تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں' یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے۔

☆ کسی کی آواز سے آواز بلند کرنا کم درجہ کی بے ادبی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب پاک ﷺ کی بارگاہ ناز میں یہ کم درجہ کی بے ادبی بھی گوارا نہیں۔

☆ اس کم درجہ بے ادبی کی بھی اتنی سنگین نحوست ہے کہ اس سے مسلمان کے تمام ظاہری اور باطنی اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ بڑی بے ادبی کی نحوست کا کیا عالم ہوگا؟

☆ اعمال صرف کافر کے ضائع ہوتے ہیں' معلوم ہوا کہ بارگاہ رسالت کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی مسلمان کو کافر بنا دیتی ہے اور ہمیشہ کے عذاب سے دوچار کر دیتی ہے۔

☆ انسان' حضور سراپا نور ﷺ کی بے ادبی کر کے اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتا رہتا ہے' اپنی نمازوں پر ناز کرتا ہے' اپنے روزوں پر فخر کرتا ہے' اپنی شب بیداریوں پر اتراتا ہے' لیکن اسے شعور ہی نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنتوں کا سزاوار ہو چکا ہے۔ وہ جان ایمان کی گستاخی کر کے ایمان کی نعمت سے محروم ہو چکا ہے۔

☆ کائنات کی سب سے بڑی سزا ''لاشعوری'' کی سزا ہے۔ جو انسان کو نجانے کتنی ہلاکتوں کا شکار بنا دیتی ہے۔ یہ سب سے بڑی سزا ہے جو محبوب خدا کے گستاخوں کو دی جاتی ہے۔

☆ حضور سراپا نور ﷺ کو القاب و کمالات کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔ ایسے ہرگز نہ بلانا چاہیے جیسے ایک دوسرے کو بلایا جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے' لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ' یعنی رسول پاک کو ایسے نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو' ﴿القرآن﴾

☆ تقویٰ کیا ہے

حضرات محترم! عبادت و ریاضت' تقویٰ کی نشانی ہے۔ صوم و صلوٰۃ' تقویٰ

کی نشانی ہے' حج و زکوٰۃ تقویٰ کی نشانی ہے' چہرے پر ریش مبارک سجانا' تقویٰ کی نشانی ہے' یتیموں' غریبوں' بیواؤں کی امداد کرنا' تقویٰ کی نشانی ہے' تقویٰ کیا ہے؟ آیئے! رب تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ تقویٰ کیا ہے' فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے پاس پست رکھتے ہیں' وہی ہیں جن کے دل اللہ نے تقویٰ کیلئے چن لئے ہیں' انہی کیلئے مغفرت اور بہت بڑا ثواب ہے۔ ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ نے ہمیں یہ سبق عطا فرمایا ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام ہی تقویٰ ہے۔

☆ تقویٰ کا معنی ہے' اللہ تعالیٰ سے ڈرنا' گویا جو رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام کرتا ہے' وہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

☆ لَھُمْ کو مقدم رکھ کر حصر کا فائدہ عطا فرمایا' یعنی ان ہی لوگوں کو مغفرت اور بہت بڑا ثواب حاصل ہوگا جو محبوب خدا کی تعظیم کے جذبات سے سرشار ہوں گے۔

☆ اگر مَغْفِرَۃٌ لَّھُمْ وارد ہوتا تو معنیٰ یہ ہوتا کہ ان کیلئے بھی مغفرت ہے وہ تعظیم کریں یا نہ کریں' گویا تعظیم نہ کرنے والوں کیلئے بھی مغفرت کا امکان موجود ہے۔ اللہ کریم نے ایسا نہیں فرمایا' یعنی تعظیم نہ کرنے والوں کیلئے اس نے ہر قسم کی بخشش اور ثواب کا امکان ہی ختم فرما دیا۔ مغفرت اور ثواب اسے ہی نصیب ہوگا جس کے دل میں محبوب کی عظمت و محبت جلوہ فرما ہوگی۔

☆ یہ آیت کریمہ' حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان عظیم لوگوں کے شعار ادب کو تمام مسلمانوں کیلئے قابل تقلید قرار دیا۔

☆ وصال پاک کے بعد بھی تعظیم

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دو آدمی مسجد نبوی شریف میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے ہیں۔ آپ نے ان کو اشارے سے قریب بلایا اور نہایت جلال کے ساتھ فرمایا' تم کہاں کے رہنے والے ہو' انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں' آپ نے فرمایا اگر تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا' کیا تمہیں علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند نہیں کرنی چاہیے۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ وصال پاک کے بعد بھی تعظیم و توقیر کا سلسلہ جاری و ساری ہے' پھر مذکورہ آیات کریمہ کا حکم مطلق ہے اور ہر زمانے کیلئے یکساں مفید ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سراپا نور ﷺ اپنے مزار اقدس میں زندہ جاوید ہیں اور آوازوں کو سنتے ہیں' عملوں کو دیکھتے ہیں۔ صحابہ کرام آپ کی قبر مبارک کا اسی طرح ادب کیا کرتے تھے جس طرح آپ کے وجود پاک کا ادب کیا کرتے تھے۔ کتنی ہی روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام آپ کے مزار اقدس کے قریب ادب و احترام کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے' حضور کو اپنا درد و غم سنایا کرتے تھے اور شفاعت کے طلبگار ہوا کرتے تھے۔ اس طرح ان کی مشکلات بھی آسان ہو جایا کرتی تھیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

☆ بے عقل لوگ

اللہ کریم نے ان لوگوں کو "بے عقل" قرار دیا ہے جو حضور سراپا نور ﷺ کے حجرات مقدسہ کے باہر کھڑے ہو کر پکارتے تھے اور اپنی آوازوں سے آپ کو تکلیف دیتے تھے۔ ارشاد باری ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَایَعْقِلُوْنَ ' یعنی وہ لوگ جو ﴿اے محبوب﴾ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں' ان میں اکثر بے عقل ہیں' ﴿القرآن﴾

یہ آیت مقدسہ بتا رہی ہے کہ بارگاہ نبوت کے آداب و مسائل ساری کائنات سے جداگانہ ہیں۔ ہمارا یہ حال ہے کہ ہمارے گھروں کے باہر سے دستک دینی چاہیے' ہمیں پکارنا چاہیے' یا کوئی پیغام بھیجنا چاہیے' جبکہ بارگاہ نبوت کے دروازے پر آ کر صرف دست بستہ کھڑے ہو جانا چاہیے' گویا ہمارے دروازے پر دستک نہ دینا اور نہ پکارنا ''بے عقلی'' ہے۔ جبکہ نبوت کے دروازے پر دستک دینا اور آوازیں مار کر پکارنا ''بے عقلی'' ہے۔ اس کی کیا حکمت ہے' اس کی یہ حکمت ہے کہ ہمیں تو کوئی خبر نہیں ہوتی کہ دروازے پر کون ہے' وہ دستک دے کر' آواز مار کر اور پیغام بھیج کر ہمیں بلائے گا تو ہمیں خبر ہوگی کہ کوئی آیا ہے اور کیوں آیا ہے۔ جبکہ نبی تو اپنی نگاہ نبوت سے دیکھتا ہے اور علم رسالت سے جانتا ہے کہ دروازے پر کون آیا ہے اور کیوں آیا ہے۔ حضور اپنے غلاموں کی حاجتوں کو مشاہدہ فرماتے ہیں اور ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق عطا بھی فرماتے ہیں۔ یہ سلسلہ کرم آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا' ایک بے خبر کو تو اطلاع دی جائے گی' ایک باخبر کو اطلاع دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اسی لئے اس قسم کے عمل کو ''بے عقلی'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ' اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لاتے' تو یہ ان کیلئے بہتر تھا' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے' ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ نے بتایا کہ بارگاہ نبوت کے دروازے پر صبر و استقامت سے کھڑے رہنا چاہیے۔ بے صبری اور افراتفری کا مظاہرہ کرنا شدید بے ادبی اور تعظیم و توقیر کے منافی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول پاک ﷺ کرم والے ہیں'

رحم والے ہیں' اور تمہاری بہتری کیلئے حریص ہیں' وہ تمہیں خواہ مخواہ تو کھڑے رہنے کی تکلیف نہیں دیں گے' تمہاری حالت زار کو نور فراست سے مشاہدہ فرمائیں گے اور بہت جلد مہربانی کر دیں گے' تم منزل مراد پر پہنچ کر بھی بے چینی کا مظاہرہ کرو گے تو یہ ''بے عقلی'' تصور ہوگی۔ یہاں تو صبر کا ایسا مظاہرہ ہونا چاہیے کہ سانس کی آواز بھی نہ آئے جس کے پاس آئے ہو' وہ دل کی اتھاہ گہرائیوں میں چھپے ہوئے اسرار کو بھی جان لیتا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

حضرات محترم! ان آیات مبارکہ کے احکام پر آج بھی امت مسلمہ پوری طرح عمل پیرا ہے۔ بیت اللہ شریف کی جلالی فضاؤں میں ہر مسلمان پر دیوانگی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ لوگ پھڑک رہے ہوتے ہیں' تڑپ رہے ہوتے ہیں' آہوں اور ہچکیوں کی آوازیں بلند ہو رہی ہوتی ہیں' لیکن گنبد خضریٰ کی چھاؤں میں ہر آدمی باہوش کھڑا ہوتا ہے۔

لب واہیں' آنکھیں بند ہیں' پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے
مانگیں گے' مانگے جائیں گے' منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے' نہ حاجت اگر کی ہے

ہر طرف باخدا دیوانہ باشد' بامحمد ہوشیار' کا منظر دکھائی دیتا ہے۔

☆ بے ادبی کی کوئی گنجائش نہیں

حضرات گرامی! حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں بے ادبی کی کوئی گنجائش نہیں۔ ارشاد باری ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ

عَذَاب" اَلِیْم" یعنی اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور! ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ﴿القرآن﴾
ہوا کچھ یوں کہ حضور اقدس ﷺ صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہ یارسول اللہ ہماری رعایت فرمایئے یعنی کلامِ اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب کا معنیٰ رکھتا ہے۔ انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذ ؓ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے۔ آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا' یہود نے کہا ''آپ ہم پر برہم ہوتے ہیں' مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں' اس پر آپ رنجیدہ ہوکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی جس میں ''راعنا'' کہنے کی ممانعت فرما دی گئی اور اس معنیٰ کا دوسرا لفظ ''انظرنا'' کہنے کا حکم ہوا' اس سے معلوم ہوا کہ محبوب پاک کی بارگاہ ناز میں تعظیم و توقیر کے جذبوں کے ساتھ حاضر ہونا اور کلمات ادب کے ساتھ بات کرنا فرض ہے۔ جس کلمہ میں یا لفظ میں ترک ادب کا شائبہ بھی پایا جائے' اس کو اپنی زبان پر لانا اور دل میں خیال کرنا حرام ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بارگاہ نبوت میں بے ادبی کرنا کفر کے مترادف ہے اور دردناک عذاب کا پیش خیمہ ہے۔ پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ میرے محبوب کی بارگاہ میں عرض کرو انظرنا' اے محبوب! ہم پر نظر رحمت کیجئے' اگر حضور ﷺ سے نظر رحمت کی خیرات طلب کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی اس کی ہدایت نہ فرماتا۔ ہم اسی آیت کو سامنے رکھ کر عرض کرتے ہیں یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا' اے اللہ کے رسول ہمارے حال پر نظر کرم کیجئے۔ مذکورہ آیت بھی حکم عام کے ساتھ قیامت تک نافذ العمل ہے۔ آج بھی حضور نظر رحمت سے مخلوق خدا کی مشکلیں آسان فرما رہے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَا

تَعُدْعَیْنٰکَ عَنْھُمْ اے محبوب! ان غلاموں سے اپنی نظر رحمت مت پھیرنا۔

☆ صحابہ کرام کا عملی مظاہرہ

قرآن پاک کی ان تمام تعلیمات پر جس طرح صحابہ کرام نے عمل کیا' اس کی مثال نہیں ملتی۔ قرآن پاک نے جو حکم دیا تھا کہ ''رسول اللہ کی تعظیم کرو اور توقیر کرو'' صحابہ کرام نے اس تعظیم و توقیر کی عظیم اور حسین مثالیں قائم کر دیں' صرف ایک منظر دیکھئے' عروہ بن مسعود ثقفی بہت دانا و بینا انسان تھا' قریش مکہ نے اسے اپنا سفیر بنا کر بارگاہ رسالت میں بھیجا' پھر اس نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا' وہ اپنی قوم کے سامنے جا کر بیان کر دیا۔ صحیح بخاری شریف میں اس کے الفاظ درج ہیں۔

اَیْ قَوْمِ وَاللّٰہِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَی الْمُلُوْکِ وَوَفَدْتُّ عَلٰی قَیْصَرَوَ کِسْرٰی وَالنَّجَاشِیْ' وَاللّٰہِ اِنْ رَأَیْتُ مَلِکًا قَطُّ یُعَظِّمُہٗ اَصْحَابُہٗ' کَمَا یُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا یعنی اے قوم! اللہ کی قسم میں بہت سے بادشاہوں کے پاس سفیر بن کر گیا ہوں' میں قیصر' کسریٰ اور نجاشی کے پاس بھی گیا ہوں' بخدا' میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کا اس طرح احترام کرتے ہوں' جیسے محمد مصطفیٰ کے اصحاب ان کا احترام کرتے ہیں۔

وَاللّٰہِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَۃً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِنْھُمْ فَدَلَکَ بِھَا وَجْھَہٗ' وَجِلْدَہٗ' خدا کی قسم! اگر وہ تھوکتے ہیں تو وہ بھی کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر پڑتا ہے اور وہ اسے اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتا ہے' جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو صحابہ اس کی فوراً تعمیل کرتے ہیں' جب وہ وضو کرتے ہیں' تو صحابہ وضو کا ایک ایک قطرہ لینے کیلئے ﴿یوں آگے بڑھتے ہیں جیسے﴾ لڑ رہے ہوں' اور وہ ان کی تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے' بخاری شریف کی اس روایت میں یہ منظر دیکھنے میں آئے۔

☆ صحابہ کرام' حضور پرنور ﷺ کی ازحد تعظیم کیا کرتے تھے۔

☆ حضور ﷺ کا تھوک مبارک زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے' بلکہ اپنی ہتھیلیوں پر لے کر اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے تھے۔

☆ حضور ﷺ کے وضو کا ایک ایک قطرہ بھی ان کیلئے متاع عزیز ہوتا تھا۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
وہ ہے رحمت کا دریا ہمارا نبی

☆ ادب و احترام کی وجہ سے محبوب کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ گویا نظریں فرط ادب سے جھکی رہتی تھیں۔

☆ مذکورہ صدر جتنے بھی مناظر ہیں' کیا ان کا حکم ان کو قرآن پاک نے دیا تھا' قرآن پاک میں کہاں لکھا ہے کہ اس محبوب اکرم ﷺ کا تھوک مبارک اپنے چہروں اور جسموں پر مل لو' وضو کا کوئی قطرہ زمین پر نہ گرنے دو' نظریں اٹھا کر نہ دیکھتے رہو' مزید روایات صحیحہ کا مطالعہ کریں تو یہ امور بھی شامل کرلیں کہ آپ کے موئے مبارک سنبھال کر رکھو' بول اور براز شریف کا بھی ادب کرو' ان کے حضور ایسے ساکت و صامت ہو کر بیٹھو کہ تمہارے سروں پر پرندے موجود ہوں' اگر ذرا سی حرکت بھی کرو گے تو وہ اڑ جائیں گے۔

یہ ان لوگوں کیلئے لمحہ فکر ہے جو ہر وقت یہی راگ الاپتے رہتے ہیں کہ یہ قرآن سے دکھاؤ' وہ قرآن سے دکھاؤ' ارے قرآن پاک نے تو مطلقاً حکم دے دیا ہے کہ اس محبوب پاک کا ادب کرو' توقیر کرو' قدر کرو' اب ادب اور توقیر' قدر اور تعظیم کے سب طریقے جذبہ محبت نے پیدا کرنے ہیں۔ صحابہ کرام کو اس محبوب حجازی کے ساتھ جان سے بھی زیادہ محبت تھی' لہٰذا دیکھ لیں' انہوں نے ادب و احترام کی کیسی مثالیں قائم کر دیں' کیا یہ سب مثالیں شرک ہیں؟ صحابہ کرام کا انداز محبت بتا رہا ہے کہ حضور سراپا نور ﷺ کو سجدہ نہ کیا جائے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا محبوب سمجھ کر جیسے بھی تعظیم و توقیر کی جائے' ان کی شان اس سے ماوراء ہی دکھائی دے گی' سجدے کے

علاوہ جب تعظیم مصطفےٰ کی کوئی حد خدا نے قائم نہیں کی تو کسی ملا کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے لئے خدا کا قانون حجت ہے' اصحاب مصطفےٰ کا انداز حجت ہے' کسی ملا کی تنگ نظری حجت نہیں ہے۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
حسن جس کا اللہ کو بھی بھا گیا
ایسے پیارے سے محبت کیجئے

☆ منافق کی سوچ

تفسیر مدارک میں موجود ہے کہ مسجد نبوی شریف میں حضور سراپا نور ﷺ اپنے ارشادات نبویہ سے اپنے غلاموں کو نواز رہے تھے' منافقین مدینہ کا سردار عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا اور حضور ﷺ کے ایک ایک فرمان پر زبانی تصدیق کر رہا تھا' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا' انہوں نے فرمایا'' اے دشمن خدا تو یہاں تو تصدیق کرتا ہے اور باہر نکل کر ہر فرمان کو جھٹلاتا ہے'' وہ غصے کے عالم میں اٹھا اور مسجد نبوی شریف سے باہر آ گیا' باہر ایک صحابی سے ملاقات ہوئی' اس نے ماجرا پوچھا تو کہنے لگا ''قُلْتُمُوْنِیْ صَلِّی فَصَلَّیْتُ قُلْتُمُوْنِیْ صُمْ فَصُمْتُ فَمَا بَقِیَ لِیْ اِلَّا اَنْ اَسْجُدَ لِمُحَمَّدٍ' تم نے مجھے کہا کہ نماز پڑھو' میں نے نماز پڑھی' تم نے مجھے کہا روزہ رکھو' میں نے روزہ رکھا' اب کیا یہی باقی رہ گیا ہے کہ میں محمد مصطفےٰ کو سجدہ کروں''

حضرات گرامی! آپ ذرا منافق کی سوچ دیکھیں' حضور سراپا نور ﷺ کو کون سجدہ کرتا تھا' کس میں جرأت تھی کہ توحید کے اس سب سے بڑے علمبردار کے سامنے سجدہ

کرے سب آپ کا ادب کرتے تھے، تعظیم کرتے تھے، لیکن منافق اس کو بھی سجدہ سمجھ کر شرک کا فتویٰ لگا دیتے تھے، آج بھی کئی تیرہ فکر انسانوں کا یہی خیال ہے، اگر کوئی دست بستہ بارگاہ رسالت میں کھڑے ہوکر درود و سلام کا نذرانہ محبت پیش کر دے تو رونا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ شرک ہو رہا ہے، کفر ہو رہا ہے، خدا ہدایت عطا فرمائے، یہ شرک نہیں ہو رہا، تعظیم ہو رہی ہے، حکم خدا کی تعمیل ہو رہی ہے۔ پھر دیکھئے، منافق کو نماز اور روزے سے کوئی انکار نہیں، تعظیم مصطفٰے سے انکار ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو بھی کسی کے نماز روزے کی کوئی پرواہ نہیں، ان کی عبادتیں اس کی خدائی میں اضافہ نہیں کر دیں گی، وہ بھی اسی آدمی کو محبت و معرفت کی نظر سے دیکھتا ہے جس کے دل میں اس کے محبوب کا ادب ہوتا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

اللہ اکبر! صحابہ کرام نے ادب مصطفٰے کے کیسے کیسے انداز اپنائے، عشق و مستی کی دنیا وجد میں آ جاتی ہے، محبت و عقیدت کے جہان مچل اٹھتے ہیں،

☆ کوئی غارِ ثور میں ڈنگ پر ڈنگ کھا رہا ہے، لیکن زانو کو حرکت نہیں دیتا کہ محبوب کے آرام میں خلل نہ آ جائے اور بے ادبی نہ ہو جائے، جان جاتی ہے تو چلی جائے، ہاتھ سے رشتہ ادب نہیں چھوٹنا چاہیے۔

☆ کوئی اپنی نماز عصر کو قربان کر رہا ہے، لیکن بدن میں ذرا اضطراب نہیں کہ محبوب بے آرام ہو جائے گا، اس کی نگاہ میں نماز فرض ہے لیکن احترام مصطفٰے اس سے بھی بڑا فرض ہے، یہ فرض چھوٹ گیا تو نماز کیا ایمان ہی جاتا رہے گا۔

☆ کوئی طواف کعبہ کی دعوت ملنے پر بھی طواف نہیں کرتا، کیونکہ ابھی تک اس کے محبوب نے طواف نہیں کیا، اس کی نظر میں محبوب سے پہلے خدا کی عبادت بھی ''بے ادبی'' میں شمار ہوگی۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

☆ کوئی محبوب کے جسم مقدس سے نکلنے والا خون پاک اس ارادے سے نوش کرلیتا ہے کہ یہ زمین پر گرے گا تو اس کی بے ادبی ہوگی' کوئی پسینہ مبارک کو سنبھال کر رکھتا ہے۔

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

☆ کوئی محبوب کے موئے مبارک کو اپنی ٹوپی میں سی کر رکھتا ہے کہ ان کے وسیلے سے اللہ کریم اسے فتح ونصرت عطا فرماتا ہے' وہ ٹوپی میدان جنگ میں کہیں گر جاتی ہے تو اپنی جان خطرے میں ڈال کر اسے تلاش کرتا ہے' کہیں محبوب کے موئے مبارک کافروں کے ہاتھ نہ لگ جائیں اور وہ بے ادبی نہ کردیں۔

☆ کوئی ساری عمر اپنے سر کے بال نہیں کٹواتا' کیونکہ ایک مرتبہ اس کے سر پر محبوب نے ہاتھ رکھ دیا تھا۔ اس کی محبت گوارا نہیں کرتی کہ محبوب کے ہاتھ کے ساتھ لگنے والے بال زمین پر گریں۔

☆ کوئی محبوب کے منبر مبارک کو ہاتھ لگا کر چہرے پر مل لیتا ہے کہ اس منبر مبارک کو محبوب کے ساتھ نسبت حاصل ہے۔

صحابہ کرام نے ایسا ادب کیا ہے کہ مثال نہیں ملتی۔ اہل محبت خاک مدینہ پر قربان ہوگئے۔ سلطان مدینہ کی قدم بوسی کو اپنا مایہ افتخار سمجھنے لگے' خاشاک مدینہ کو نو بہاروں پر فوقیت دینے لگے۔ مقام ابراہیم بھی تو پتھر ہے' صفا اور مروہ بھی تو پتھر ہیں' حجر اسود بھی تو پتھر ہے' ان کا کیوں ادب کیا جاتا ہے' قرآن پاک نے فرمایا

وَمَنْ يُعَظِّمْ شعَائِرِ اللّٰه فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَىٰ الْقُلُوبُ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا احترام کرتا ہے' تو یہی دلوں کا تقوی ہے۔

ہمیں بتایا جائے' وجود مصطفےٰ سے بڑی اللہ کی کون سی نشانی ہے' اگر انبیاء

کرام سے منسوب ان پتھروں کا احترام سب پر فرض ہے تو وجود مصطفےٰ سے منسوب چیزوں کا کوئی احترام نہیں ہونا چاہیے۔ پھر معلوم ہوا کہ پتھر ایک جیسا نہیں ہوتا۔ عزیٰ' لات' ہبل کے مجسمے بھی پتھر تھے' وہ دوزخ میں پھینکے جائیں گے' حجر اسود' مقام ابراہیم' کوہ احد بھی پتھر ہیں لیکن یہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ ارے جن محبوبوں کی بدولت پتھروں کو وقار و احترام نصیب ہوگیا' ان کے اپنے وجود باجود کا کیا عالم ہوگا۔ ان سے منسوب چیزیں' ہر ایمان والے کے نزدیک محبوب ہیں۔ اس لئے شہر رسول کے ذروں کا بھی احترام ہونا چاہیے' صحابہ کرام کا بھی احترام ہونا چاہیے' آل اطہار کا بھی احترام ہونا چاہیے' امت محبوب کا بھی احترام ہونا چاہیے۔ محبوب کی نسبت سے ہر چیز محترم بن چکی ہے' ہر چیز معظم ہوچکی ہے۔ اللہ کریم توفیق ادب عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

☆☆☆

O❖O

دمِ عیسیٰ ہے ترا ، غلبہ موسیٰ تیرا

دل یحییٰ کی طلب جلوہ زیبا تیرا

لالہ و گل کے تصور میں تماشا تیرا

لبِ بلبل پہ مچلتا ہے ترانہ تیرا

وقتِ ایثار تری راہ تکے چشمِ ذبیح

اور سمایا ہے سرِ نوح میں سودا تیرا

تیرے عرفان میں کیا نغمہ داود رچا

ہے سلیماں کا علو ، نقشِ کفِ پا تیرا

وادیِ نجد کے قصے بھی ترے غم میں ڈھلے

محملِ لیلا ترا حسن سلیٰمی تیرا

قمریِ شوق نظر کرتی رہی تیرا طواف

نادرِ دہر ہوا سر و سراپا تیرا

چشمۂ آبِ بقا ترے کرم کا ریلا

سلسبیل اور ہے تسنیم دو آبہ تیرا

جامِ میخانہ ترے حورِ جناں کی آنکھیں

حوضِ کوثر ہے حقیقت میں پیالہ تیرا

موجِ سیماب صفت میں ہے تمنا تیری

طالبِ حسن ہوا لو لوء لالا ، تیرا

***

رحمتُ لِلّعالمین

○❖○

نگارِ حسن اے بہارِ باغِ شش جہات

تیرا کمال شوق ہے وسیلہ نجات

تیری رضا میں موت بھی حیات آشنا

تیری رضا نہ ہو تو ہے حیات بھی ممات

ترے حسین رنگ سے گلوں میں رنگ رنگ

ترے نفس نفس سے جھومتا ہے پات پات

ترے عروج فکر سے صفات کی نمود

ترے وجود نور سے ہوا ظہور ذات

تری جبیں کا فیض ید بیضا تابش کلیم

تری ضیائے دل، دل خلیل کی برات

ترے غبار راہ سے ہوا فروغ طور

ترے جلال سے گرے جہاں کے سومنات

نگارش یقین ہے ترے قدم کی تاب

تصور جناں ہے تیری بزم کا ثبات

ادھر بھی لٹ گیا سکونِ دل، قرار روح

ادھر بھی جانِ آرزو نگاہِ التفات

ترے گدائے راہ ہیں جنید و بایزید

ترے غلام، سنجر و سلیمِ کائنات

***

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الانبیاء واکرم المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

امّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم الامین

الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات گرامی! اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس کا ہر تصور عالمگیر ہے تصور ربوبیت بھی عالمگیر ہے' تصور رسالت بھی عالمگیر ہے' تصور کتاب وحکمت بھی عالمگیر ہے' تصور مرکزیت بھی عالمگیر ہے' تصور رحمت بھی عالمگیر ہے۔ ہمارا رب عالمین کا رب ہے۔ ہمارا رسول عالمین کیلئے رحمت ہے' ہماری کتاب' عالمین کیلئے ذکر ہے' ہمارا قبلہ' عالمین کیلئے ہدایت ہے جس آیت گرامی کو ہم نے خطبے میں تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے' اسی کو دیکھ لیں' اس کا تصور رحمت کتنا عالمگیر ہے' ارشاد باری ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ' یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ ﴿القرآن﴾

☆ رحمت ہونے کے تقاضے

یہ بات تو طے ہے کہ حضور سراپا نور ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت بن کر

آئے۔ اب دیکھنا یہ ہے رحمت ہونے کے تقاضے کیا ہیں۔ ہمارے ان اشارات پر ذرا غور کیجئے۔

☆ حضور' رحمت ہیں تو زندہ ہیں' کیونکہ رحمت مردہ نہیں ہوسکتی۔
☆ حضور' رحمت ہیں تو عالم ہیں' کیونکہ رحمت جاہل نہیں ہوسکتی۔
☆ حضور' رحمت ہیں تو بیدار ہیں' کیونکہ رحمت غافل نہیں ہوسکتی۔
☆ حضور' رحمت ہیں تو مختار ہیں' کیونکہ رحمت بے اختیار نہیں ہوسکتی۔
☆ حضور' رحمت ہیں تو ان کو پکارنا جائز ہے' کیونکہ رحمت کو پکارنا شرک نہیں ہوسکتا۔
☆ حضور' رحمت ہیں تو حاضر و ناظر ہیں' کیونکہ رحمت سے کوئی جگہ پوشیدہ نہیں ہوسکتی۔
☆ حضور' رحمت ہیں تو اہل ایمان کے قریب ہیں' کیونکہ رحمت دور نہیں ہوسکتی۔

الحمدللہ! سارا قرآن' محبوب پاک کی شان وعظمت بیان کر رہا ہے۔ اگر کوئی اور آیت نہ بھی محبوب پاک کی شان وعظمت بیان کرے تو یہی ایک آیت کافی ہے جو توصیف وثنا کے نئے نئے جہان متعارف کروا رہی ہے۔

☆ رحمت زندہ ہے

حضرات گرامی! حضور سرور کائنات ﷺ رحمت ہیں اور باذن اللہ رحمت فرمانے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی اپنے مزار اقدس میں حیات برزخی کے ساتھ زندہ ہیں۔ تمام امت مرحومہ کا اس عقیدے پر اجماع ہو چکا ہے کہ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد آپ کو حیات سرمدی حاصل ہے۔ آپ غلاموں کی فریادوں کو سماعت فرماتے ہیں' عملوں کو دیکھتے ہیں۔ اور جہاں چاہتے ہیں جسم لطیف کے ساتھ جلوہ فرما ہوتے ہیں۔ ایک ہی آن میں متعدد مقامات پر حاضر و ناظر ہونا آپ کی شان رحمت سے کوئی بعید نہیں۔ اس عقیدے پر قرآن وحدیث' اقوال صحابہ و تابعین اور تمام امت کے خوش نصیب افراد کے مشاہدات بھرپور گواہی دے رہے ہیں' اگر شہید موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد زندہ ہے' قرآن

پاک نے فرمایا بَلْ اَحْیَآءٌ" عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ' وہ زندہ ہیں' اپنے رب کی بارگاہ سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور نیک مرد و عورت بھی حیات طیبہ کے مالک ہیں' قرآن پاک نے فرمایا فَلَنُحْیِیَنَّه حَیَاةً طَیِّبَةً تو ہم اسے صاف ستھری زندگی عطا کریں گے' تو بتایئے نبی کیوں زندہ نہیں؟

تو زندہ ہے واللہ' تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

☆ اسی طرح حدیث مبارک ہے' سرکار ابدقرار ﷺ نے فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ" یُرْزَقُ' یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ کسی بھی نبی کے جسم اطہر کو نقصان پہنچائے' اللہ کا ہر نبی زندہ ہے اور اسے رزق بھی ملتا ہے۔ ﴿ابوداؤد' مشکوٰۃ﴾

اب کتنے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو فرمائیں کہ ہر نبی زندہ ہے' اور بعض "امتی" کہیں کہ نہیں جی' نبی زندہ نہیں' جو امتی اپنے نبی کے قول و فعل کی مخالفت کرتا ہے اسے قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے۔

ذکر رو کے' فضل کاٹے' نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

☆ حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "حیاۃ الانبیاء" میں یہ حدیث پاک نقل فرمائی ہے۔ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ' فِیْ قُبُوْرِهِمْ وَیُصَلُّوْنَ تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ یاد رہے کہ نبی کی جمع ہے انبیاء اور اوپر الف لام آیا تو فائدہ استغراق کا حاصل ہوا۔ یعنی حضرت آدم سے لے کر حضرت خاتم تک سب کے سب نبی زندہ ہیں' جاوید ہیں' چاہنے والوں پر انعام فرماتے ہیں۔ اکرام فرماتے ہیں۔

☆ امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں حدیث پاک نقل فرمائی ہے۔
"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذرا' میں

نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں"

یہ حدیث پاک بھی ثابت کرتی ہے کہ انبیاء کرام اپنے مزارات میں زندہ ہوتے ہیں اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر انبیاء کرام کی حیات برزخی کا یہ عالم ہے تو انبیاء کرام کے سردار' حضور احمد مختار ﷺ کی حیات برزخی کا کیا عالم ہوگا۔

بولی بندے دی اونہاں نوں کیہ مشکل جہڑے رب دی ہین گفتار سن دے
زندہ باد حیات النبی دائم' پیہم دیکھدے تے لگاتار سن دے

☆ مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعید ابن مسیّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جن دنوں یزید پلید کی فوج نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور اس شہر محبت کو پامال کر دیا۔ مسجد نبوی شریف میں اذان اور نماز معطل کر دی گئی' میں مسجد نبوی شریف میں ٹھہرا رہا۔ مجھے حضور سراپا نور ﷺ کے روضہ اقدس سے اذان و اقامت کی آواز سنائی دیتی تو میں بھی نماز پڑھ لیتا۔

بتایئے اگر حضور محمد مصطفیٰ ﷺ حیات جاوداں کے مالک نہیں تو اذان و اقامت کی آوازیں کون بلند کر رہا تھا۔ اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ تیار کر کے میرے محبوب کی بارگاہ میں لے جانا' اور محبوب سے اجازت طلب کرنا۔ اگر اجازت مل گئی تو مجھے محبوب کے پہلو میں دفن کر دینا' نہیں تو جنت البقیع میں دفن کر دینا' صحابہ کرام کا پاک زمانہ تھا۔ سب لوگ حسن اعتقاد کی دولت سے مالا مال تھے' کسی نے بھی آپ کی اس وصیت و نصیحت پر اعتراض نہ کیا' سب عمل کرنے کیلئے سرگرم دکھائی دے رہے تھے۔ جب امیر المومنین کا جنازہ تیار ہوا تو صحابہ کرام اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گئے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ کے باہر رکھ کر عرض کرنے لگے' حضور' یار غار اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہے' اندر سے آواز آئی اُدۡخِلُوا الۡحَبِیۡبَ اِلَی الۡحَبِیۡبِ فَاِنَّ الۡحَبِیۡبَ اِلَی الۡحَبِیۡبِ مُشۡتَاقٌ"

حبیب کو حبیب کے ساتھ ملا دو' بیشک حبیب' حبیب کا مشتاق ہے۔ ﴿تفسیر کبیر﴾

صحابہ کرام اور تابعین عظام کے ایسے بیشمار واقعات ہیں' جن کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور رحمت عالم زندہ بھی ہیں اور مختار بھی ہیں۔ قحط سالی کا دور دورہ ہوتا' لوگ حضور ﷺ کے مزار اقدس پر جاتے۔ کوئی خطا سرزد ہو جاتی تو آپ کے دربار کرم میں حاضر ہوتے' قرآن پاک نے یہ حکم صادر فرمایا ہے' وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب تیرے پاس آ جائیں' پس اللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول ان کیلئے شفاعت کریں تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا' مہربان پائیں گے۔

اب بتایئے ''اور رسول ان کیلئے شفاعت کرے' کیا یہ حکم مطلق اس دور تک محدود ہے' اگر محدود ہے تو اسے محدود کرنے والی کوئی نص قطعی بیان کریں' کوئی نص قطعی ایسی نہیں جو اسے محدود کر رہی ہو' پھر مان لینا چاہیے کہ آج بھی کسی سے ظلم ہو جائے اور کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ کرم کا دروازہ کھلا ہے' حاضر ہوکر معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت اور مغفرت سے سرفراز فرمائے گا۔

بخدا خدا کا یہی ہے در' نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو' یہیں آ کے ہو' جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

پھر شفاعت کرنے کیلئے شفیع کا زندہ ہونا ضروری ہے' مردہ کیا شفاعت کرسکتا ہے۔

☆ سید احمد رفاعی کا واقعہ

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ''الحاوی للفتاویٰ'' میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ حضور احمد مختار ﷺ کی بارگاہ کرم میں

حاضر ہوئے اور عرض کی

اِنَّ فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ وَهِیَ اَنِّیْ نَائِبَتِیْ
وَاِنَّ فِیْ دَوْلَةِ الْاَشْبَاهِ قَدْ حَضَرَتْ
فَمْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

یارسول اللہ! پہلے میری روح میری نائب بن کر حاضر ہوتی اور آپ کی چوکھٹ کو چومتی تھی، اب میں اپنے جسم کے ساتھ حاضر خدمت ہوں، اپنا دست مبارک عطا فرمائیے کہ میں اپنے ہونٹ سے اسے بوسہ دینا چاہتا ہوں، حضور ﷺ نے یہ فریاد سن کر اپنا دست مبارک باہر نکالا اور حضرت خواجہ احمد رفاعی کو دست بوسی کی دولت عطا فرمائی، منقول ہے کہ ہزاروں افراد نے اپنی آنکھوں سے یہ حسین منظر مشاہدہ کیا، ان میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔

☆ منکرین کی گواہی

کرامات اہل حدیث، نامی کتاب میں مولوی عبدالمجید سوہدروی نے ایک اہل حدیث غیر مقلد مولوی سلیمان منصور پوری کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ حضرت خواجہ ضیاء معصوم علیہ الرحمہ کے ہمراہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ مولوی صاحب نے اٹھنا چاہا تو حضرت مجدد کے مزار اقدس سے ان کا دست مبارک باہر نکلا، اور مولوی صاحب کا بازو پکڑ لیا۔ ساتھ آواز آئی کہ بیٹھ جائیں آپ سے کوئی پردہ نہیں، اس کرامت سے معلوم ہوا کہ

☆ حضرت مجدد نے مولوی صاحب کے دل کی بات جان لی، کیونکہ ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ یہ ضیاء معصوم صاحب حضرت مجدد کی اولاد سے ہیں، یہ اپنے جدامجد سے کوئی راز کی بات کرنا چاہتے ہونگے، لہٰذا مجھے اٹھ جانا چاہیے۔

☆ حضرت مجدد کا دست مبارک باہر آسکتا ہے تو انکے آقا حضور محمد ﷺ کا

دست مبارک باہر کیوں نہیں آ سکتا۔

☆ ولی اپنے مزار میں زندہ ہیں تو نبی کیوں نہیں زندہ۔

☆ اگر ہم نبی کو زندہ مان کر مشرک ہیں تو آپ ولی کو زندہ مان کر بڑے مشرک ہیں۔

☆ رحمت' عالم ہے

حضور سراپا نور ﷺ رحمت ہیں' تو عالم ہیں۔ چونکہ عالمین کیلئے رحمت ہیں اس لئے عالمین کیلئے عالم ہیں۔ حضور رحمت بھی ہیں' راحم بھی ہیں' رحیم بھی ہیں' لہٰذا ضروری ہے کہ آپ عالمین کے ہر فرد کے حالات سے باخبر ہوں' ورنہ رحمت فرمانے میں غلطی کا امکان ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا کی تفسیر میں عظیم مفسرین کرام کا عقیدہ ہے' شَاھِدًا عَلٰی مَنْ اٰمَنَ بِالْاِیْمَان وَکَفَرَ بِالْکُفْرِ وَنَافَقَ بِالنِّفَاقِ یعنی حضور ہر ایمان والے کے ایمان' کفر والے کے کفر اور نفاق والے کی منافقت کو مشاہدہ کرنیوالے ہیں۔ وَعَلَّمَهُ الْبَیَان کی تفسیر میں عظیم مفسرین کرام کا عقیدہ ہے' اَلْبَیَان الَّذِیْ هُوَ عِلْمُ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ بیان سے مراد ماضی' حال اور استقبال کا علم ہے' جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اقدس ﷺ کو سکھا دیا ہے۔

جس پاسے میں ٹر جاواں' سرکار نظر رکھدے
سلطان مدینے دے دو جگ دی خبر رکھدے

☆ قرآن پاک نے فرمایا ہے وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ اے نبی! آپ کو ہر وہ علم عطا کر دیا جسے آپ نہیں جانتے تھے' وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے' اللہ اکبر! جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہو بلکہ جو خود اللہ تعالیٰ کا فضل کبیر ہو' اس سے کوئی چیز کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔

☆ بتائیے! کون سی چیز ایسی ہے جس کا علم قرآن پاک میں موجود نہیں' خود قرآن پاک نے فرمایا ہے' لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ ' یعنی

اس روشن کتاب میں ہر خشک و تر کا علم موجود ہے۔

کسی مقام پر فرمایا' بَیَاناً لِکُلِّ شَیْیٍ ' ہر چیز کا بیان ہے ...... تَفْصِیلاً لِکُلِّ شَیْیٍ ' ہر چیز کی تفصیل ہے ...... تِبْیَاناً لِکُلِّ شَیْیٍ ہر چیز کا تبیان ہے۔ ثابت ہوا کہ ہر چیز کا علم قرآن میں موجود ہے اور حضور اقدس ﷺ قرآن کو جانتے ہیں' بلکہ اس کی ظاہری اور باطنی کیفیتوں کو پہچانتے ہیں اور ان کی تعلیم بھی عطا فرماتے ہیں' اگر معلم نصاب کو نہ جانے تو وہ معلم کامل نہیں' حضور معلم کامل ہیں' لہٰذا قرآن کے ایک ایک راز کو جانتے ہیں' جب قرآن کے ایک ایک راز کو جانتے ہیں تو گویا ہر چیز کے علم کو جانتے ہیں۔

سر عرش پر ہے تری گزر' دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے وہ نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

☆ حضور انور ﷺ نے خود اعلان فرمایا "فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْیٍ" ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی' ﴿ترمذی﴾ اور فرمایا فَعَلِمْتُ عِلْمَ الاوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ' میں نے پہلوں اور پچھلوں کا علم جان لیا اور فرمایا فَعَلِمْتُ مَا فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ' میں نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو جان لیا۔ ﴿ترمذی﴾ اور فرمایا فَلَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْیٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذا' پوچھو! میں تمہیں اس مقام پر ہر چیز کی خبر دینے کیلئے تیار ہوں' ﴿بخاری﴾

☆ ۔ منافقین مدینہ کا رویہ

سب سے پہلے منافقین مدینہ نے حضور اقدس ﷺ کے علم بے پایاں پر انگشت اعتراض اٹھائی۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ انہوں نے کہا زَعَمَ مُحَمَّد" اَنَّہٗ یَعْلَمُ مَنْ یُؤْمِنُ بِہٖ وَمَنْ یَکْفُرُ بِہٖ نَحْنُ مَعَہٗ' وَمَا یَعْرِفُنَا' یہ محمد مصطفٰے کا گمان ہے کہ وہ ہر مومن اور ہر کافر کو جانتے ہیں' ہم تو ان کے ساتھ ہیں لیکن وہ ہمیں پہچانتے نہیں' حضور انور ﷺ نے منافقین مدینہ کا یہ اعتراض سنا تو منبر رسالت پر

کھڑے ہوکر فرمایا' اس قوم کو کیا ہوگیا' جو میرے علم میں شک کر رہی ہے' پوچھو! جو پوچھنا چاہتے ہو' میں ہر سوال کا جواب دینے کیلئے تیار ہوں' پھر آپ نے ایک ایک منافق کا نام لے کر مسجد نبوی شریف سے نکال دیا۔ انہی منافقین نے شرارت کیلئے ایک مسجد تعمیر کی' جسے قرآن پاک نے مسجد ضرار یعنی نقصان پہچانے والی مسجد قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ علم مصطفیٰ کے منکروں کی مسجد' نقصان پہچانے والی ہے۔ صحابہ کرام نے ایسی مسجد کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ آج بھی جس مسجد سے علم مصطفیٰ کے انکار کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں' وہاں جانا اور اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کرانا کسی طرح بھی روا نہیں ہوسکتا۔ قرآنی حکم کا مبداء خاص ہوتا ہے حکم عام ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسی ہر مسجد سے پرہیز کرنا چاہیے' مسجد وہی مسجد ہے جس کی فضائیں' فضائل مصطفیٰ کے نغموں سے معمور رہتی ہیں۔ جس کے محراب و منبر سے آواز بلند ہوتی ہے۔

سب سے اولیٰ اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

☆ صحابہ کرام کا عقیدہ

صحابہ کرام حضور جان رحمت ﷺ کے علم و فضل کو ہر وقت سلام نیاز پیش کرتے تھے' کئی صحابہ کرام تو ایسے تھے جن کو ایمان حضور ﷺ کی شان علم دیکھ کر نصیب ہوا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فدیہ دینے سے انکار کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا چچا جان وہ سونے کی اینٹیں کہاں ہیں جو آپ بدر میں آتے وقت ہماری چچی ام فضل کو دے کر آئے تھے' وہ حیران ہوگئے کہ اس بات کا علم تو مجھے اور ام فضل کو حاصل تھا' حضور ﷺ کو کیسے ہوگیا' وہ آپ کا یہ علم دیکھ کر مسلمان ہوگئے۔

☆ حضرت سیدنا فاورق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قَامَ فِیْنَا النَّبِی ﷺ فَاَخْبَرَنا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ یعنی ایک دن ہمارے درمیان حضور انور ﷺ کھڑے ہوئے اور خلق کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام واقعات بیان کر دیئے۔ ﴿بخاری﴾

☆ ایسی ہی روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے فرماتے ہیں فَمَا تَرَکَ شَیْئًا اِلَّا ذَکَرَہ، آپ نے کوئی چیز نہ چھوڑی جس کا ذکر نہ فرما دیا' ﴿بخاری﴾

☆ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' حضور پرنور ﷺ نے نماز فجر سے لے کر نماز عشاء تک ایک خطبہ ارشاد فرمایا' درمیان میں نمازیں بھی ادا کرتے رہے۔ اس خطبے میں آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا ہے' سب کا علم عطا فرما دیا۔ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَمَا ھُوَ بِکَائِن'' ﴿مسلم﴾

حضرت اقبال نے بھی کیا خوب لکھا ہے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو' تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ' تیرے محیط میں حباب

حضرت امام بوصیری علیہ الرحمہ نے تو قلم توڑ دیا ہے۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَم

یارسول اللہ! یہ دنیا تو آپ کے جود و کرم کا ایک ذرہ ہے اور لوح و قلم کا علم تو آپ کے علوم کا ایک قطرہ ہے۔ ﴿قصیدہ بردہ شریف﴾

☆ رحمت' مختار ہے

حضور سراپا نور ﷺ رحمت ہیں' اس لئے مالک و مختار ہیں' رحمت بھی بے

اختیار ہوتو وہ کیسی رحمت ہے' اللہ کریم نے حضور رحمت عالم ﷺ کو تکوینی اور تشریعی اختیارات سے سرفراز فرمایا۔ نگاہ مصطفیٰ کے اشاروں سے سورج مقام عصر پر آ گیا' چاند دو ٹکرے ہوکر زمین پر آ گیا' درخت چلنا شروع ہو گئے' پتھر بولنے لگے جانوروں نے اطاعت اختیار کی' کھارے کنویں میٹھے ہو گئے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

اللہ اکبر! حضور رحمت عالم ﷺ کے اختیارات کے کیا کہنے! حضرت قتادہ کو آنکھ عطا کر دی' حضرت علی المرتضیٰ کی آنکھ تندرست کر دی' حضرت معاذ کا بازو جوڑ دیا' ایک اعرابی کی عرض پر بارش برسا دی' یہ حضور پرنور ہی ہیں جن کے اشارۂ ابرو پر کائنات میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک ہے وَاللّٰہِ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنَ الْاَرْضِ' خدا کی قسم! مجھے زمین کے سب خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں' ﴿بخاری﴾ اس طرح زمین و آسمان کی وسعتوں پر آپ کی حکومت و ریاست جاری و ساری ہے بلکہ آپ کے غلام اس کائنات کے وارث ہیں' آپ کا مقام کیا ہوگا۔ قرآن پاک میں ہے۔ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ' یہ زمین تو ہمارے نیک بندوں کی وراثت ہے۔

بس ایک اشارۂ ابرو سے حالت ہی بدل دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

☆ رحمت' حاضر و ناظر ہے

حضور سراپا نور ﷺ رحمت ہیں' اس لئے حاضر و ناظر ہیں' یاد رکھیں جہاں تک کسی کا تصرف کام کرتا ہے وہاں تک وہ حاضر ہوتا ہے۔ اور جہاں تک کسی کی نظر کام کرتی ہے وہاں تک وہ ناظر ہوتا ہے' اس اصول کے مطابق دیکھا جائے کہ کون سی جگہ ہے جہاں حضور پرنور ﷺ کا تصرف نہیں اور کون سا گوشہ ہے

جہاں آپ کی نظر نہیں' ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور سراپا نور ﷺ کا وجود اقدس' مزار پرانوار میں جلوہ فرما ہے اور آپ علم و فضل' جود و رحمت' رسالت و نبوت اور تصرف و اختیار کے اعتبار سے ہر جگہ پہ حاضر و موجود ہیں اور نظر کرم کے اعتبار سے ہر جگہ پہ ناظر و مشہود ہیں۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اور یہ پیارا رسول تم تمام پر گواہ ہے اور فرمایا وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ' اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے اور اس کا رسول بھی دیکھتا ہے۔

☆ ایک نفیس نکتہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ سے ارشاد فرمایا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ' وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ' یعنی اے محبوب! اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھنا' جو اپنے رب کو صبح و شام یاد کرتے ہیں' ﴿اور﴾ رب کی رضا چاہتے ہیں اور ان سے اپنی نگاہیں نہ پھیرنا۔ ﴿القرآن﴾

☆ یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرنے والے اور اس کی رضا چاہنے والے اربوں انسان دنیا کے ہزاروں مقامات پر موجود تھے ہیں' اور ہوں گے' اس آیت کی روشنی میں حضور پرنور ﷺ ان سب کے ساتھ ہیں اور ان پر اپنی نظر رحمت فرما رہے ہیں۔ بتایئے اور کسے حاضر و ناظر کہا جاتا ہے؟

☆ ان سے اپنی نگاہیں نہ پھیرنا' یہ حکم کیسا حسین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو اپنے محبوب پاک کی نگاہ رحمت کا محتاج بنایا ہے۔ جسے جو نعمت بھی ملتی ہے ان کی نظر کرم سے ملتی ہے۔

کون دیتا ہے' دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

☆ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ آیت کریمہ صحابہ کرام تک محدود تھی'

سارے زمانے اس کے حکم سے خارج ہیں، ہم جواباً عرض کریں گے کہ آپ کے اتنا کہہ دینے سے کوئی حکم مطلق، نہ تو محدود ہوگا اور نہ مخصوص ہوگا، اس کیلئے آپ کو کوئی نص قطعی پیش کرنا پڑے گی، جسے آپ قیامت تک پیش نہیں کر سکتے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی شان رحمت کو تسلیم کر لیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

☆ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفَعَ لِىَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى هُوَ كَائِنٌ" فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّىْ هٰذِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری دنیا کو اٹھا لیا، تو میں اس کی طرف اور اس میں موجود ہر چیز کی طرف اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

﴿کنز العمال، زرقانی﴾

اس حدیث پاک میں "فَاَنَا اَنْظُرُ" جملہ اسمیہ خبریہ ہے اور جملہ اسمیہ دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے، معلوم ہوا کہ حضور اس کائنات کو دوام وثبوت کے ساتھ مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ یہ ان کی شان ناظر ہے، صحیح مسلم شریف کی حدیث پاک ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِىَ الْاَرْضَ" اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا ہے، چنانچہ میں نے اس کی مشارق و مغارب کو دیکھ لیا، یہ ان کی شان حاضر ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے "اَنَا شَهِيْدٌ" عَلَيْكُمْ وَاِنِّىْ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِى الْاٰنَ، میں تمہارا شہید ہوں، اور میں یہاں سے اپنا حوض کوثر دیکھتا ہوں، لغات کی کتابیں اٹھائیں، شہید و شاہد کا معنیٰ ہی حاضر و ناظر بنتا ہے، ویسے حیرت ہے ان لوگوں پر جو سرکار کو حضور بھی کہتے ہیں اور آپکے حاضر ہونے کا انکار بھی کرتے ہیں۔

پھر دیکھئے سورج نصف النہار پر چمک رہا ہوتا ہے اور اس کی کرنیں ہر گھر میں پہنچ رہی ہوتی ہیں، حضور پرنور ﷺ رسالت کے سراج منیر ہیں، مقام خاص پر جلوہ فرما ہیں لیکن آپ کے نور سے پھوٹنے والے ایمان، اسلام، عرفان، توحید،

محبت' اطاعت' رسالت و نبوت اور رحمت و راحت کے اجالے ہر دل میں اتر رہے ہیں۔ زمانہ ان کی بارگاہ نور میں عرض گذار ہے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

☆ ایک اعتراض کا جواب

معترض یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر وہ حاضر و ناظر ہیں تو دکھائی کیوں نہیں دیتے' واہ رے کیا اعتراض ہے' اپنی نارسائی کا الزام بھی ان کی شان رحمت پر لگایا جا رہا ہے۔ اندھے کو اپنی آنکھوں کا علاج کروانا چاہیے' سورج کی روشنی پر الزام نہیں لگانا چاہیے' سورج آنکھ والوں کو دکھائی دیتا ہے' روشنی اہل نظر کو نظر آتی ہے۔ حضور پرنور ﷺ آج بھی نظر آتے ہیں لیکن دیکھنے کیلئے آنکھ شاہ جیلانی کی ہونی چاہیے' آنکھ مجدد الف ثانی' شیر ربانی اور شاہ لاثانی کی ہونی چاہیے' کیا امام سیوطی نے انہیں ۷۵ مرتبہ نہیں دیکھا' کیا امام شعرانی نے ان کے سامنے بیٹھ کر بخاری شریف نہیں پڑھی' کیا جامی کے قلب بے تاب کو ان کے دیدار سے تسکین نہیں ملی' کیا بوصیری کو ان کی زیارت سے شفاء نصیب نہیں ہوئی۔

خدا شاہد انہی کے نور کا ہر سو اجالا ہے
مگر وہ دل کے اندھوں کو نظر آیا نہیں کرتے
اگر ہو جذبۂ کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں' تڑپایا نہیں کرتے

☆ ایک شبے کا ازالہ

بعض حضرات کو یہ بھی پریشانی لاحق ہے۔ بلکہ ایک مولانا صاحب سے میری گفتگو ہوئی۔ وہ کہنے لگے کہ اگر شہید کا معنی حاضر و ناظر ہے تو پھر اس امت کو بھی ''شہید'' کہا گیا ہے' کیا یہ امت بھی حاضر و ناظر ہے۔ میں نے عرض کی

کہ ایک لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال ہوتا ہے تو اس کا معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہوگا' وہی لفظ نبی اکرم کیلئے استعمال ہوتا ہے تو اس کا معنیٰ نبی اکرم ﷺ کی شان کے مطابق ہوگا اور پھر وہی لفظ امت کیلئے استعمال ہوتا ہے تو اس کا معنیٰ امت کی شان کے مطابق ہوگا' خدا تعالیٰ کو نبی پر قیاس کرنا اور نبی کو امت پر قیاس کرنا دین کا جنازہ نکالنے کے مترادف ہے۔ میری اس اصولی گفتگو سے آپ قرآن کے متعدد مقامات سمجھ سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں' شہید' کا لفظ خدا کیلئے استعمال ہوا ہے' اور نبی کیلئے بھی استعمال ہوا ہے' کیا نبی' خدا کی طرح شہید ہے؟ میری اس گرفت سے مولانا صاحب پریشان ہو گئے۔

☆ سب سے بڑی بیماری

حضرات گرامی! معترضین کی سب سے بڑی بیماری صرف یہی ہے کہ وہ حضور پرنور ﷺ کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چونکہ وہ خود تو محدود فاصلے تک دیکھ سکتے ہیں اور بالکل مخصوص جگہ تک تصرف کر سکتے ہیں اس لئے انہوں نے خدا کے عالمگیر رسول کو بھی محدود فاصلے تک ناظر اور مخصوص جگہ تک حاضر سمجھ رکھا ہے۔ خدا ان کو ہدایت عطا کرے' وہ تمام جہانوں کی جان ہیں' روح روان ہیں' اور رحمت ذیشان ہیں۔ ہر زمانہ' ہر علاقہ' اور ہر طبقہ ان سے برابر فیضیاب ہو رہا ہے' حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں'' ﴿مسلم شریف﴾ اب جہاں جہاں آپ کی رسالت کارفرما ہے' وہاں وہاں تصرف بھی کام کر رہا ہے اور نظر بھی مشاہدہ کر رہی ہے۔

دم بدم پڑھو درود' حضرت بھی ہیں یہاں موجود
یعنی محمد مصطفےٰ' صلی علی محمد

پھر کلمہ طیبہ میں ''محمد رسول اللہ'' کا جملہ بھی ان کی شان حاضر و ناظر کو ظاہر کر رہا ہے۔ اس جملے کا ترجمہ ہے' محمد اللہ کے رسول ہیں' وہ آج بھی رسول ہیں'

دنیا کے ہر گوشے میں رسول ہیں، یہاں بھی رسول ہیں، وہاں بھی رسول ہیں، یہ ''ہیں'' کا لفظ آپ کو رسالت و نبوت، رحمت و رافت کے اعتبار سے ہر جگہ موجود قرار دے رہا ہے۔ نجانے یہ لوگ کلمہ پڑھ کر کیوں انکار کر دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں حضور سراپا نور ﷺ کا آن واحد میں لاکھوں قبور میں جلوہ گر ہونا اور نکیرین اور صاحبان قبور کے معاملات کو مشاہدہ کرنا آپ کی شان حاضر و ناظر کو ظاہر کرتا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ منکر اور نکیر آنِ واحد میں لاکھوں قبروں میں حاضر و ناظر ہوتے ہیں، ملک الموت آن واحد میں لاکھوں جانداروں کی جانیں قبض کرنے کیلئے ان کے پاس حاضر و ناظر ہوتا ہے، لیکن کسی صاحب کو کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی، توحید کے عقیدے میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، ایک سرور عالم ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے تو کئی چہرے تاریک ہو جاتے ہیں اور دلوں کی کدورت باہر نکل آتی ہے۔

☆ رحمت، قریب ہے

حضور سراپا نور ﷺ رحمت ہیں، اس لئے قریب ہیں، قریب ہیں تو آپ کو پکارنا بھی جائز ہے۔ بلکہ تقاضائے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یہ نبی اکرم ایمان والوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ﴿القرآن﴾ ''اَوْلٰی'' کا معنی اقرب بھی ہے، یہ معنیٰ مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے بھی تحذیر الناس میں درست قرار دیا ہے، پھر یہاں ایک بہت بڑے اشکال کا جواب بھی نکھر کر سامنے آ گیا، یہ جو کہا جاتا ہے کہ کسی بعید کو صیغہ خطاب سے نہیں بلانا چاہیے، ہم بھی کہتے ہیں چلو تمہاری شرط مان لی، ہم فرقہ بازی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم بھی کسی بعید کو صیغہ خطاب کے ساتھ نہیں بلاتے، ہم اسے بلاتے اور پکارتے ہیں جو ہماری جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اللہ اکبر! ہمارا رب، شہ رگوں سے بھی زیادہ قریب ہے اور ہمارا نبی جانوں

سے بھی زیادہ قریب ہے' اسی لئے ہم جہاں یارب العالمین کہتے ہیں' وہاں یارحمۃ للعالمین بھی کہتے ہیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضۂ اختیار میں

حضور اقدس ﷺ جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں' اسی لئے اہل ایمان ہر نماز میں انہیں اَلسَّلامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ' کی صورت میں سلام نیاز عرض کرتے ہیں۔ جب تک حضور اقدس ﷺ کو قریب جان کر صیغہ خطاب کے ساتھ سلام نہ عرض کیا جائے گا کسی بڑے سے بڑے مفتی کی نماز بھی قبول نہ ہوگی' ہمیں تعجب ہے کہ صیغہ خطاب کے ساتھ سلام عرض کرنا نماز میں جائز ہے تو نماز سے باہر کس طرح ناجائز ہوگیا۔ کیا اسلام کی سب سے بڑی عبادت بھی مسلمان کو شرک کا درس دے رہی ہے۔

ان عقل سے بیگانہ انسانوں کو خبر ہی نہیں کہ نماز بھی دراصل محبوب کے ساتھ رشتۂ وفا کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے عین عبادت خدا میں ذکر مصطفٰے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

مقصد یہی ہے سلسلۂ قیل و قال کا
ہوتا رہے بیان ترے حسن و جمال کا

☆ رحمت' مہربان ہے

حضور سراپا نور ﷺ رحمت ہیں' اس لئے اپنی امت کیلئے بالخصوص اور تمام بنی نوع انسانیت بلکہ سب مخلوقات کیلئے مہربان ہیں۔ قرآن پاک نے کیا خوب شان کرم بیان فرمائی۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ" مِنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ" عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ" عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ" رَّحِیْمٌ" اللہ اکبر! یہ ایسی عظمت و رفعت والا مہربان رسول ہے

جسے اپنی امت کا تکلیف میں مبتلا ہونا ہرگز گوارا نہیں' جو اپنی امت کیلئے بہتری کا حریص ہے اور جو ایمان والوں کیلئے سراسر رافت اور سراپا رحمت بن کر آیا ہے۔ یہی وہ رسول ہے جو گالیاں سن کر بھی مسکراتا رہا' جو پتھر کھا کر بھی قریب ہوتا رہا' یہی وہ محبوب ہے جسکے راستے میں کنویں کھودنے والے' کانٹے بچھانے والے' معاشرتی بائیکاٹ کرنے والے جب معافی کے خواستگار ہوئے تو اس نے فوراً سب کو معاف کر دیا۔ بچھڑے ہوؤں کو سینے سے لگا لیا' کائنات کے بڑے بڑے مصائب بھی اس کے حلم اور عفو کو نہ جھکا سکے۔ یہ سب کیلئے مغفرت کی دعائیں ہی مانگتا رہا۔ سب رشتہ دار انسان کو اندھیری قبر میں ڈال کر آ جائیں گے' کوئی اس کا پرسان حال نہ ہوگا' ایک یہی مہربان ہے جو اس کی اندھیری قبر کو روشنی دینے کیلئے جلوہ گر ہو جائے گا اور اس کے تمام غم غلط ہو جائیں گے۔

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی
خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

حضرات محترم! جب ہمارا غمخوار آقا اتنا مہربان ہے تو کیوں نہ ہم اس کی وفاداری اور رضا مندی میں ساری عمر بسر کریں' اسی کی تہذیب کو دیکھیں اور اسی کے تمدن کو اختیار کریں' اسی کی رضا کے مطابق لباس' زبان' اور انداز حیات کو فروغ دیں' اتنے کریم محبوب کا دروازہ چھوڑ کر مغربی کلچر اور ہندی رواج کو اپنانا کتنی بڑی ناعاقبت اندیشی ہے۔ اے مرد مسلمان! ذرا خیال کر' اللہ پاک نے تجھے کتنی حسین نسبت سے سرفراز کیا ہے' تو بلندیوں پر چمکنے والا ستارہ ہوکر کیوں اغیار کی راہ کا ذرہ بننے کیلئے بے تاب ہے۔

تو میر لشکر تو مرد میداں
نوری' حضوری' تیرے سپاہی

کچھ قدر تو نے اپنی نہ جانی
یہ بے سوادی' یہ کم نگاہی

آج بھی اگر ہم رحمت عالم ﷺ کی غلامی میں زندگی گذرانا اپنا سامان فخر سمجھ لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ صدیوں کا زوال نہ ختم ہو سکے' ہمارا رسول عالمگیر رحمت بن کر تشریف لایا' لہٰذا ہماری سوچ عالمگیر ہونی چاہیے' اللہ ذوالجلال کے عذاب میں گرفتار قوموں کا انداز حیات اپنانا عالمگیر معاشرت کے ایک فرد کی شان کے خلاف ہے۔

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب پر نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ الْمُبِيْن

☆☆☆

○❖○

ہر دل نے شفا پائی سرکار کی گلیوں میں

رحمت کی گھٹا چھائی سرکار کی گلیوں میں

پرکیف نظارے ہیں انوار کے دھارے ہیں

جنت بھی ہے شرمائی سرکار کی گلیوں میں

مجرم تھا مگر پھر بھی سرکار نے بخش دیا

تقدیر اٹھا لائی سرکار کی گلیوں میں

سب بھول گئے رشتے سب ٹوٹ گئے ناطے

دیکھی جو پذیرائی سرکار کی گلیوں میں

سوچوں نے سکوں پایا جذبوں کو قرار آیا

جب آنکھ ہے بھر آئی سرکار کی گلیوں میں

مولا میں سما لاؤں آنکھوں میں حسین منظر

دے ذوقِ تماشائی سرکار کی گلیوں میں

سب بغض کے بت ٹوٹے، نفرت کے صنم چھوٹے

ہرجائی ہوئے بھائی سرکار کی گلیوں میں

آدم بھی فرشتہ بھی، سلطان بھی منگتا بھی

کرتے ہیں جبیں سائی سرکار کی گلیوں میں

ہر جان نے کھولا ہے دامانِ طلب اپنا

ہر روح تمنائی سرکار کی گلیوں میں

محبوب کی چوکھٹ پر جھکنے کا صلہ دیکھو

ہر سر ہے ہما لائی سرکار کی گلیوں میں

حضور سراپا نور

○❖○

دنیا میں پاسدار رسالت رسول کی
عقبیٰ میں غمگسار شفاعت رسول کی

ان کے بغیر منزلِ مقصود کیا ملے
واجب ہے ہر بشر پہ اطاعت رسول کی

مرسل بھی منتظر ہیں اٹھے چشمِ نازنیں
خلقت بھی ڈھونڈتی ہے زیارت رسول کی

عرشِ بریں ہے جلوہ گہ مسند رسول
دیکھی ہے روز حشر وجاہت رسول کی

ان کی نگاہ سے ہوا گردش میں جام جام
غالب ہے میکشوں پہ کرامت رسول کی

ذکرِ رسول جس کے لبوں پہ ہے بار بار
اس پر ہے بار بار عنایت رسول کی

ان کی سخا ہے قصرِ دنیٰ سے ثریٰ تلک
ہر شے کو جانتی ہے بصارت رسول کی

جن کے دلوں میں شاہِ مبشر کی یاد ہے
ان کو نصیب ہوگی بشارت رسول کی

جب بھی غلامِ در نے پکارا ہے "یا رسول"
فوراً ملی جہاں میں حمایت رسول کی

■■■

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْر" وَّکِتَاب" مُّبِیْن"

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم الامین

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات والا تبار! آج کی اس نورانی تقریب میں ہم حضور سراپا نور ﷺ کے نور پاک کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ مولا کریم حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب سے پہلے اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی محتشم' نور مجسم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں' آپ کا نور ہونا بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور بشر ہونا بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے' جو آدمی آپ کی نورانیت کا انکار کرتا ہے' وہ بھی قرآن و حدیث کا منکر ہے اور جو آدمی آپ کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ بھی قرآن و حدیث کا منکر ہے' آپ کا نکاح فرمانا' اولاد پیدا کرنا' کھانا اور پینا' آپ کے دندان مبارک سے خون کا جاری ہونا' سونا' آرام فرمانا' حضرت آمنہ کی آغوش رحمت میں تشریف لانا' بشریت کی دلیل ہے اور معراج کی رات بن سنور کر' عرشوں کی سیر کرنا اور لامکانوں پر جلوہ گر ہونا اور سر کی آنکھوں سے جلوۂ کبریائی کو مشاہدہ کرنا اور آن واحد میں واپس آجانا' وصال کے روزے رکھنا' بغلوں اور دانتوں سے نور کے اجالے پھوٹنا' جسم بشریت کا بے سایہ ہونا' نورانیت کی دلیل ہے۔

وہ نور ایسے کہ نوریوں میں مثال ان کی محال دیکھی
بشر بھی ایسے کہ بزم امکاں میں کوئی ان سا بشر نہیں ہے

☆ ایک شبے کا ازالہ

عقل نارسا کی طرف سے ایک شبہ وارد ہوسکتا ہے وہ یہ کہ حضور سراپا نور ﷺ اندر سے نور اور باہر سے بشر ہوں تو کیا ان کے باطن اور ظاہر میں تضاد رونما نہیں ہو جائے گا۔ یہ عقل پرستوں کا گویا سب سے بڑا عقلی اعتراض ہے ہم کہتے ہیں کہ باطن اور ظاہر میں تضاد اس وقت رونما ہوگا جب نورانیت اور بشریت دو متضاد چیزیں ہوں۔ کیا کوئی انسان قرآن و حدیث سے ثابت کرسکتا ہے کہ نورانیت کا متضاد بشریت ہے؟ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی لاؤ کوئی دلیل اگر تم سچے ہو اگر نورانیت کا متضاد بشریت ہوتا تو آیت کریمہ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ یعنی اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے جو انہیں ظلمتوں سے نور کی طرف نکالتا ہے کچھ اس طرح ہونی چاہیے تھی يُخْرِجُهُمْ مِنَ الْبَشَرِيَّةِ إِلَى النُّوْرِ یعنی بشریعت سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نورانیت کا متضاد ظلمت ہے۔ بشریت ہرگز نہیں۔ لہٰذا حضور سراپا نور ﷺ کے باطن اور ظاہر میں کوئی تضاد نہیں

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ
بَلْ هُوَ يَاقُوْتٌ بَيْنَ الْحَجَرِ

حضور محمد مصطفٰے ﷺ بے مثال بشر ہیں پتھروں میں یاقوت بھی پتھر ہے لیکن اس کی کوئی مثال نہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کی عالم بشریت میں کوئی مثال نہیں۔

☆ قرآن پاک سے استدلال

اللہ کریم نے حضرت جبریل امین کے بارے میں لفظ ''بشر کامل'' استعمال فرمایا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا اب حضرت جبریل امین کی نورانیت کے بارے میں تو

کسی کو کوئی اشکال نہیں' قرآن پاک حضرت جبریل امین کو بشر کامل کہہ دے تو ان کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں آتا' حضور سراپا نور ﷺ کو بشر کامل کہہ دے تو ان کی نورانیت میں کیا فرق آ سکتا ہے۔ پھر حدیث احسان میں حضرت جبریل کیلئے "رَجُل"" یعنی مرد کامل کا لفظ استعمال ہوا ہے کیونکہ وہ ایک مرد کامل کے روپ میں جلوہ گر ہوئے اور حضور ﷺ کے سامنے دو زانو ہو کر ایمان' اسلام اور احسان کے بارے میں سوالات پوچھے' وہ اس وقت بھی حقیقت میں نور تھے لیکن ظاہریت میں رجل اور بشر تھے۔ یہی معاملہ حضور ﷺ کے حق میں تسلیم کرلیا جائے تو کیا استحالہ ہے۔ آپ کی آمد آمد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کریم نے آپ کیلئے "نور" کا لفظ استعمال فرمایا ہے بلکہ قرآن پاک میں تین مقامات ایسے ہیں جہاں آپ کیلئے نور کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

☆ مقام اول

اللہ رب العزت نے فرمایا قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْر" وَّ کِتَاب" مُّبِیْن" یعنی بیشک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب آئی۔ ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امت مرحومہ کے تمام جلیل القدر مفسرین اور مفکرین نے نور سے مراد ذات مصطفیٰ کو لیا ہے۔

☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "نُوْر" رَسُوْل" یَعْنِی مُحَمَّداً" یعنی نور سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات رسالت مآب ہے" ﴿تفسیر ابن عباس ص ۷۲﴾

☆ حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّد" ﷺ ﴿تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۹۵﴾

☆ حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "نُوْر" یَعْنِی مُحَمَّداً ﷺ اِنَّمَا سَمَّاهُ اللّٰهُ نوراً" یعنی نور سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

ان کا نام نور رکھا ہے'' ﴿تفسیر خازن ج ا ص ۴۴۷﴾

☆ حضرت امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''نُوْر'' یُرِیْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّداً ﷺ ﴿تفسیر بیضاوی ص ۹۶﴾

☆ حضرت امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مِنَ اللّٰهِ نُوْر یَعْنِیُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّداً'' ﴿تفسیر ابن جریر ج ٦ ص ۹۲﴾

☆ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''نُوْر'' هُوَ النَّبِیَ'' ﷺ'' ﴿تفسیر جلالین ص ۹۷﴾

☆ اسی طرح امام اسماعیل حقی، امام محمود آلوسی، امام معین الدین کاشفی، علامہ ثناء اللہ پانی پتی، امام احمد الصاوی، امام محمد شربینی، امام ابوالبرکات نسفی، امام ابو السعود، علامہ جمال الدین القاسمی جیسے مفسرین قرآن نے بھی نور سے ذات مصطفےٰ کو مراد لیا ہے۔

☆ غیر مقلدین کے امام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی لکھا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کا نور، محمد ﷺ اور روشن کتاب، قرآن شریف آئی۔

﴿تفسیر ثنائی سورۃ المائدہ ص ۱۱﴾

☆ غیر مقلدین کے امام مولوی وحید الزماں نے بھی نور سے مراد ''حضرت محمد یا دین اسلام'' رقم کیا ہے۔ ﴿تبویب القرآن ص ۱۴۹﴾

☆ غیر مقلدین کے امام مولوی سلمان منصور پوری نے بھی لکھا ہے'' اس آیت میں وجود باجود نبی کریم ﷺ کو نور بتلایا گیا ہے'' ﴿شرح اسماء الحسنیٰ ص ۱۵۱﴾

نیز لکھا ہے ''اللہ تعالیٰ نور ہے، اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا''

﴿ایضاً ص ۱۵۳﴾

☆ اسی طرح نواب صدیق حسن بھوپالی، حافظ محمد لکھوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی شبیر احمد عثمانی، مولوی ادریس کاندھلوی، مولوی مشتاق احمد دیوبندی جیسے لوگوں نے بھی حضور پرنور ﷺ کی ذات پاک کو نور تسلیم کیا ہے۔

☆ مقام دوم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ'' اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ...... اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا' اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے' وہ چراغ ایک فانوس میں ہے' وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے۔ موتی سا چمکتا' ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ میں مثل نورہ سے مراد ذات مصطفےٰ ﷺ ہے۔

☆ حضرت امام علی بن محمد خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مَثَلُ نُوْرِهٖ وَقِيْلَ هُوَ مُحَمَّدٌ'' ﷺ ﴿تفسیر خازن ج۵ ص۶۳﴾

☆ حضرت امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مَثَلُ نُوْرِهٖ مَثَلُ مُحَمَّدٍ ﷺ'' ﴿تفسیر ابن جریر ج۱۸ ص ۹۵﴾

☆ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مَثَلُ نُوْرِهٖ مَثَلُ مُحَمَّدٍ ﷺ'' ﴿تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۴۹﴾

☆ حضرت امام ابومحمد بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مَثَلُ نُوْرِهٖ وَقَالَ سَعِيْدُ ابْنُ جُبَيْرٍ والضَّحَاكُ هُوَ مُحَمَّدٌ'' ﷺ'' ﴿تفسیر معالم التنزیل ج۵ ص۶۳﴾

☆ حضرت امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مَثَلُ نُوْرِهٖ اَیْ نُوْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ'' ﴿کتاب الشفاء ج۱ ص۱۰﴾

☆ حضرت امام خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''وَالْمَعْنٰى مَثَلُ نُوْرِهٖ اَیْ نُوْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ'' ﴿نسیم الریاض ج۱ ص۱۱۰﴾

غیر مقلد مولوی حافظ محمد لکھوی نے لکھا ہے۔

ابن عباس تے کعب احباروں وچہ معالم لیایا
جو نور اللہ دا نبی محمد سینہ طاق ٹھہرایا

تے دل اوسدا قندیل جو شیشہ اندر طاق ٹکایا
تے دیوا نور نبوت دل وچ رکھ نبوت آیا

☆ مقام سوم

اللہ رب العزت نے فرمایا ''وَدَاعِياً اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجاً مُنِيْراً'' آپ اللہ کے حکم سے اس کی طرف ﴿لوگوں کو﴾ بلانے والے اور چمکا دینے والا آفتاب ہیں' ﴿القرآن﴾ یہ آیت کریمہ تو بالکل واضح ہے کہ جہاں آفتاب نور سے مراد ذات مصطفےٰ ہے۔ حضرت امام محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

☆ ''سُمِّیَ السِّرَاجَ لِاَنَّ السِّرَاجَ الْوَاحِدَ يُؤْخَذُ مِنْهُ السِّرَاجُ الْكَثِيْرُ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ ضَوْئِهٖ یعنی آپ کا نام سراج اس لئے رکھا گیا کہ جیسے ایک سراج سے کئی سراج ﴿چراغ﴾ روشن کئے جاسکتے ہیں اور پہلے کی روشنی ہرگز کم نہیں ہوتی ﴿زرقانی ج ۳ ص ۱۷۱﴾

فَجَاءَ مُحَمَّد سِرَاجاً مُنِيْراً
فَصَلُّوْا عَلَيْهِ. كَثِيْراً كَثِيْراً

☆ حضور سراپا نور کی گواہی

حضرات محترم! قرآن پاک نے آپ کی ذات گرامی صفات کو ''نور'' کے مبارک اور روشن نام سے یاد کیا ہے۔ اب خود زبان نبوت سے سن لیں' حدیث پاک ہے۔

☆ اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ وَبُشْرىٰ عِيْسىٰ علیہ السلام وَرَأَتْ اُمِّیْ حِيْنَ حَمَلَتْ بِیْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْر'' اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّام' یعنی میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی امی جان کا خواب ہوں' جب مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان سے نور کا ظہور ہوا ہے' جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔ ﴿مشکوٰۃ ص ۵۱۳' دارمی ج ۱ ص ۱۷﴾

☆ ''اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ'' اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا'' ﴿زرقانی ج ا ص ۳۷﴾

☆ اِنَّ اللّٰہ تَعَالیٰ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیّکَ مِنْ نُوْرِہٖ' یعنی اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور' اپنے نور سے پیدا فرمایا ﴿زرقانی ج ا ص ۴۹' نشر الطیب ص ۵﴾

نور نبی دا روشن آہا آدم اجے نہ ہویا
اول' آخر دو ہیں پاسے اوہو مل کھلویا

گویا' نہ عرش تھا...... نہ فرش تھا' ...... نہ زمین تھی ...... نہ آسمان تھا ...... نہ لوح تھی ...... نہ قلم تھا ...... نہ جنت تھی نہ دوزخ تھی ...... جن و بشر تھے ...... نہ حور و ملک تھے ...... نہ دریاؤں کی موجیں تھیں ...... نہ صحراؤں کی وسعتیں تھیں ...... ہر چیز کالعدم تھی' بس خدا تھا یا اس کے بنانے سے نور مصطفیٰ تھا۔

فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے
بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

☆ ایک وہم کا ازالہ

ایک مولانا صاحب' کالج میں ہمیں پڑھایا کرتے تھے' ان کی ''عادت شریفہ'' تھی کہ وہ اپنے ہم مسلک طلباء کو تیار کرتے کہ کمرۂ جماعت میں اختلافی مسائل پر سوالات کیا کریں' ان کے ہم مسلک طلباء انکے رٹائے ہوئے سوالات پوچھتے تو وہ اپنے مسلک کے مطابق جواب دیتے' اس طرح حضور ﷺ کی محبت و الفت سے لبریز طلباء پریشان ہو جاتے۔ یہی ان کا مشن تھا کہ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاس' لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالے جائیں' سو وہ اپنا کام سر انجام دے رہے تھے۔ ایک دن ایک طالب علم نے نور مصطفیٰ کے بارے میں سوال کر دیا' وہ مولانا فرمانے لگے' یہ تو حلوہ کھانے کا ایک بہانہ ہے' حضور کو نور

ماننا، اہل اسلام کا عقیدہ نہیں، الحمدللہ! میں نے اٹھ کر جواب دیا کہ ''جناب! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، آپ کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب نشرالطیب میں حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے'' کیا مولانا اشرف علی تھانوی صاحب بھی حلوہ کھانے کے چکر میں تھے، اور اہل اسلام کے عقیدے کے خلاف چل رہے تھے'' اب وہ بری طرح پھس گئے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اپنے مولوی کی عزت وحرمت، اللہ اور اس کے محبوب سے زیادہ ہے۔ جلال میں آ کر فرمانے لگے، تم نے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا حوالہ کیوں دیا ہے، میں نے کہا ''انہوں نے کتاب کیوں لکھی ہے'' خیر بات چلتی رہی، دوران گفتگو انہوں نے ایک وہم کا اظہار کیا کہ ''اگر تم سچے ہو تو صحاح ستہ سے کوئی حدیث پیش کرو، جس میں حضور کی نورانیت کا بیان ہو'' میں نے حدیث مبارک پڑھ دی، ترمذی شریف میں ہے کہ كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی میں موجود تھے، میں نے کہا جناب! ابھی بشرِ اوّل کا خمیر بھی تیار نہیں ہوا تھا تو حضور نبی تھے، بتایئے اس وقت کیا تھے؟ اس سوال نے مولانا صاحب کے بارہ بجا دیئے۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں، اسے منظور بڑھانا، تیرا

حضرات محترم! اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے، میرا نبی نور بن کر آیا، خود نبی محترم اعلان فرما رہے ہیں، میں نور ہوں، آپ کی والدہ ماجدہ فرما رہی ہیں خَرَجَ مِنِّيْ

نُوْر' مجھ سے نور خارج ہوا' آپ کی زیارت کرنے والے صحابہ کرام فرما رہے ہیں' حضور' نور ہیں' کیا حضرت کعب بن زہیر ﷺ نے نہیں فرمایا
اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْر" یُسْتَضَاءُ بِهٖ' بیشک یہ رسول کریم نور ہیں' اتنی عظیم شہادتوں کے ہوتے ہوئے بھی کوئی انسان حضور کو نور نہ جانے تو واقعی اسکا کوئی علاج نہیں۔

☆ ایک اور وہم کا ازالہ

اب یہاں ایک وہم پیدا ہوتا ہے۔ نور' ہیں لیکن نور معنوی ہیں' نور حسی نہیں ہیں' ہم کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ' آپ کیلئے مطلقاً نور کا لفظ استعمال فرما رہا ہے تو منکرین کو اپنے پاس سے ''معنوی'' کا اثبات اور ''حسی'' کا انکار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ قرآن میں تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کہیں فرمایا ہے قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْر" مَعْنِوِی"اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ''معنوی نور'' آیا' کیا حضور سراپا نور ﷺ نے کہیں فرمایا ہے'' اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے ''معنوی نور'' کو پیدا کیا' اگر ایسی کوئی دلیل نہیں تو کیوں خود ساختہ بات کرتے ہو۔

خود بدلتے نہیں قرآن بدل دیتے ہیں

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے مطلقاً نور کا لفظ استعمال فرمایا تو ہمیں بھی آپ کو نور ہی کہنا چاہیے۔ مطلقاً لفظ نور میں نورایت معنوی بھی بیان ہو جاتی ہے اور نورانیت حسی بھی بیان ہو جاتی ہے۔

☆ حضور سراپا نور کا نورِ حسّی

حضور سراپا نور ﷺ کا نور معنوی یعنی نور ہدایت' نور عرفان' نور رسالت وغیرہ ہونا تو اختلافی بات نہیں۔ یہ ''منکرینِ نور'' بھی مانتے ہیں۔ آپ ''نورانیت حسی'' کے مالک بھی ہیں۔ یہ صرف اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ اس عقیدے پر بہت سے دلائل روشن ہیں' مثلاً حضور سراپا نور ﷺ کے جسم اقدس کا سایہ نہیں' یہ

صحابہ سے مروی ہے اور امت کے کثیر ترین علماء کا نظریہ ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب نے بھی اسے تسلیم کیا ہے کہ آپکے جسم کا سایہ نہیں تھا۔ پھر آپ کا نور آفتاب و ماہتاب پر غالب آ جاتا تھا' آپ کے دندان مبارک سے نور کی شعاع خارج ہوتی تھی' آپ کی بغلوں سے نور کی سفیدی جھلکتی تھی' آپ کے چہرۂ انور کی روشنی سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔

حضرت انس ﷜ فرماتے ہیں۔

☆ ''لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَضَاءَ مِنْهَا کُلُّ شَیْئٍ' جس دن آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ کے نور سے ہر چیز روشن ہو گئی'' ﴿ابن ماجہ ص ۱۱۹﴾

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں۔

☆ ''اِذَاضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَتَلَاْ لَاءُ فِی الْجُدُرِ''جب آپ مسکراتے تو آپکے نور سے دیواریں چمک اٹھتیں'' ﴿خصائص الکبریٰ ج۱ص ۸۴﴾

☆ انہی کا بیان ہے' کَانَ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ' آپ کے چہرے میں سورج چمکتا ہوا معلوم ہوتا تھا' ﴿ترمذی ج۲ ص ۲۰۵﴾

☆ حضرت علی المرتضیٰ ﷜ فرماتے ہیں کَانَ عَرَقُ وَجْهِهٖ اللُّؤْلُؤُ آپ کے چہرے کا پسینہ چمکدار موتی ہوتا تھا۔ ﴿دلائل النبوۃ ج۱ص ۱۸۷﴾

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی' بڑی تلاش کے باوجود نہ مل سکی تو اتنے میں حضور سراپا نور تشریف لے آئے' فَتَبَیَّنَتِ الْاُبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ' پھر آپ کے چہرہ انور کی شعاع نور سے سوئی نظر آ گئی۔ ﴿خصائص کبریٰ ج۱ص ۱۵۶﴾

☆ انہی سے مروی ہے کہ کُنْتُ اُدْخِلُ الْخَیْطَ فِی الْاِبْرَةِ حَالَ الظُّلْمَةِ لِبَیَاضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' یعنی میں آپ کی نورانیت کی بدولت تاریک رات میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی' ﴿خصائص کبریٰ ج۱ص ۱۵۶﴾

نور ازلی چمکیا' غائب اندھیرا ہوگیا
کملی والے آگئے' ہر تھاں سویرا ہوگیا

☆ کتنی عجیب بات ہے

حضور ﷺ کے نور مبارک کا انکار کرنے والے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین دونوروں والا مانتے ہیں' غار حرا کو جبل نور تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن کے صفحات کو نور سمجھتے ہیں' دودھ تک کو نور تصور کرتے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کو نور ماننے کیلئے تیار نہیں' جس کیلئے ساری کائنات کو پیدا کیا گیا' اسی محبوب کی شان و عظمت کو نہ مان کر کس ایمان کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور کون سے اسلام کی محبت دکھائی جاتی ہے' آیئے حضور سراپا نور ﷺ کی عظمتوں کو سلام نیاز پیش کریں اور اپنے قلب و ضمیر کو نور ہدایت سے معمور کرلیں۔

دونوں عالم میں تجھے مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لو' جن کا محمد نام ہے

☆ نور مصطفٰے کا سفر

حضرات محترم! یہاں تک تو ہم صرف نور مصطفٰے کی حقانیت ثابت کر رہے تھے۔ آیئے اب نور مصطفٰے کا ارتقائی سفر بھی بیان کرتے جائیں۔ اللہ اکبر' یہ نور' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں موجود تھا۔ اور ہزاروں سال پہلے موجود تھا' بلکہ اس وقت بھی موجود تھا جب ابھی ماہ و سال کے قافلے تیار نہیں ہوئے تھے' سورج' چاند اور ستاروں کی منزلیں متعین نہیں ہوئی تھیں۔ یہ نور ایک روشن ستارے کی صورت میں جلوہ گر تھا جسے حضرت جبریل امین نے ستر ہزار کے وقفوں کے بعد بہتر ہزار مرتبہ مشاہدہ کیا' یہ روایت حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری نے بھی اپنی کتاب تاریخ کبیر میں نقل فرمائی ہے۔

محمد سر وحدت ہے رمز اس کی خدا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

یہ وہی نور مبارک ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے موجود تھا' حدیث پاک ہے۔

☆ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفِ عَامٍ'
یعنی میں آدم علیہ السلام کے پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے پاس ایک نور تھا' ﴿زرقانی ج۱ص۴۹' نشر الطیب ص۷﴾

اللہ رب العزت نے اس مخلوق اول کے ظہور کیلئے اس ساری کائنات ارضی وسماوی کا اہتمام فرمایا۔ حدیث قدسی ہے۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ' اگر میں تمہیں پیدا نہ کرتا تو تمام افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ یہ دنیا وجود میں آئی ہے تو وجود مصطفٰے کا صدقہ وجود میں آئی ہے۔ امام بوصیری کہتے ہیں۔

وَکَیْفَ تَدْعُوْا اِلَی الدُّنْیَا ضُرُوْرَةُ مَنْ
لَوْلَاہُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمِ

حضرت اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو' تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

اللہ اللہ! اسی نور مبارک کی بدولت' باغ عالم میں بہار آئی' عرش اعظم کو قرار نصیب ہوا' لوح وقلم کو وجود حاصل ہوا' زمین وآسمان کی رونقیں نمودار ہوئیں۔

محمد کی جلوہ نمائی نہ ہوتی
تو دارین میں روشنائی نہ ہوتی

اگر اس محفل ارض و سما میں شور لولاک لما نہ سنائی دیتا تو ستاروں' سیاروں' گلزاروں اور کہکشاؤں کے مرحلے تعمیر نہ کیے جاتے۔ بلکہ حقیقت تو یہاں تک دہائی دے رہی ہے کہ اگر اس نور مبارک کی جلوہ نمائی نہ ہوتی تو خدا اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ فرماتا۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ ہوں' عالم نہ ہو' گر وہ نہ تھے' عالم نہ تھا

☆ حضرت آدم کی تخلیق

حضرات محترم! اللہ رب العزت نے اس نور مبارک کو اس عالم اسباب میں بھیجنے کیلئے اشرف المخلوقات کو تخلیق فرمایا۔ دیکھئے' اعلیٰ دولت رکھنے کیلئے اعلیٰ مقام کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ جس برتن میں دودھ ڈالنا ہو' اسے کتنے اہتمام سے خریدا جاتا ہے' کتنی احتیاط سے رکھا جاتا ہے' اس کی صفائی ستھرائی کے کیسے انتظام کیے جاتے ہیں' یہ نور پاک' اللہ تعالیٰ کی سب سے حسین مخلوق تھا' اسلئے اسے ارسال کرنے کیلئے ''احسن تقویم'' کو پیدا کیا گیا' یعنی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا' انہیں' امامت' نبوت' رسالت' خلافت' سیادت' وجاہت کی دولتیں عطا کی گئیں' فرشتوں کو ان کے قدموں پر جھکایا گیا' علم و فضل کے زیور سے آراستہ کیا گیا' حسن و جمال کی رعنائیاں عنایت کی گئیں' اور ساری کائنات کو ان کے اشارۂ ابرو کا محتاج بنایا گیا' یہ چاند' یہ سورج' یہ بادل' یہ گھٹائیں' یہ مخمور فضائیں' یہ مدہوش صحرا' یہ پرجوش سمندر ان کے تصرفات کی جولانگاہ بنائے گئے' ہر چیز کو ان کے سامنے مسخر کر دیا گیا' واقعی نور مصطفیٰ کے امانتدار کی یہی شان ہونی چاہیے۔

☆ عرش پر نام محمد مصطفیٰ

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے روایت نقل کی ہے' جسے امام حاکم نے بھی صحیح روایت قرار دیا ہے۔

''حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پاک پر نام محمد ﷺ کو لکھا ہوا دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے آدم! اگر یہ محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا''

☆ حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے کہ ''بیشک فرشتوں کو جو حکم دیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو' تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اِنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ ﷺ کَانَ فِیْ وَجْھَةِ آدَمَ بیشک نور مصطفیٰ حضرت آدم کی پیشانی مبارک میں چمک رہا تھا'' ﴿تفسیر کبیر' جواہر البحار ص ۱۵۳﴾

☆ حضرت امام ابوالحسن البکری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم کی پیشانی مبارک میں جو نور مصطفیٰ چمک رہا تھا تو اس کی نورانیت سے آسمان اور اس کے پائے اور عرش و کرسی' روشن تھے' ﴿الانوار و مصباح السرور والافکار ص ۶﴾

☆ حضرت امام ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا تو اس نور مبارک کو ان کی پشت مبارک میں ودیعت فرمایا' آپ نے پرندوں کے چہچہانے کی آواز سماعت فرمائی' پوچھا اے اللہ! یہ آواز کیسی ہے' فرمایا' یہ خاتم الانبیاء کی تسبیح ہے' جو تیری پشت مبارک سے ظاہر ہوگا' اور میں اسے پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل کروں گا'' ﴿بیان المیلاد النبوی ص ۲۰﴾

حضرات محترم! کیا کیا بیان کیا جائے' اس نور اقدس کی برکتوں سے حضرت آدم علیہ السلام مستفیض ہوتے رہے' پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اس نور مبارک کی امانت کا سلسلہ نور آگے بڑھانے کیلئے حضرت سیدہ حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیدا فرمایا۔ ان کا نکاح حضرت آدم سے ہوا تو مہر کیا مقرر ہوا' اللہ اکبر' فرمایا اے آدم! میرے حبیب پر بیس مرتبہ درود پاک پڑھو' یہی تیرا مہر ہے۔ ﴿مدارج النبوۃ ج ۲﴾

ص ۴ ﷺ اسی نور مبارک کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت ابوالبشر علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام کے گھر حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہ نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکنے لگا' اور ان کو کرامات و مقامات سے سرفراز فرمانے لگا۔ یہ نور مبارک حضرت شیث سے چلا تو حضرت انوش کے پاس آیا...... پھر حضرت قینان کے پاس آیا پھر حضرت مہلائیل کے پاس آیا...... پھر حضرت ادریس کے پاس آیا ...... پھر حضرت لامک کے پاس آیا ...... پھر حضرت نوح کے پاس آیا ...... پھر حضرت سام کے پاس آیا...... پھر حضرت ارفخشذ کے پاس آیا...... پھر حضرت ہود کے پاس آیا...... پھر حضرت قینان کے پاس آیا...... پھر حضرت شالخ کے پاس آیا ...... پھر حضرت عابر کے پاس آیا...... پھر حضرت فالغ کے پاس آیا...... پھر حضرت اشروع کے پاس آیا...... پھر حضرت ارغو کے پاس آیا...... پھر حضرت ساروغ کے پاس آیا...... پھر حضرت ارناحور کے پاس آیا...... پھر حضرت تارخ کے پاس آیا...... پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آیا...... پھر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے پاس آیا...... پھر حضرت قیدار کے پاس آیا...... پھر حضرت حمل کے پاس آیا...... پھر حضرت ثابت کے پاس آیا...... پھر حضرت یسع کے پاس آیا...... پھر حضرت اد کے پاس آیا...... پھر حضرت عدنان کے پاس آیا...... پھر حضرت معد کے پاس آیا...... پھر حضرت نزار کے پاس آیا...... پھر حضرت مضر کے پاس آیا ...... پھر حضرت الیاس کے پاس آیا...... پھر حضرت مدرکہ کے پاس آیا...... پھر حضرت خزیمہ کے پاس آیا...... پھر حضرت کنانہ کے پاس آیا...... پھر حضرت نضر کے پاس آیا...... پھر حضرت مالک کے پاس آیا... پھر حضرت فہر کے پاس آیا ...... پھر حضرت غالب کے پاس آیا ...... پھر حضرت لوئی کے پاس آیا...... پھر حضرت کعب کے پاس آیا...... پھر حضرت مرہ کے پاس آیا...... پھر حضرت کلاب کے پاس آیا...... پھر حضرت قصیٰ کے پاس آیا...... پھر حضرت عبدالمناف کے پاس آیا...... پھر حضرت ہاشم کے پاس آیا...... پھر حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا......

پھر حضرت عبداللہ کے پاس آیا ...... پھر سیدہ طیبہ' طاہرہ' مخدومہ کائنات' ام فخر موجودات' امانتدار نورشش جہات حضرت آمنہ کے پاس آیا' کون آمنہ

ملکہ حوران جنت' ذات او
پیدا شد ایمان از جذبات او
مادر آں سید ارض و سماء
مادر آں محور صبح و مساء
نیکو کاراں را چراغ زندگی
سارباناں را سراغ زندگی
آں کہ منظور نگاہ کبریا است
مرکز پرکار نور مصطفٰے است
کعبہ اسلامیاں را جان او
برتر از ادراک عالم' شان او
روئے او' ایمان کل' عرفان کل
دیدۂ او شاہد ارمان کل
آں فروغ جاوداں' باد بہار
زندہ گشت از او حیات مستعار
منزل قرآن را آغوش اوست
جلوۂ طور ازل ہمدوش اوست

☆ بہار آئی' بہار آئی

حضرات محترم! جب نور کریم' آمنہ کا دریتیم بن کر کائنات میں رونق افروز ہوا تو کائنات ہستی میں انقلاب آ گیا' شرک کے اندھیرے کافور ہو گئے' کفر کے بسیرے دور ہو گئے' ظلمات کے بادل چھٹ گئے' گلشن عالم میں بہار آ گئی' انسانیت

کے مرجھائے ہوئے پھول مسکرانے لگے' آدمیت کے بجھے ہوئے چہرے پر نکھار آنے لگے۔

حضور آئے تو گویا رحمت پروردگار آئی
بہار آئی' بہار آئی' بہار آئی' بہار آئی

☆ حضور اقدس کا شجرۂ نسب

حضرات محترم! اللہ تعالیٰ نے نور مصطفےٰ کیلئے جن منزلوں کا انتخاب کیا وہ سب منزلیں پاک اور صاف تھیں' ارشاد مصطفےٰ ہے لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ اِلَّا مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ' یعنی میں پاک صلبوں سے پاک پشتوں کی طرف انتقال فرماتے ہوئے ظاہر ہوا ہوں' قرآن پاک نے بھی فرمایا تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ' یعنی آپ سجدہ کرنے والوں میں بدلتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ آپ کا نور مبارک اللہ تعالیٰ کے عبادت گذار بندوں میں منتقل ہوتا رہا۔ اسی کی اتباع میں اسلام کے جلیل القدر علماء کرام نے تحقیق فرمائی ہے کہ حضور سراپا نور کے تمام آبا کرام اور امہات طیبہ عقیدہ توحید پر ثابت قدم تھیں' غیر مقلدین کے امام مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب نے بھی اپنی کتاب ''سیرۃ المصطفےٰ'' میں اس عقیدے کو ثابت کیا ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

صحیح حدیث پاک ہے کہ میں قرناً فقرناً ہوتا ہوا بہترین زمانے میں مبعوث ہوا ہوں' اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے بنو اسماعیل سے بنو کنانہ کو چنا اور بنو کنانہ سے بنو قریش کو چنا اور بنو قریش سے بنو ہاشم کو بزرگی عطا فرمائی اور بنو ہاشم سے مجھے بزرگی عطا فرمائی' یہ حدیث پاک بھی ثابت کر رہی ہے کہ حضور کے آبا و اجداد اپنی صفات و اوصاف میں انسانیت کے بہترین لوگ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر

دور میں فضیلت و برکت سے سرفراز فرمایا' یہ سب اعزاز و اکرام اسی نور مصطفےٰ کی بدولت تھا' حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی تو اسی کے صدقے ...... حضرت نوح کو ساحل ملا تو اسی کے صدقے ...... حضرت ابراہیم کی نار' گلزار ہوئی تو اسی کے صدقے ...... حضرت اسماعیل' خنجر ایثار سے بچے تو اسی کے صدقے

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

یہی وہ شجرہ طیبہ ہے جس کی اصل ثابت ہے اور فرع آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ اسی کی خوشبو سے زمانہ معطر معطر نظر آرہا ہے۔ مولا کریم' نور محبوب کا صدقہ تمام امت محمدیہ کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

وَعَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

☆☆☆

محمد رسول اللہ

○❖○

دنیا میں لاکھ درد و الم ہے تو خیر ہے
خیر الوریٰ کے خیر سے دم ہے تو خیر ہے

ان کے وجود سے ہمیں دے گا خدا وجود
سر پہ اک اور سفرِ عدم ہے تو خیر ہے

دشمن ہوئی ہے گردشِ دوراں تو کیا ہوا
سرکار کی نگاہِ کرم ہے تو خیر ہے

گل کی نظر میں خوفِ خزاں کی ہے کیوں جھلک
گلشن میں آج جانِ ارم ہے تو خیر ہے

شام بلا کے باد یہ پیا ، مسافرو
روشن ، جہاں میں شمعِ حرم ہے تو خیر ہے

دنیا مرے بھرم کا جنازہ نکال دے
ان کی نظر میں میرا بھرم ہے تو خیر ہے

وہ ہیں شفیعِ حشر، بچالیں گے حشر میں
تیرا اگر یہ دیں ہے ، دھرم ہے تو خیر ہے

لوگو! کبھی نہ کم ہو محبت حبیب کی
حسنِ عمل حساب میں کم ہے تو خیر ہے

محشر کی تلخیوں سے پریشاں غلامِ زار
دل میں نبی کی آل کا غم ہے تو خیر ہے

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَکْرَم الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْم الْاَمِیْنُ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات گرامی قدر! اللہ رب تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی محمد مصطفےٰ' اللہ کے رسول ہیں۔ یہ مبارک جملہ کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ بھی ہے اور دعویٰ توحید لا الہ الا اللّٰہ کی دلیل بھی ہے' اس لئے آج اس مبارک جملے کے ایک ایک لفظ پر بحث کی جائے گی' مولا کریم حق کہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

☆ دلیل پرزور ہونی چاہیے

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ لا الہ الا اللہ دعویٰ ہے اور محمد رسول اللہ دلیل ہے۔ دعویٰ اس وقت مضبوط ہوگا جب اس کی دلیل پرزور ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی شان وعظمت کثرت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کے حسن و جمال' ان کے جودونوال' ان کے فضل وکمال کی داستان ہر داستان میں چھیڑتے ہیں تا کہ لوگوں کے دل میں اس دلیل ذیشان کی جلالت پوری طرح

روشن ہو جائے۔ کیا آپ نے عدالت میں نہیں دیکھا کہ دعویٰ تو ایک مرتبہ درج ہوتا ہے اور پھر اس دعوے کی دلیل پر پورا زور لگایا جاتا ہے۔ ایک وکیل دعوے کی دلیل کو ثابت کرنے کیلئے پورا علم اور زور بیان صرف کرتا ہے جبکہ دوسرا وکیل پوری صلاحیتوں سے اسے توڑنے کیلئے میدان بحث میں کودتا ہے۔

جب پوری شیطانی ذریت دعویٰ توحید کی اس دلیل رسالت کیخلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے تو اس کے ماننے والوں کو کیوں نہیں ہر جگہ' ہر وقت اور بات میں اس کی بات کرنی چاہیے۔

کیجئے ان ہی کا چرچا صبح و شام
جان دشمن پر قیامت کیجئے
غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

☆ اسم محمد کی شان

حضور سراپا نور ﷺ کا اسم گرامی ہے محمدؐ' محمدؐ حمد سے ہے' علمائے لغت کا فیصلہ ہے۔ مُحَمَّد الَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْداً بَعْدَ حَمْدٍ وَّیُحْمَدُ کَرّتاً بَعْدَ کَرَّتٍ وَّیُحَمَدُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ محمد وہ ذات گرامی ہے جس کی مسلسل تعریف کی جاتی ہے' گویا عرشوں پر بھی آپ کی تعریف ہو رہی ہے' فرشوں پر بھی آپ کی تعریف ہو رہی ہے' خدا بھی اس کی شان بیان کر رہا ہے' خدائی بھی اس کی شان بیان کر رہی ہے۔

دشت میں' دامن کہسار میں' میدان میں ہے
بحر میں' موج کی آغوش میں طوفان میں ہے

چین کے شہر مراکش کے بیاباں میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

خود قرآن پاک نے اعلان فرمایا وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ" لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی" اے محبوب! آپ پر ہر آنیوالی گھڑی گزرنے والی گھڑی سے زیادہ شان والی ہوگی۔
اللہ اکبر...... تورات میں حضور کی شان ...... زبور میں حضور کی شان ......
انجیل میں حضور کی شان ...... اور قرآن تو سارا حضور کی شان میں نازل ہوا۔
کہیں چہرۂ والضحیٰ کا ذکر ہے...... کہیں زلف اذا سجیٰ کا ذکر ہے۔
کہیں والنجم کی ادا کا ذکر ہے...... کہیں الکوثر کی عطا کا ذکر ہے۔
کہیں یٰسین کی ردا کا ذکر ہے...... کہیں حامیم کی ضیاء کا ذکر ہے۔
قرآن میں، مصطفےٰ کے میلاد کا ذکر بھی ہے، مصطفےٰ کی یاد کا ذکر بھی ہے۔
مصطفےٰ کی محبت و اطاعت کا ذکر بھی ہے، مصطفےٰ کی صداقت و عدالت کا ذکر بھی ہے، مصطفےٰ کی امانت و دیانت کا ذکر بھی ہے، مصطفےٰ کی شجاعت و شہامت کا ذکر بھی ہے۔
اسلئے کہ حضور محمدؐ ہیں اور ساری کائنات آپکی بارگاہ میں عرض کر رہی ہے۔

اے صاحب علم و ادب ...... اے دافع رنج و تعب
فخر عجمؐ میر عرب ...... عالی نسبؐ والاحسب
شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ ...... صدر العلیٰؐ نور الھدیٰ
تو احمد مختار ہے ...... تو سید ابرار ہے
عالی تری سرکار ہے ...... اونچا ترا دربار ہے
دارا وظیفہ خوار ہے ...... یوسف غلام زار ہے
موسیٰ عصا بردار ہے ...... عیسیٰ ترا بیمار ہے

گھر ہے ترا دارالشفا ...... ہم سمجھے سمجھایا ترا
سیکھا ہے سکھلایا ترا ...... خوش ہو کے گن گایا ترا
چتر فلک سایا ترا ...... عرش بریں پایا ترا
خالق نے ٹھہرایا ترا ...... سب سے فزوں تر مرتبہ
تو لوح دل سے حرف شک ...... فی الفور کر دیتا ہے حق
ہر ایک دم ہر اک پلک ...... امت کو ہے تیری کمک
تاروں میں ہے تیری چمک ...... موتی میں ہے تیری دمک
جن و بشر حور و ملک ...... سب کوہوں اور ساتوں فلک
سب عرش سے لے فرش تک ...... تو سب کا ہے حاجت روا

☆ ذات وصفات کا مظہر کامل

حضرات گرامی! تمام انبیاء کرام بڑے مقام والے ہیں اوران کے اسماء بھی بڑے مقام والے ہیں۔ لیکن ہر نبی کا نام اس کی ایک شان یا ایک صفت کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً

☆ آدم کا معنی ہے گندمی رنگ والا
☆ نوح کا معنیٰ ہے بہت زیادہ رونے والا
☆ ادریس کا معنیٰ ہے درس دینے والا
☆ یعقوب کا معنیٰ ہے پیچھے آنے والا
☆ موسیٰ کا معنیٰ ہے پانی سے نکلا ہوا
☆ عیسیٰ کا معنیٰ ہے سرخ رنگ والا
☆ محمد کا معنیٰ ہے تعریف کیا گیا

حضور پرنور ﷺ کا نام محمد کتنا جامع اور آپ کی ذات وصفات کا کتنا مظہر کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نام بھی بے مثال عطا فرمایا۔ یہی وجہ ہے

کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم علیہ السلام تک کسی انسان کو بھی یہ نام نصیب نہ ہوا۔ نصیب ہوا تو محبوب خدا کو نصیب ہوا' اس لئے ہم کہتے ہیں۔

نام محمد کتنا میٹھا لگتا ہے
اپنے نبی کا ذکر بھی ہم کو پیارا لگتا ہے

☆ ہر عیب سے پاک نبی

دیکھے خدائے واحد کا اسم ذاتی ہے اللہ' اس اسم جلالت پر کوئی نقطہ نہیں' اور حضور اقدس کا اسم ذاتی ہے محمد' اس اسم رسالت پر بھی کوئی نقطہ نہیں' یعنی وہ ذات بھی نقطوں سے پاک ہے' یہ ذات بھی نقطوں سے پاک ہے۔ گویا وہ بھی عیبوں' کمیوں' کوتاہیوں سے پاک ہے' یہ بھی عیبوں کمیوں' کوتاہیوں سے پاک ہے' وہ لاشریک ہے' خدا ہونے میں' یہ لاشریک ہے' مصطفےٰ ہونے میں

تیرے تو وصف' عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ' میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کردیا
خالق کا بندہ' خلق کا آقا کہوں تجھے

☆ نام محمد اور شکل آدم

حضرت آدم کی صورت پر غور کیا جائے تو اسکی صورت میں اسم محمد کی جھلک نظر آتی ہے اور اس کی عبادت پر غور کیا جائے تو اسم احمد کی چمک نظر آتی ہے۔

☆ صورت آدم کا سر اسم محمد کی میم جیسا ہے۔
☆ صورت آدم کے شانے اسم محمد کی حا جیسے ہیں۔
☆ صورت آدم کی پشت' اسم محمد کی میم جیسی ہے۔
☆ صورت آدم کے پاؤں اسم محمد کی دال جیسے ہیں۔

اب عبادت آدم کو لیجئے' سب سے بڑی عبادت نماز ہے' جو عابد و معبود کے

درمیان حسین راز ہے۔

☆ عبادت آدم کا قیام' اسم احمد کے الف جیسا ہے۔

☆ عبادت آدم کا رکوع اسم احمد کی حا جیسا ہے۔

☆ عبادت آدم کا سجدہ اسم احمد کی میم جیسا ہے۔

☆ عبادت آدم کا قعدہ اسم احمد کی دال جیسا ہے۔

اللہ اکبر' صورت آدم' اسم محمد جیسی اور عبادت آدم اسم احمد جیسی' کیوں؟ آدم کی صورت دیکھیں تو محمد یاد آ جائے اور آدم کی عبادت دیکھیں تو احمد یاد آ جائے۔

بزم ازل سجی ہے کہ جلوۂ طور ہے
دیکھا جدھر جدھر بھی محمد کا نور ہے

☆ اسمِ محمد بامعنیٰ ہے

اسم اللہ کا ایک ایک حرف الگ کر دیا جائے تو بھی باقی رہنے والے حروف کا مجموعہ بامعنیٰ ہوگا' مثلاً اسم اللہ کا الف الگ کیا جائے تو باقی رہ گیا للہ' اس کا معنیٰ ہے اللہ کیلئے' لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ' یعنی زمینوں آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے' سب اللہ ہی کیلئے ہے۔ للہ کا لام الگ کیا جائے تو باقی رہ گیا لہٗ اس کا معنیٰ ہے۔ اسی کیلئے لَہٗ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی اسی کیلئے ہیں سب حسین نام' لہ کا لام بھی الگ کیا جائے تو باقی رہ گیا ہ' ﴿ھُوْ﴾ اس کا معنیٰ ہے وہی اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ نہیں کوئی معبود مگر وہی ﴿اللہ﴾

اسی طرح اسم محمد کو لیجئے' اسم محمد کی میم الگ کی جائے تو باقی رہ گیا حمد' اس کا معنیٰ ہے تعریف بقول اقبال

حمد بے حد مر رسول پاک را
آں کہ ایماں داد مشت خاک را

حمد کی حا الگ کی جائے تو باقی رہ گیا مد' اس کا معنیٰ ہے لمبا کرنا' یعنی محبوب کا

ذکر پاک' لمبا ہوتا رہے۔ صدیوں کے مرحلے ختم ہو جائیں گے مگر محبوب کا ذکر نہ ختم ہو سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی چیز نہ رہے گی' محبوب کا ذکر رہے گا' کیونکہ سب سے بڑا ذکر کرنے والا تو خدا ہے۔ اور وہ حی ہے' قیوم ہے' باقی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے محبوب پر درود بھیجتا رہے گا' یعنی ان کی شان و عظمت بیان کرتا رہے گا' اللہ کریم نے وعدہ فرمایا ہے' اِذَا ذُکِرتُ ذُکِرتَ مَعِیَ جہاں میرا ذکر ہوگا' وہاں محبوب کا ذکر ہوگا' مَنْ ذَکَرنِیْ وَلَمْ یَذْکُرکَ فَلَیْسَ لَهٗ فِی الْجَنَّةِ نَصِیْب'' جس نے میرا ذکر کیا پر محبوب کا ذکر نہ کیا' وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔

خدا کا ذکر کرے' ذکر مصطفٰے نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

مد کی میم بھی الگ کر دی جائے تو باقی رہ گیا دال' اس کا معنیٰ ہے دلالت کرنے والا' محبوب کی ذات اللہ کی ذات پر دلالت کرتی ہے اور محبوب کی صفات اللہ کی صفات پر دلالت کرتی ہیں۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

☆ اسم محمد' وصل خدا کا ذریعہ

اسم اللہ کو ادا کریں تو لب آپس میں نہیں ملتے آپ اربوں مرتبہ اللہ اللہ اللہ کہتے رہیں' لب نہیں ملتے' ایک مرتبہ محمد کہہ دیں تو لب آپس میں دو مرتبہ مل جائیں گے' یہ اس حقیقت کی طرف لطیف اشارہ ہے' اے اللہ اللہ کرنے والو' اللہ کا قرب اور وصل حاصل کرنا چاہتے ہو تو محمد محمد بھی کیا کرو' ان کے بغیر اللہ کی معرفت نصیب نہیں ہو سکتی۔

بے نور زندگی کا سلیقہ ترے بغیر
بے کیف بندگی کی تمنا ترے بغیر

دنیا میں بڑے فلسفی ہوئے' منطقی ہوئے' عقل و دانش کے علمبردار ہوئے لیکن ان کو خدا کی پہچان نصیب نہ ہوئی' کیا ارسطو کو خدا مل گیا' کیا سقراط افلاطون اور بقراط کو خدا کی بندگی نصیب ہوئی' ادھر عرب کے ساربان' تہذیب و تمدن سے ناآشنا' ہر قسم کے ضابطہ اخلاق سے صدیوں پیچھے' وحشت و بربریت کے داعی' ایک نظر محبت سے جب حضور محمد مصطفٰے کے نورانی چہرے کو دیکھتے ہیں تو ایک لمحے میں خدا سے واصل ہو جاتے ہیں۔

قطرے' دریا بن جاتے ہیں ...... ذرے صحرا بن جاتے ہیں ...... اغیار' ابرار بن جاتے ہیں ...... اندھیرے' انوار بن جاتے ہیں ...... غبار راہ کو وادی سینا کا فروغ حاصل ہو جاتا ہے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

☆ نامِ محمدؐ مشکل کشا ہے

حضرات محترم! نام محمد ﷺ ساری کائنات کا مشکل کشا ہے۔ عرش خدا جلال خدا کی وجہ سے لرزہ براندام تھا' اس کی پیشانی پر نام محمد ﷺ لکھا گیا تو اسے قرار آ گیا' حضرت آدم علیہ السلام خوف خدا سے صدیوں روتے رہے' ساحل مراد دکھائی نہ دے رہا تھا' نام محمد کی آواز کانوں تک پہنچی تو امیدوں کا سہارا مل گیا' اس نام کے صدقے سارے غم دور ہو گئے۔ رحمت حق کی آواز آئی۔ اے آدم! اگر تو اس نام کے وسیلے سے اپنی تمام اولاد کے گناہوں کی معافی مانگتا تو ہم معاف کر دیتے' اسی نام نے کشتی نوح کو ساحل نجات پر پہنچایا' اسی نام نے حضرت ابراہیم کی نار کو گلزار بنایا' یہی نام انبیاء کے لبوں کی زینت اور اولیاء کے دلوں کی دھڑکن بنا رہا۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد

حضرات والا! ہاں' ہاں' حضرت ابوبکر اسی نام کو چوم کے آنکھوں پر لگاتے رہے۔ حضرت بلال کو مار پڑتی تھی تو وہ یہی نام لیتے اور ان کو غموں کا مداوامل جاتا' حضرت خالد کے سامنے شکست نمودار ہوئی تو انہوں نے اسی نام کا نغمہ الاپا' شکست فوراً فتح میں تبدیل ہوگئی' حضرت ابوعبیدہ نے اسی نام کی دہائی دی تو لشکر کو کامیابیوں کی نوید سنائی دی' اسی نام نے حضرت عبداللہ بن عمر کے پاؤں کو راحت آشنا کر دیا' یہی تو وہ نام ہے جو رحمتوں کا پیغام ہے' جو دافع رنج و آلام ہے' یہی تو وہ نام ہے جو ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیتا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

حضرات گرامی! قیامت کے دن بھی اسی نام کا سکہ چلے گا' ارشاد مصطفےٰ ہے۔

اَنَا مُحَمَّد" وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ' یعنی میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں جس کے ساتھ اللہ سارے کفر کو ختم کر دیتا ہے' میں حاشر ہوں جس کے قدموں میں اللہ انسانوں کو جمع فرمائے گا۔

ہاں' ہاں! جس کے لبوں پر بھی یہ نام ہوگا' اس کا حسین انجام ہوگا۔

ذکر کر سوہنے محبوب من ٹھار دا کملیا غم ترے توں پرے رہن گے
کردا رہو توں سدا مصطفےٰ مصطفےٰ' فضل تھیں تیرے کاسے بھرے رہن گے

اللہ اکبر' یہ نام عبادتوں کی جان ہے۔ خطبوں میں یہ نام ہے' اذانوں میں یہ نام ہے' نمازوں میں یہ نام ہے' روزوں میں یہ نام ہے' زکاتوں میں یہ نام ہے' جہادوں میں یہ نام ہے' حجوں میں' عمروں میں یہ نام ہے' یہ نام نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

زمانے کے دلکش نظارے نہ ہوتے کسی کو کسی کے سہارے نہ ہوتے

نہ ہوتی زمیں اور نہ ہوتا فلک بھی — نہ جن و بشر اور نہ حور و ملک بھی
محبت نہ ہوتی' عداوت نہ ہوتی — مصیبت نہ ہوتی یہ راحت نہ ہوتی
خلیل و کلیم و صفی بھی نہ ہوتے — ولی بھی نہ ہوتے' نبی بھی نہ ہوتے
فضا میں صدا' لن ترانی نہ ہوتی — جہاں میں وفا کی کہانی نہ ہوتی
نہ تورات ہوتی' نہ انجیل ہوتی — نہ دنیا میں فوج ابابیل ہوتی
نہ قرآن آتا' نہ توحید ہوتی — نہ بخشش نہ بخشش کی امید ہوتی
نہ صحرا' نہ دیوانگی کے طریقے — نہ مستی' نہ مستی کے روشن سلیقے
نہ یہ عرش و کرسی نہ یہ چاند تارے — نہ جنت نہ دوزخ نہ دریا نہ دھارے

جہاں میں کسی شے کا سایا نہ ہوتا
جو رب نے محمد بنایا نہ ہوتا

☆ نام محمد کی برکات

زرقانی شریف میں حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن دو بندے دربار الٰہی میں کھڑے کئے جائیں گے' ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام احمد ہوگا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ان دونوں کو جنت لے جاؤ' وہ پوچھیں گے' مولا ہم کس عمل کی وجہ سے جنت کے حقدار ہوئے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اپنی ذات پر قسم کھائی ہے کہ جسکا نام محمد اور احمد ہوگا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا' "اَلَّا یَدْخُلَ النَّارَ مَنْ اِسْمُہ' اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّد" ﴿زرقانی ج ۵ ص ۳۰۱﴾ فرمایا جو آدمی میری محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا بیٹا جنت میں جائیں گے۔ ﴿سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۷۹﴾

☆ ایک اسرائیلی کی نجات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک بہت گنہگار انسان تھا۔ اس نے ایک دفعہ بھول کر تورات کھولی اور اس میں لکھا ہوا نام محمد ﷺ محبت و احترام کے ساتھ

چوم لیا۔ رحمت حق کو اس گنہگار کی ادا بہت پسند آئی۔ جب وہ مرگیا تو سب اسکے ساتھ نفرت کرنے لگے مگر مغفرت اس کے ساتھ محبت کرنے لگی۔ لوگوں نے کہا' یہ اتنا بڑا گنہگار ہے کہ اسے شہر سے باہر پھینک دینا چاہیے' اللہ کریم نے اپنے کلیم سے فرمایا' فوراً اس گنگار کے کفن دفن کا انتظام کرنا چاہیے' عرض کی' مولا تیری شان رحمت کے قربان جاؤں! ساری قوم اس کے گناہوں سے تنگ آ چکی تھی۔ یہ مرگیا ہے تو مخلوق کو سکون نصیب ہوگیا ہے! اس کو اتنا بڑا اعزاز کس عمل کی وجہ سے نصیب ہو رہا ہے۔ آواز آئی! اے کلیم! میں اس کے عیوب اور ذنوب کو دیکھوں یا نام محبوب کو دیکھوں' اس نے میرے محبوب کا نام' محبت و احترام سے چوما ہے' اور میری رحمت کے سمندر میں طلاطم برپا کر دیا ہے۔ ﴿حلیۃ الاولیاء ج ۴ص ۴۲﴾

سرکار کا نام پاک تو لو جو آفت ہے ٹل جائے گی
سرکار کا ذکر خیر کرو جو حاجت ہے بھر آئے گی
محبوب خدا کے دیوانو' اٹھو تو سہی' ہمت تو کرو
سب فاصلے طے ہو جائیں گے' منزل خود رہ دکھلائے گی

☆ کفار مکہ کا اعتراف شکست

روایات میں آتا ہے کہ کفار مکہ مل کر کہنے لگے کہ ہم محمد مصطفےٰ ﷺ کی عیب جوئی کرتے ہیں اور انہیں ''محمدؐ'' بھی کہتے ہیں۔ گویا اس طرح ہم خود اپنی تکذیب کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کو ''مذمم'' کہا جائے ﴿معاذ اللہ﴾ یہ خبر صحابہ کرام تک پہنچی تو وہ پریشان ہوئے اور حضور سراپا نور ﷺ سے عرض کرنے لگے' آپ نے ارشاد فرمایا ''وہ کسی ''مذمم'' کی مذمت کرتے ہوں گے' اللہ نے مجھے محمد ﷺ بنایا ہے۔

حضرات محترم! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب والا ﷺ کو نام ہی ایسا عطا فرمایا ہے کہ جانی دشمن بھی آپ کی تعریف و توصیف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کوئی

آپ کی کوئی شان نہ بیان کرے' بس' محمد ﷺ کہہ دے تو اس میں ہر شان موجزن ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ' کیا خوب کہتے ہیں ''یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام گرامی اپنے نام گرامی سے پیدا کیا ہے' وہ محمود ہے تو آپ محمد ہیں۔

اللہ اکبر' آپ کا نام گرامی داستانوں کو رنگین بنا دیتا ہے۔

مَا مِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّداً بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

یعنی میں اپنے کلام سے حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف کیا کروں گا' میں تو آپ کی برکت سے اپنے کلام کو قابل تعریف بنا لیتا ہوں' اسی لئے ہم عرض کرتے ہیں۔

محمدؐ محمد کریندے گذر گئی
احد نال احمد ملیندے گذر گئی

☆ رسول اللہ

اس جملے کا ایک حصہ ہے ''رسول اللہ'' یعنی ﴿محمد﴾ اللہ کا رسول ہے۔ رسول کسے کہتے ہیں؟ رسول' منصب رسالت پر فائز عظیم الشان ہستی کو کہا جاتا ہے' اور رسالت مرسِل اور مرسَل علیہ کے درمیان رابطے کا نام ہے' جیسا کہ اہل لغت نے فرمایا اَلرِّسَالَةُ هِیَ الرَّابِطَةُ بَیْنَ الْمُرسِلِ وَالْمُرْسَلُ اِلَیْهِ' گویا رسول' عابد اور معبود کے درمیان ...... ساجد اور مسجود کے درمیان ...... طالب اور مطلوب کے درمیان ...... رازق اور مرزوق کے درمیان ...... رب اور مربوب کے درمیان ...... خالق اور مخلوق کے درمیان ...... عالم امر اور عالم خلق کے درمیان ...... عالم لاہوت اور عالم ناسوت کے درمیان' برزخ ہوتا ہے' وسیلہ ہوتا ہے' ذریعہ ہوتا ہے ...... رابطہ ہوتا ہے' رسول' خالق سے فیض لیتا ہے اور مخلوق

میں تقسیم کرتا ہے' مخلوق کی حاجتوں کو خالق کی بارگاہ تک پہنچاتا ہے۔ اسی لئے سرکار ابدقرار ﷺ کا فرمان ہے' اَللّٰهُ يُعْطِيْ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ'' اللہ عطا کرتا ہے اور بیشک میں ہی تقسیم کرتا ہوں' ﴿بخاری﴾ گویا جسے جو بھی ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے اور مصطفےٰ کی تقسیم سے ملتا ہے۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا — پیتے ہم ہیں' پلاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے — مالک کل کہلاتے یہ ہیں
قصر دنیٰ تک کس کی رسائی — جاتے یہ ہیں' آتے یہ ہیں
فیضِ جلیل' خلیل سے پوچھو — آگ میں باغ لگاتے یہ ہیں

حضرات محترم! رسول کا معنیٰ ہی وسیلہ ہے' اگر کوئی آدمی کہے کہ میں خدا کو واحد مانتا ہوں لیکن ''ایک'' نہیں مانتا تو وہ خدا کو واحد بھی نہیں مانتا' لوگ کہیں گے یہ کیسا بیوقوف ہے' لفظ کو مانتا ہے' معنیٰ کو نہیں مانتا' اسے یہ بھی علم نہیں کہ معنیٰ کا انکار لفظ کا انکار ہے' علٰی هٰذَا القیاس' اگر کوئی کہتا ہے کہ میں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو رسول مانتا ہوں لیکن ''وسیلہ'' نہیں مانتا' تو وہ آپ کو رسول بھی نہیں مانتا' کیونکہ رسول کا معنیٰ ہی مرسل اور مرسل الیہ کے درمیان وسیلہ اور رابطہ ہے۔

پھر ہمارا نبی تو وسیلہ عظمیٰ ہے' برزخ کبریٰ ہے' اس لئے انبیاء کرام اور رسولان عظام بھی آپ کے وسیلہ سے فیض حاصل کرتے رہے' حضرت بوصیری نے کیا خوب کہا ہے۔

كُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفاً مِنَ الْبَحْرِاَوْ رَشْفاً مِنَ الدِّيَمِ

اور حضرت سعدی بھی عرض کرتے ہیں۔

ہمہ انبیاء در پناہ تو اند
مقیم در بارگاہ تو اند

تو ماہ منیری ہمہ اختراند
تو سلطان ملکی ہمہ چاکراند

☆ سابقہ قومیں اور وسیلہ مصطفےٰ

اللہ کریم نے فرمایا ہے۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ' یعنی وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے' کافروں پر ﴿اس نبی کے وسیلے سے﴾ تو جب آیا ان کے پاس وہ ﴿نبی﴾ جسے وہ جانتے تھے' تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے' سو لعنت ہو' اللہ کی' کفر کرنے والوں پر' ﴿القرآن﴾

☆ اس آیت کریمہ میں اہل کتاب کی ہٹ دھرمی اور احسان فراموشی کا اور بے وفائی کا ذکر ہے۔

☆ اہل کتاب آمد مصطفےٰ سے پہلے انکے وسیلے سے فتح ونصرت کی دعا مانگا کرتے تھے' امام قرطبی علیہ الرحمہ نے ان کی دعا کے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِىْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تَبْعَثَهٗ' فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْيَوْمَ عَلٰى عُدُوِّنَا فَيُنْصَرُوْنَ ' اے اللہ! ہم تجھ سے اس نبی اکرم ﷺ کے وسیلے سے التجا کرتے ہیں' جسکی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ آج ہمیں' ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما' پس انہیں فتح دی جاتی۔

☆ اب اللہ ان کو وہ باتیں اور عقیدتیں یاد دلا رہا ہے' لو وہ محبوب پاک ﷺ جلوہ فرما ہو چکا ہے۔ جسے تم اچھی طرح جانتے پہچانتے ہو۔

☆ معلوم ہوا کہ حضور سراپا نور ﷺ کا ذکر پہلی قوموں کے لبوں پر بھی جاری وساری تھا اور ان کیلئے بھی ذریعہ حیات اور وسیلہ نجات ہوا کرتا تھا۔

☆ اگر ذکر موجود تھا تو مذکور کیوں موجود نہیں تھا۔ مذکور کا نور بھی پاک

صلبوں سے پاک رحموں کی جانب منتقل ہوتا جا رہا تھا اور خدا کی ساری خدائی کا مشاہدہ فرماتا جا رہا تھا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور ﷺ کی گواہی کو انبیاء کرام اور ان کی اقوام کے بارے میں آخری گواہی قرار دیا ہے' فرمایا وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰؤُلَآءِ شَھِیْدًا اور ہم آپ کو ان تمام ﴿قوموں﴾ پر گواہ بنا کر لائیں گے' ﴿القرآن﴾ گواہی تو اسی کی معتبر ہوتی ہے جس نے وقوعہ کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو' معلوم ہوا کہ ذکر بھی تھا اور مذکور بھی تھا۔

☆ فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ کے الفاظ میں میلاد مصطفیٰ کی حسین جھلک ہے۔ میلاد میں آپ کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے' تو دیکھئے قرآن پاک کس خوبصورتی سے آپ کا میلاد بیان فرما رہا ہے۔

☆ حضور پرنور ﷺ کی آمد کو ماننے والے اور آمد کا انتظار کرنے والے انکار کرنے لگے۔ اس سے بڑی بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آمد محبوب کی ناقدری اور ناشکری کرنے والوں کو لعنتوں کا حقدار ٹھہرایا ہے' یہاں ثابت ہوا کہ جو لوگ آمد محبوب کی قدر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں' وہ اس کی رحمتوں کے سزاوار ہیں۔

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو کملی والے کا میلاد مناتے ہیں

☆ آمد مصطفیٰ کی ناقدری کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسی لئے نواب صدیق بھوپالی نے الشمامۃ العنبریہ میں لکھا ہے کہ جسے حضور ﷺ کی آمد کی خوشی نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔ گویا سرکار کا انکار ہر چیز کا انکار ہے' توحید کا انکار ہے' قرآن کا انکار ہے' ایمان کا انکار ہے۔

☆ اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں مگر حضور ﷺ کے فرمانے پر نہیں مانتا' بلکہ میں تو کائنات کے مظاہر پر غور کرنے سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خدا موجود ہے۔ کیا ایسا شخص مسلمان ہے؟ ہرگز نہیں' پھر ایک شخص کہتا ہے مجھے کیا

خبر کہ کائنات کے مظاہر کیا کہتے ہیں' میں تو اپنے نبی کے فرمان پر اعتماد کرتے ہوئے خدا کو موجود مانتا ہوں' کیا ایسا شخص مسلمان ہے؟ ہاں بالکل وہ مسلمان ہے۔ اسی لئے تو آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو تورات میں حِرْزاً لِّلْاُمِّیِّیْنَ یعنی ان پڑھوں کا پاسبان کہا گیا ہے' ﴿بخاری شریف﴾ کاش غور کیا جائے کہ جب ہمارا عقیدہ توحید بھی اس محبوب کی شان و عظمت کو تسلیم کرنے اور نہ کرنے پر منحصر ہے تو ہم کیوں نہ اس کے نیاز مند بن کر رہیں۔

☆ ذاتِ مصطفےٰ کی ضرورت و اہمیت کو آپ اس طرح بھی دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا میں اربوں انسان ایسے ہیں جو خدا کو مانتے ہیں لیکن مصطفےٰ کو نہیں مانتے' ہمیں کوئی ایک انسان ایسا بتایا جائے جو مصطفےٰ کو تو مانتا ہو لیکن خدا کو نہ مانتا ہو' ارے جو خدا کو منوانے کیلئے جلوہ گر ہوا' اسی کے وسیلے کا انکار کرنا دنیا کی کتنی بڑی حماقت اور جہالت ہے۔

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

☆ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے وسیلے کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا ہے' فرمایا یَاۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ اے ایمان والو' اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو' ﴿القرآن﴾

☆ یہاں وسیلے کی تلاش کو تقویٰ کی علامت ٹھہرایا گیا ہے' گویا جو اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کیلئے وسیلے کو تلاش نہیں کرتا اور مغرور ہو کر بیٹھا رہتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ سے ہرگز نہیں ڈرتا۔

☆ مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی ''صراط مستقیم'' میں ''الوسیلہ'' سے مرشد کامل کی ذات کو مراد لیا ہے۔ اگر مرشد کامل ''الوسیلہ'' ہوسکتا ہے تو تمام مرشدین کا سردار کیوں نہیں ہوسکتا۔ بلکہ سب سے پہلے تو وہی سید المرشدین اور امام الراشدین ''الوسیلہ'' ہے جسکے دم قدم کی برکتوں سے مرشدین اور راشدین کو

ارشاد کی دولت نصیب ہوئی۔

☆ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی قریب ہے' ایسے قریب کو تلاش کرنے کیلئے کسی اور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے' یہ کہنا صرف جہالت نہیں بلکہ بغاوت ہے' سوال یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کتنا قریب ہے' سوال یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے کتنے قریب ہو' تم تو اس سے بہت دور ہو' اس کے مقرب ہونا چاہتے ہو تو ''الوسیلہ'' تلاش کرو' جب تم کہتے ہو کہ عبادت و ریاضت اس لئے کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے۔ کیا اس وقت اللہ تعالیٰ تمہاری شہ رگ سے بھی قریب نہیں ہوتا۔ بھئی اگر تمہاری ''مشکوک'' عبادت و ریاضت قرب خداوندی کا موجب ہے اور وسیلہ ہے تو وہ ذات مصطفٰے وسیلہ کیوں نہیں' جس کی ہر ادا کو اللہ تعالیٰ نے شان محبوبیت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اپنے نماز' روزے پر فخر ہے اور جس کے بتانے سے نماز' نماز بنی' روزہ' روزہ کہلایا' اس پر کوئی فخر نہیں' آہ! افسوس ہے ایسے عناد ہے۔

اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمدُ میں دنیا سے مسلمان گیا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

☆☆☆

○✤○

خدا کے نام پر جاں کو لٹانا ہم کو آتا ہے
نبی کی راہ میں دل کو بچھانا ہم کو آتا ہے

خدا کی حمد کیوں بھولیں، نبی کی نعت کیوں چھوڑیں
یہی گل ہیں کہ جن سے گھر سجانا ہم کو آتا ہے

نجانے کون نا امید ہے ان کی عنایت سے
ہم ان کے ہیں انہیں اپنا بنانا ہم کو آتا ہے

ہمیں ہر دور نے ڈھونڈا ہمیں ہر وقت نے جانا
یزیدوں سے ہمیشہ خار کھانا ہم کو آتا ہے

مسلماں ہیں خدائے لم یزل کے سامنے جھک کر
جہاں کو اپنے قدموں پر جھکانا ہم کو آتا ہے

اگر بیداد گر کو ناز ہے بیداد پر لوگو
تو کیا ہے دار پر سر کو اٹھانا ہم کو آتا ہے

ارے کہدو خزاں کو صحنِ گلشن سے نکل جائے
لہو دے کر بہاروں کو بچانا ہم کو آتا ہے

خدا کی حمد سے لبریز ہیں کاسے تمنا کے
نبی کی نعت کا دلکش ترانا ہم کو آتا ہے

غلامِ زار پر سرکار کی نظر کرم سمجھو
بلا کی یورشوں میں مسکرانا ہم کو آتا ہے

***

O❖O

اپنے غم کی دوا کرے کوئی — جب نبی کی ثنا کرے کوئی

ان کی نعتیں سنا کروں مولا — ان کی نعتیں پڑھا کے کوئی

دیکھ کیسا عروج ملتا ہے — ان کے در پہ جھکا کرے کوئی

شہر طیبہ میں کھو گیا ہو گا — مرے دل کا پتا کرے کوئی

اس کی ٹھوکر پہ زندگی ہو گی — ان کی رہ میں مرا کرے کوئی

ہونٹ محبوب کی ثنا میں کھلے — جیسے پھول، آنکھ وا کرے کوئی

جب میسر ہو ان کے ہاں جانا — عشق کو رہنما کرے کوئی

وہ عطا پر عطا ہی کرتے ہیں — گو خطا پر خطا کرے کوئی

ان کی رحمت سنبھال لیتی ہے — جب کبھی التجا کرے کوئی

میں غلام آپکا رہوں ہر دم

میرے حق میں دعا کرے کوئی

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَكْرَمِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْم الْاَمِيْنُ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ

حمد وصلوٰۃ کے بعد نہایت گرامی قدر حضرات! تاریخ عالم کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں' حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر زمانہ حاضر تک بڑے بڑے انقلاب آئے' بڑے بڑے مقابلے اور معرکے سرگرم ہوئے' ہر دور میں نبوت ہی غالب رہی' نبوت ہی غالب ہے' اور نبوت ہی غالب رہے گی' نبوت کے مقابلے میں ہر علم مغلوب ہوگیا' ہر قوت مغلوب ہوگئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کی قوت و طاقت اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت کی دلیل کامل اور مظہر اتم ہوتی ہے۔ اس قوت و طاقت کا نام شان اعجاز ہے' یوں تو قرآن پاک میں معجزے کا لفظ استعمال نہیں ہوا' آیات' بینات کا لفظ استعمال ہوا ہے' جس کا معنیٰ معجزہ اور اعجاز ہی کیا گیا ہے۔ معجزہ کسے کہتے ہیں۔

حضرت علامہ سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اَلْمُعْجِزَةُ اَمْرٌ خَارِقٌ لِّلْعَادَةِ دَاعٍ اِلَى الْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ مَقْرُوْنٌ بِدَعْوَى النُّبُوَّةِ قَصَدَ بِهٖ اِظْهَارُ صِدْقِ مَنِ ادَّعٰى اِنَّهٗ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يعنى

معجزہ ایسے خلاف معمول واقعہ کو کہتے ہیں جو خیر و سعادت کی طرف بلاتا ہے' یہ دعوی نبوت کی دلیل ہوتا ہے' اور اسکے ذریعے دعویدار اس سچائی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہے۔ ﴿کتاب التعریفات ص ۱۵۳﴾

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کیلئے اپنے برگزیدہ پیغمبر ارسال فرمائے' ان کے مقابلے میں انسان نے اپنی عقل نارسا کو اپنا راہنما بنالیا' اور اپنے جاہ و منصب طاقت وقوت اور ہوائے نفس کو اپنا مقصود حیات سمجھنے لگا' اللہ کریم نے انسان کو اپنی بارگاہ میں جھکانے کیلئے انبیاء کرام کو عظیم الشان معجزات دیئے اور آیات بینات عطا فرمائیں۔ جنہوں نے انسان کو عاجز کرکے رکھ دیا۔ اب خوش نصیب مان گئے اور بدنصیب ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ قرآن پاک نے حضرت خاتم ﷺ سے پہلے انبیاء کرام کے معجزات کا ذکر بھی فرمایا۔ کسی کیلئے آگ گلزار ہوگئی اور کسی کی کشتی عالمگیر طوفان سے بچ گئی' کسی کا عصا اژدھا بن کر تمام جادوگروں کے جادو کو نگل گیا اور کسی کیلئے آسمان سے دسترخوان نازل ہوئے۔ کسی کیلئے سورج ٹھہرایا گیا اور کسی کے ہاتھ میں لوہا نرم ہوگیا۔ نبیؑ اندھوں کو بینا کرتے رہے' کوڑھیوں کو شفا بانٹتے رہے' مردوں کو زندہ کرتے رہے' اور مٹی کے بے جان پرندوں کو پھونک مار کر جان عطا کرتے رہے' ہر نبی کا معجزہ اس کے دور کے تقاضوں کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ جسے دیکھ کر صاحبان عقل سلیم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے کہ اگر نبی کی قوتوں کا یہ عالم ہے تو جس نے اسے نبوت کا تاج عطا فرمایا' اس کی قوتوں کا کیا عالم ہوگا' معجزہ نبوت میں دراصل قوت الوہیت کارفرما ہوتی ہے۔ اس لئے نبی کو مان لینے والا فوراً خدا کو مان لیتا ہے۔

سب رسولوں کا آقا ہمارا نبی

حضرات محترم! ہمارے نبی محترم' رسول محتشم ﷺ کا زمانہ نبوت' قیامت تک جاری ہے' آپ کے زمانے میں سائنس' ٹیکنالوجی' فلسفہ اور عقل و دانش اپنے

عروج پر دکھائی دے رہی ہے۔ سائنس دانوں نے دعویٰ کیا کہ ہم چاند پر قدم رکھ چکے ہیں۔ اگر چہ اب کہا جانے لگا ہے کہ یہ چاند پر جانا امریکہ کی کذب بیانی ہے جس کے ذریعے وہ اپنی حریف قوت روس کو نفسیاتی طور پر زیر کرنا چاہتا تھا' بہر کیف مان بھی لیا جائے کہ کچھ لوگ اپنے علم وفن کے زور سے چاند پر پہنچ گئے تو کیا ہوا' ہمارے نبی ﷺ صدیوں پہلے انگلی کے اشارے سے چاند کو دوٹکڑے کر کے تسخیر فرما چکے ہیں۔ آج سورج کی شعاعوں سے توانائی حاصل کی جا رہی ہے' ہمارے نبی ﷺ تو ڈوبے ہوئے سورج کو مقام عصر پر لا چکے ہیں' آج برق رفتار طیاروں پر سفر کیا جاتا ہے' ہمارے نبی ﷺ تو براق پر سفر کر چکے ہیں' یہ طیارے جس کے قدموں کی دھول کو بھی نہیں چھو سکتے' معلوم ہوا اس سائنسی دور میں بھی نبوت ہی غالب ہے۔ اور نبوت ہی غالب رہے گی۔

خلق سے اولیاءٗ اولیاء سے رسل
سب رسولوں کا آقا ہمارا نبی

حضور سراپا برھان ہیں

حضرات محترم! اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم ﷺ کیلئے لفظ ''برھان'' استعمال فرمایا' یَاأَیُّھَا النَّاسُ قَدْجَآءَ کُمْ بُرْھَان'' مِنْ رَّبِّکُمْ' اے انسانو! بیشک تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس برھان آ گیا' ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ نے حضور کو برہان یعنی سراپا معجزہ قرار دیا گیا ہے۔ برہان اس دلیل کو کہتے ہیں جس کے سامنے ہر دلیل عاجز ہو جائے۔ دیکھئے حضرات! اگر ہم کہیں کہ اللہ وہ ہے جس نے آسمان بنایا تو سائنس دان کہیں گے' صاحب! نہیں' یہ آسمان تو فریب نظر ہے' اگر ہم کہیں کہ اللہ وہ ہے جس نے یہ زمین بنائی' وہ کہیں گے' نہیں' یہ تو اربوں سال پہلے کا ایک حادثاتی واقعہ ہے' ایک بہت بڑا سیارہ سورج سے ٹکرایا' جس کے نتیجے سے زمین' پلوٹو' زحل' مشتری' مریخ وغیرہ

معرض وجود میں آئے' اگر ہم کہیں کہ اللہ وہ ہے جس نے پانی کو پیدا کیا' وہ کہیں گے' یہ تو H_2O یعنی دو درجے ہائیڈروجن اور ایک درجے آکسیجن کے ملاپ کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم کہیں اللہ وہ ہے جو بارش برساتا ہے' وہ کہیں گے کہ یہ تو سورج کی گرمی سے اٹھنے والے آبی بخارات کا کرشمہ ہے' الغرض یہ تمام اشیاء' اللہ تعالیٰ کے وجود برحق کی دلیل کامل تو ہیں لیکن عقل نارسا ان کے بارے میں کوئی نہ کوئی کٹ حجتی تلاش کرلے گی' اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ وہ ہے جس نے محمد رسول ﷺ کی ذات جامع صفات کو پیدا فرمایا' ان کی صورت کی کوئی مثال لاؤ' ان کی سیرت کی کوئی مثال لاؤ' تو بڑے سے بڑا کافر بھی یہ کہنے پر مجبور نظر آتا ہے کہ یہ صورت میں بھی بے مثال ہیں اور سیرت میں بھی بے مثال ہیں' کیا ابوجہل اور ابولہب سے بھی کوئی بڑا کافر پیدا ہوا ہے' وہ بھی اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ ''محمد مصطفیٰ صادق بھی ہے اور امین بھی ہے'' اور عالم تنہائی میں اعتراف کیا کرتے تھے کہ اس کا ہر فرمان صداقت پر مبنی ہے۔ لیکن کیا کریں' اگر ہم نے اسے مان لیا تو پھر ہمیں کون مانے گا' افسوس ان ظالموں کو خبر نہیں تھی کہ اس محبوب کی غلامی دو جہاں کی بادشاہی سے افضل ہے' بلال نے انہیں مانا تو مکہ کے سردار بھی اسے سیدنا بلال کہہ کر بلانے لگے۔

جو بھی ان کے قریب ہوتے ہیں
آدمی خوش نصیب ہوتے ہیں

حضرات گرامی! یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس برہان کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا اور فرمایا هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ وہ وہی ہے جس نے ﴿اسے﴾ اپنا رسول بنا کر بھیجا' فَلَا وَرَبِّكَ اے محبوب' تیرے رب کی قسم' اور فرمایا ﴿آپ کہیے﴾ لَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ بیشک میں تم میں ایک عمر بسر کرچکا ہوں' تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے۔ ﴿القرآن﴾ گویا اس طرح آپ نے انہیں سمجھایا' تم لوگوں نے میری ذات کو بھی دیکھا ہے' میرے کمالات کو

بھی دیکھا ہے، جو شخص کبھی دنیا کے معاملات میں جھوٹ نہیں بولتا، وہ عقبیٰ کے معاملات میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے، پھر ایسا شخص جس کی صداقت و امانت کی تم خود گواہی دیتے ہو، کیا وہ خدا کے بارے میں صداقت و امانت کا دامن چھوڑ دے گا، کچھ تو خیال کرو، کچھ تو شعور سے کام لو، پھر بچپن سے لے کر میرے معجزات و ارہاصات کا مشاہدہ کرتے آ رہے ہو، کچھ تو شرم وحیا کا راستہ اپناؤ۔

جب ہمارے نبی اکرم ﷺ کے سامنے ان کی عقلیں سرنگوں ہوگئیں تو حسد اور بغض کے سرکش گھوڑوں پر سوار ہوکر مقابلے پہ اتر آئے، نبوت اس میدان میں بھی غالب ہی رہی، فرمان خدا ہے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا، حق آ گیا، باطل بھاگ گیا، بیشک باطل بھاگ جانے والا ہے۔ ﴿القرآن﴾

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی، معجزہ بن کے آیا

ایک حسین نکتہ

لفظ برھان سے پہلے یَآاَیُّھَا النَّاسُ کے الفاظ موجود ہیں جو آپ کی عالمگیر حیثیت وفضیلت کی دہائی دے رہے ہیں، یعنی اے قیامت تک کے انسانو، اے اپنی عقلوں پر، فکروں پر، عملوں پر ناز کرنے والے انسانو! اے میزائل، طیارے، راکٹ، خلائی اسٹیشن، ایٹم اور ہائیڈروجن بم بنا کر دنیا پر غلبہ کرنے والے انسانو! ہمارا نبی تم سب کیلئے ناقابل شکست دلیل، ناقابل تردید برھان اور روشن ترین نشان بن کر آیا ہے۔ تمہارے فنون وعلوم کے تمام طلسمات اس کی چشم ناز کے ایک اشارے سے ملیامیٹ ہو جائیں گے۔ تمہارا موبائل ہزاروں میلوں سے ہلکی سی سرگوشی تو تمہارے کانوں تک پہنچا سکتا ہے لیکن قلم قدرت کی آواز نہیں پہنچا سکتا۔ یہ نبی اس شان سماعت کا مالک ہے کہ اپنے گوش مبارک سے قلم قدرت کی آوازوں کو بھی سن لیتا

ہے، تمہارے ریڈار پوری دنیا کو تو ایک سکرین پر لا سکتے ہیں لیکن لوح محفوظ کے فیصلوں کو نہیں دکھا سکتے، یہ نبی اس شان بصارت کا مالک ہے کہ زمین پر رہ کر لوح محفوظ کے تمام رازوں کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ بلکہ جس آدمی کی گردن میں اس کی غلامی کا ڈورا پڑ جاتا ہے، وہ بھی دیکھتا ہے اور جانتا ہے، حدیث مبارک ہے، اِنِّی اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ، یعنی میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، تمہارے آلات موسموں کے تغیر اور بارشوں کے تنزل کی خبریں دیتے ہیں، کیا وہ یقینی ہوتے ہیں، ہرگز نہیں، لیکن یہ نبی اس شان تصرف کا مالک ہے کہ اشارۂ ابرو سے بادل برسا دے، موسم تبدیل کر دے، تم لاکھ کوشش کرو، تمہارا سارا زور عالم اسباب تک محدود ہے، یہ وہ ہے جس کا تعلق عالم غیب سے وابستہ ہے۔ اس کا مقابلے کرو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے، ہاں غلامی اختیار کرو گے تو روحانیت کے مقام پر فائز ہو جاؤ گے۔

کر ذکر مدینے والے دا ایہد ھے چہ بھلائی تیری اے
توں ہو جا کملی والے دا پھر ساری خدائی تیری اے

☆ سب سے بڑا معجزہ

اللہ تعالیٰ نے انسان پر اپنی حجت تمام کرنے کیلئے حضور احمد مجتبیٰ ﷺ کو لاتعداد معجزات عطا فرمائے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

لَہٗ ھِمَمٌ لَا مُنْتَھٰی لِکِبَارِھَا
وَھِمَّتُہُ الصُّغْرٰی اَجَلُّ مِنَ الدَّھْرِ

یعنی میرے محبوب کو بڑی بڑی ہمتیں اور قوتیں عطا ہوئیں، ان کی جو ہمت ﴿لوگوں کی نظر میں﴾ چھوٹی ہے، وہ بھی تمام زمانے پر غالب ہے۔

حضرات گرامی! حضور سراپا نور ﷺ کا سب سے عظیم الشان معجزہ یہ ہے کہ آپ نے کلام ازلی کو اپنے قلب منیر پر برداشت کیا، یہ وہی کلام ہے جس کے

بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان جلالت ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَه، خَاشِعاً مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ یعنی اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا اور یہ مثالیں ہم اس لئے بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ کچھ تو فکر کریں۔ ﴿القرآن﴾

یہ آیت مبارکہ بتا رہی ہے، کہ اپنی استقامتوں پر ناز کرنے والے فلک بوس پہاڑ بھی اس کلام کو نہیں اٹھا سکتے‘ سمندر بھی برداشت نہیں کر سکتے‘ زمین اور آسمان بھی سامنا نہیں کر سکتے۔ اس کی ہیبت و جلالت کے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا عظیم فضل ہے اپنے محبوب پر کہ وہ اس کلام جلالت مآب کو اپنے قلب منیر پر برداشت کر رہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جبریل امین'' نے اس کو آپ کے دل پر نازل کیا ہے'' آپ ذرا غور کیجئے کہ جس امانت ربانی کو ساری کائنات نہیں اٹھا سکتی‘ اس کو قلب محبوب اٹھا رہا ہے تو ماننا پڑا کہ ساری کائنات کی قوت و استقامت مل کر بھی قلب محبوب کی قوت و استقامت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس سے سارے وجود مصطفےٰ کی قوت و استقامت کا اندازہ قائم کرلیں‘ یہ قرآن مقدس‘ اسقدر نورانی کلام ہے کہ ''بلاغت کے اعتبار سے اس میں سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزات موجود ہیں'' یہ حضرت قاضی عیاض مالکی کا فرمان ہے۔ ﴿کتاب الشفاء﴾ جب آپ کو صرف کلام پاک کے حوالے سے سات ہزار معجزات نصیب ہوئے تو باقی معجزات کی تعداد کا کیا عالم ہوگا‘ پھر علماء کرام کی تصریحات موجود ہیں کہ ہر ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ اس اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو لاکھوں اولیاء امت اور صوفیاء ملت کی بے حساب کرامات ان کے آقائے نامدار ﷺ کے زندہ اعجاز کی دلیل ہیں۔

شوکت سنجر و سلیم‘ تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید‘ تیرا جمال بے نقاب

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

آیئے اب چند معجزات مصطفےٰ کا نظارہ کرکے اپنا ایمان تازہ کریں۔

☆ لعاب دہن کی تاثیر

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل النبوۃ میں روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی تین بیویاں ہمیشہ عمدہ خوشبو لگاتی تھیں، مگر حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ بیویوں کی خوشبو پر غالب آجاتی تھی، ان کی ایک بیوی ام عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ہم نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا ''ایک مرتبہ میں بیمار ہوگیا تھا، گویا جسم پر پھوڑے وغیرہ نکل آئے تھے، حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا کر میرے کپڑے اتروائے اور اپنا لعاب دہن شریف اپنی مبارک ہتھیلیوں میں لگا کر میری پشت اور پیٹ پر پھیر دیا'' گویا یہ اس لعاب دہن شریف کی برکت ہے کہ شفاء بھی مل گئی اور خوشبو بھی مل گئی۔

اسی طرح روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ جن شیر خوار بچوں کے منہ میں اپنا لعاب دہن شریف ڈال دیتے وہ بچے دن بھر سیر رہتے اور ان کو دودھ کی حاجت نہ رہتی تھی۔ ﴿نسیم الریاض﴾

اللہ اکبر! یہی وہ لعاب دہن شریف ہے جس کی برکت سے کھارے کنویں، میٹھے بن گئے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر لگا تو زہر کا اثر زائل ہوگیا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں پڑا تو آشوب چشم کی سرخیاں کافور ہوگئیں، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاصل کیا تو پیاس ختم ہوگئی، حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کے جلے ہوئے ہاتھ پر لگا تو سارے داغ مٹ گئے، ابن ملاعب الاسنہ کو استسقا کا مرض لاحق ہوگیا تو آپ نے اس

کے قاصد کے ہاتھ ایک مٹھی مٹی میں اپنا لعاب دہن شریف ڈال کر اسے بھیج دیا۔ پھر اس کی موت کا وقت قریب تھا کہ اس نے وہ مٹی پانی میں گھول کر پی تو اسی وقت تندرست ہو گیا۔ ﴿نسیم الریاض﴾

اس مردہ دل کو مژدہ حیات ابد کا دوں
تاب و توانِ جان مسیحا کہوں تجھے
حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جان مراد وکان تمنا کہوں تجھے
گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبل شیدا کہوں تجھے

☆ وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

حضور سرور کائنات ﷺ کی زبان نبوت سے جو بھی نکلا پورا ہو کر رہا۔ آپ شان کن کے مظہر کامل بن کر آئے' حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے روایت نقل فرمائی ہے کہ حکم بن ابی العاص آپ کی مجلس مبارک میں منہ پھڑکا کر اور آنکھوں کے اشارے سے منافقین کو آپ کے کلام مبارک کی تردید کیلئے کہا کرتا تھا' ایک دن آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا' ایسا ہی ہو جا'' چنانچہ وہ ایسا ہی ہو گیا اور ساری عمر منہ پھڑکا تا رہا۔ ﴿نسیم الریاض﴾

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب پرویز خسرو نے حضور ﷺ کا نامہ مبارک پھاڑ دیا تو آپ نے اس کے خلاف دعا فرمائی۔

''اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو پھاڑ دے''

زبان رسالت سے نکلے ہوئے کلمات کا اثر دیکھئے' پرویز خسرو کی بادشاہی پیوند خاک ہوگئی' صدیوں سے چلنے والی سلطنت کے پرخچے اڑ گئے' آج تک دنیا

میں مجوسی قوم کو حکومت نصیب نہیں ہوئی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ابولہب کے بیٹے عتبہ نے حضور پرنور ﷺ کو اذیت پہنچائی تو آپ نے دعا کی "یااللہ اس پر کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے" وہ ایک صومعے کے قریب ٹھہرے، راہب نے کہا کہ یہاں درندوں کا خطرہ لاحق رہتا ہے، لہٰذا اپنی جان کی حفاظت کرنا، ابولہب نے اپنے دیگر ساتھیوں سے کہا "محمد مصطفےٰ نے میرے بیٹے کے خلاف دعا کی ہے، کوئی ایسی تدبیر کرو کہ یہ بچ جائے، سب لوگ اپنے اسباب جمع کر کے جگہ کو اونچا کرو اور اس پر عتبہ کو سلا دو، انہوں نے ایسا ہی کیا، اور خود اس کے اردگرد سو گئے۔ رات کو ایک شیر نکل آیا، اور اس نے سب مسافروں کے منہ سونگھے، پھر کود کر عتبہ کا سر کاٹ دیا۔ ﴿نسیم الریاض﴾ اسی طرح حضرت مسلم بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، آپ نے فرمایا "دائیں ہاتھ سے کھاؤ" اس نے جواب دیا "میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا" حالانکہ اس کا ہاتھ بالکل صحیح تھا، اس کی یہ بے باکی دیکھ کر سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا "تو سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکے گا" پھر اس کا سیدھا ہاتھ ایسا بیکار ہوا کہ منہ تک جانے سے قاصر ہو گیا۔

☆ سورج پھرا اُلٹے قدم

حضرت امام طحاوی اور حضرت امام طبرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل فرمائی ہے کہ خیبر سے متصل مقام صہبا پہ حضور ﷺ جلوہ فرما تھے، آپ کا سر انور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زانو پر تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضور پرنور ﷺ نماز عصر ادا فرما چکے تھے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابھی ادا کرنی تھی، یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا،

حضرت علی المرتضیٰ ﷛ نمناک ہوگئے۔ آپ نے چشم ناز کھولی اور فرمایا "علی" تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا "نہیں" آپ نے بارگاہ خدا میں عرض کی اس دعا کے اثر سے سورج نکل آیا یہاں تک کہ دھوپ پہاڑوں پر اور زمین پر چمکنے لگی"۔

☆ یہ روایت بہت مشہور ہے اور اس کو امت کے جلیل القدر محدثین نے نقل فرمایا ہے۔

☆ حضور ﷺ کی رضا کے مطابق اللہ تعالیٰ نظام کائنات کو تبدیل فرما دیتا ہے۔ جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا' وہ ذرا غور کرنے کی زحمت گوارا کریں۔

تیری مرضی پا گیا' سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

☆ سورج کتنا بڑا وجود ہے' لیکن محبوب ﷺ کے اشارے سے لوٹ آیا' اس سے محبوب ﷺ کی خداداد طاقتوں کا اندازہ کیجئے۔

☆ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو ہر نبی کا کمال عطا فرمایا گیا ہے' حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کیلئے سورج کو لوٹا لیا گیا تو یہ کمال وجاہت ہمارے نبی اکرم ﷺ کو بھی عطا کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ صفات انبیاء کے جامع بن جائیں۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

☆ کہا جاتا ہے کہ وقت نہیں ٹھہرتا' نبوت میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ اس کی رضا پر وقت بھی ٹھہر جاتا ہے۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کی شان کرامت ظاہر ہوئی کہ آپ کیلئے سورج لوٹا دیا گیا۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کی شان ادب بھی ظاہر ہوئی کہ انہوں نے محبوب کے آرام کی خاطر نماز عصر جیسی نازک عبادت بھی قربان فرما دی۔

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

☆ ثابت ہوا کہ ہر عبادت سے بڑھ کر محبوب کی بارگاہ کا ادب واحترام مقدم ہے۔

☆ چاند اشارے سے ہو چاک

تفسیروں میں آتا ہے کہ ایک دن قریش کے سردار مثلاً ولید بن مغیرہ' ابوجہل' عاص بن وائل' اسود' نضر بن حارث وغیرہم اکٹھے ہوکر شاہ کونین ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اور ﴿یہ منصوبہ بنا کر آئے کہ چونکہ لوگ ان کو جادوگر کہتے ہیں اور یہ مسلم ہے کہ آسمان پر جادو نہیں چل سکتا۔ لہٰذا کوئی ایسی نشانی طلب کریں جس سے پتہ چل سکے کہ یہ جادوگر نہیں﴾ انہوں نے سوچ کر مطالبہ کیا کہ آپ اگر چاند کے دوٹکرے کرکے دکھا دیں تو ہم مان جائیں گے کہ آپ جادوگر نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ جب انہوں نے یہ مطالبہ کیا تو سرکار ﷺ نے پوچھا' اگر چاند دوٹکڑے ہو جائے تو تم ایمان لے آؤ گے' بولے بیشک ہم ایمان لے آئیں گے' حبیب خدا ﷺ نے دعا کی اور ازاں بعد جب چاند کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا تو چاند دوٹکڑے ہوگیا' یہ دیکھ کر ایک یہودی ایمان لے آیا مگر جن کے دلوں میں زنگ تھا وہ بولے یہ ابن ابی کبشہ نے جادو کیا ہے۔ سرکار ﷺ فرمارہے تھے اِشْهَدُوْا اِشْهَدُوْا یعنی دیکھ لو' دیکھ لو' مگر انہوں نے نہیں ماننا تھا وہ نہ مانے' بلکہ یہ مطالبہ کر دیا کہ آپ اس کو پھر ایک کر دیں تو آپ نے اشارہ فرمایا' چاند پھر ایک ہوگیا۔ ﴿تفسیر روح البیان ج۹ ص ۲۶۴' البرھان ص ۴۱۶﴾

☆ اگر رسول اللہ ﷺ کی انگلی کے اشارے میں یہ قوت ہے تو انگلی کی قوت کا کیا عالم ہوگا' پھر دست مبارک اور پھر بازوئے اقدس کی قوت کا کیا عالم ہوگا؟

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

☆ حضور سراپا نور ﷺ کی حکومت زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی ہے۔ کسی چیز کو ایمان کی حرارت نصیب نہیں ہو سکتی جب تک وہ آپ کو حاکم کل نہ تسلیم کر لے۔

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
اشارے سے چاند کو چیر دیا ڈوبے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

☆ جَآءَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور پرنور ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے کہ اچانک ایک اعرابی آ گیا سرکار مدینہ ﷺ نے اسے ایمان کی دعوت دی اس نے کہا آپ کے رسول ہونے پر کیا دلیل ہے آپ نے فرمایا ''یہ درخت جو نظر آ رہا ہے اگر یہ آ کر گواہی دے تو ایمان لے آئے گا'' اس نے کہا کیوں نہیں آپ نے درخت کو طلب فرمایا تو سب نے دیکھا کہ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہو گیا آپ نے اس سے تین مرتبہ گواہی لی تو اس نے تینوں بار با آواز گواہی دی پھر وہ آپ کی اجازت سے واپس اپنی جگہ پہ چلا گیا۔

﴿دارمی ج ۱ ص ۱۸﴾

جَاءَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ
شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ

☆ بیٹی زندہ کر دی

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل النبوۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک آدمی

کوحضور ﷺ نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ آپ میری مردہ بیٹی کو زندہ کر دیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا' یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا ''مجھے اپنی بیٹی کی قبر پر لے چل' جب وہ آپ کو اپنی بیٹی کی قبر پر لے گیا تو آپ نے فرمایا ''اے فلاں کی بیٹی'' قبر سے آواز آئی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ'' آپ نے فرمایا ''کیا تو دنیا میں دوبارہ آنا چاہتی ہے'' اس نے عرض کی' نہیں' یارسول اللہ! کیونکہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کو اپنے والدین اور آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔ ﴿حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۲﴾

☆ والدین مصطفےٰ کی شان

زرقانی شریف میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ سَاَلَ رَبَّہٗ' اَنْ یُّحْیِیُ اَبَوَیْہِ فَاَحْیَاھُمَا لَہٗ' فَآمَنَّا بِہٖ ثُمَّ اَمَاتَھُمَا' یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے التجا کی کہ ان کے والدین کو زندہ کر دے' رب تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا' پس وہ دونوں حضور ﷺ پر ایمان لائے اور پھر وصال فرما گئے۔

☆ اس روایت کو امت کے جلیل القدر محدثین نے تسلیم کیا ہے' حضرت امام ابن حجر علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ''یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ بہت سے محدثین حفاظ نے اسے صحیح فرمایا ہے۔ ﴿حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۲﴾

☆ ان کے علاوہ حضرت امام تلسمانی' حضرت امام اسماعیل حقی' حضرت امام عبدالباقی زرقانی' حضرت امام یوسف نبہانی' حضرت علامہ خطیب بغدادی' حضرت علامہ ابن عساکر' حضرت امام الحافظ ابن شاہین' حضرت امام ابوالقاسم سہیلی' حضرت امام القرطبی' حضرت امام محبّ الدین طبری' حضرت علامہ ابن المنیر ' حضرت امام جلال الدین سیوطی' حضرت امام فتح الدین سید الناس' حضرت علامہ عبدالحق دہلوی اور امام ابن عابدین شامی قدس اللہ اسرارھم نے اس حدیث کی صحت کی گواہی دی

ہے اور اپنی تصانیف قاہرہ میں اسے درج فرما کر والدین مصطفےٰ کی شان وایمان پر استدلال فرمایا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین۔

☆ بعض حضرات اس حدیث مبارک کو پڑھ کر خواہ مخواہ پریشان ہو جاتے ہیں، حالانکہ ان کو سوچنا چاہیے کہ جس محبوب اکرم ﷺ کی عزت وعظمت کیلئے اللہ تعالیٰ نے سورج کو واپس کر دیا، چاند کو دو ٹکڑے کر دیا، درختوں کو قدم عطا کر دیئے، بے زبانوں کو زبان بخش دی، پہاڑوں کو جان عطا کر دی، کیا اس کیلئے یہ مشکل ہے کہ وہ اس کی رضا کیلئے اس کے والدین کو زندہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ جیسے قبیح فعل پر بھی قادر ماننے والے ایسے حسین کام پر قادر کیوں نہیں مانتے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رضا کیلئے مردہ پرندوں کو زندہ کرنے والا خدا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رضا کیلئے مردہ جسموں کو روح دینے والا خدا، حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال کے طویل عرصے کے بعد بھی صحیح سلامت اٹھانے والا خدا، اپنے سب سے بڑے رسول کی رضا کیلئے کیا اس کے والدین کو زندہ نہیں کر سکتا؟ اگر کوئی کہے کہ کر سکتا ہے لیکن کیا تو نہیں، ہم کہیں گے، کیوں نہیں کیا، کیا امت کے جلیل القدر محدثین اور مفسرین سے تمہارا علم زیادہ وسیع ہے، احادیث کے ضعف اور صحت کے متعلق تمہاری رائے زیادہ معتبر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمہارے بغض کا کوئی علاج نہیں، فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان کے دلوں میں بیماری ہے، اور اللہ ان کی بیماری کو اور بڑھاتا ہے، اور انہی کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ﴿القرآن﴾

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر، کرے فیض و جود ہی سر بسر
تجھے کھائے منکر تپ سقر، تیرے دل میں کس سے بخار ہے

☆ کھجور کا تنا زندہ ہوگیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے حضور اقدس ﷺ مسجد نبوی میں

ایک خشک شدہ کھجور کے ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے' پھر آپ کیلئے منبر شریف تیار ہوا اور آپ منبر شریف پر جلوہ فرما ہوئے تو اس ستون نے بآواز بلند رونا شروع کر دیا۔ وہ اتنا رویا کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا۔ یہ دیکھ کر آپ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور اسے گلے سے لگا لیا۔ فَجَعَلَتْ تَاِنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِی یُسَکَّتُ حَتّٰی اسْتَقَرَّتْ' جب آپ نے اسے گلے سے لگا لیا تو اس نے بچے کی طرح ہچکیاں لینا شروع کر دیں' پھر وہ آہستہ آہستہ خاموش ہو گیا۔ ﴿بخاری شریف﴾

☆ بعض روایات میں وارد ہے کہ وہ ستون اتنے زور سے رویا کہ مسجد نبوی گونج اٹھی' آپ سرکار ﷺ نے فرمایا' اگر میں اسے چپ نہ کراتا تو یہ میرے غم میں قیامت تک روتا رہتا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ' جب بھی حدیث بیان فرماتے تو خود بھی روتے اور فرماتے' اَنْتُمْ اَحَقُّ اَنْ تَشْتَاقُوْنَ اِلٰی لِقَائِہٖ ﷺ یعنی اے کلمہ پڑھنے والو! تم رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کیلئے اس ستون کی نسبت رونے کے زیادہ حقدار ہو۔

بچھڑ گئے دلدار جنہاں دے اوہ روندے کد تھوڑا
روگاں وچوں روگ محمدؐ جس دا نام وچھوڑا

☆ یہ حدیث مبارک پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ زندگی روح کی محتاج نہیں' عشق مصطفٰے کی محتاج ہے۔ جن لوگوں کے پاس عشق مصطفٰے نہیں' وہ زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں' وہ انسان ہو کر بھی کَالْاَنْعَام بَلْ ھُمْ اَضَلُّ یعنی جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گذرے ہیں' اور جس کے پاس عشق مصطفٰے ہے' کھجور کا ستون ہے تو بھی زندہ ہے اور پہاڑ ہے تو بھی زندہ ہے' اور ابوجہل کے ہاتھ میں کنکر ہے تو بھی زندہ ہے۔

☆ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے وہ مردے زندہ کئے جن میں پہلے روح موجود تھی' روح لوٹا دی تو وہ زندہ ہو گئے' لیکن حضور محمد مصطفٰے ﷺ نے وہ مردے زندہ

کر دیئے' جن میں پہلے روح موجود ہی نہیں تھی۔ کھجور کا خشک تنا' روح سے عاری تھا' حضور ﷺ کے دست مبارک سے وہ ایسا زندہ ہوگیا کہ زندہ بھی اس پر رشک کرنے لگے۔

عاشق دا کم رونا دھونا بنا رون نہیں منظوری
دل رووے بھاویں اکھیاں روون' وچ عشق دے رون ضروری
کئی روندے نیں دید دی خاطر' کئی روندے وچ حضوری
اعظم عشق چہ رونا پینڈا بھاویں وصل ہووے بھاویں دوری

☆ اگر عشق مصطفٰے کی بدولت پتھر اور ستون زندہ ہیں تو داتا علی ہجویری' فرید گنج شکر' مجدد الف ثانی اور شاہ لاثانی جیسے لوگ کیوں نہیں زندہ' جن کی ساری عمر عشق مصطفٰے میں بسر ہوئی ہے۔

جنہاں عشق نمازں پڑھیاں اوہ لوگ کدی نہ مردے
کامل ولیاں دے در اتے' ویکھو اج وی دیوے بلدے

☆ ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اس ستون کو جنتی درخت بنا دیا' معلوم ہوا' جنت سرکار کی جاگیر ہے' جسے چاہتے ہیں عطا کر دیتے ہیں۔

☆ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کائنات کی ہر چیز کیلئے رسول بن کر آئے اور آپ ہر چیز کے غم کو جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے تسکین عطا کرتے ہیں۔

☆ محبوب پاک ﷺ کے ہجر و فراق میں رونا بہت بڑی دولت ہے۔ اس سے ایک ستون بھی جنتی بن جاتا ہے۔

محمد کی الفت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

☆ جس کے دست مبارک کی برکتوں سے بے روح ستون کو حیات ابدی مل گئی' اس کی اپنی حیات ابدی کے بارے میں شکوک کا اظہار کرتے ہوئے خدا کا خوف کرنا چاہیے۔

☆ حضور اقدس ﷺ خشک تنوں پر اتنے مہربان ہیں کہ ان کا رونا گوارا نہیں' کلمہ پڑھنے والے انسانوں پر کس قدر مہربان ہوں گے' امتی دوزخ میں گر جائے اور نبی دیکھتا رہے' یہ بات شان رحمت کے خلاف ہے۔

دوزخ میں' میں تو کیا مرا سایا نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

☆ دیوانہ' دانا بن گیا

حضرت ام جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک عورت اپنے گونگے اور دیوانے بچے کو لے کر حضور پرنور ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی یارسول اللہ میرے بچے کو یہ تکلیف ہے اور یہ بولتا بھی نہیں' آپ نے فرمایا ایک پیالے میں پانی لاؤ' وہ پیالے میں پانی لے آئی۔ آپ نے اس میں کلی فرمائی پھر دعا فرمائی اور فرمایا' لے جاؤ' یہ پانی اس بچے کو پلاؤ اور اس سے اسے غسل دو' اس عورت سے میں نے بھی کچھ تبرک لے لیا۔ میں نے وہ پانی اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا تو اس نے بہترین زندگی گزاری' پھر میں اس عورت سے بھی ملی' اس نے بتایا کہ میرا بیٹا بالکل تندرست ہو چکا ہے' اس کی مثل کوئی اور بیٹا نہیں' اور وہ دیوانہ بیٹا سب سے زیادہ عقلمند ہو گیا ہے۔ ﴿ابن ماجہ ص ۲۶۰﴾

☆ صحابہ کرام اپنی پریشانیاں' حضور دافع بلا' شافع روز جزا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے تھے۔

☆ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مشکل کشا حاجت روا اور دافع بلا بن کر آئے۔

☆ حضور پرنور ﷺ کا تبرک حاصل کرنا صحابہ کرام کیلئے جان ایمان تھا۔

☆ جس محبوب اقدس ﷺ کی کلی میں اتنی برکت ہے اس کے سارے وجود پاک میں کتنی برکت ہوگی' یہ وجود پاک کی ہی تو برکت ہے کہ ساری زمین پاک

ہو چکی ہے۔ اس مٹی سے تیمّم کر کے اہل اسلام عبادت کر سکتے ہیں' فرمایا جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً طُهُوْراً' میرے لئے ساری زمین پاک مسجد بن چکی ہے۔ ﴿مسلم شریف﴾

☆ عقل و دانش کی خیرات بھی میرے کریم ﷺ کے در دولت سے حاصل ہوتی ہے۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے کیا کیا ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

حضرات گرامی! یہ تھی محبوب کریم' مطلوب عظیم ﷺ کے معجزات کی ایک نورانی جھلک' جنہیں دیکھ کر خوش نصیب افراد کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے' جبکہ منکروں کے حسد و بغض میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک نے اسی لئے فرمایا فَلَمَّا جَآءَ هُمْ بِالْبَیِّنَاتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ "یعنی جب وہ رسول روشن نشانیاں لے کر آ گیا تو ﴿منکر﴾ بولے یہ تو کھلا جادو ہے۔ اللہ کریم ہمیں عظمت مصطفٰے کے سامنے سرنگوں رہنے کی توفیق عطا فرمائے' اور ہمیشہ اس بارگاہ کرم سے وابستہ رکھے' آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

☆☆☆

○❖○

کیا اوجِ کرامت ہے کیا شانِ عُلائی ہے
خالق نے تری خاطر ہر چیز بنائی ہے

آقا ترے ہاتھوں میں لولاک کی دولت ہے
آقا مرے ہاتھوں میں کشکول گدائی ہے

اس حسن سراپا کو کیوں کر نہ کہوں یکتا
طالب ہے خدا جسکا، مشتاق خدائی ہے

جس کا بھری دنیا میں غمخوار نہیں کوئی
اس کی مرے آقا نے ہر بات بنائی

اس شان سے کون آیا معمورہ ہستی میں
فرشوں پہ ہوا چرچا، عرشوں پہ دہائی ہے

اس شخص کے قدموں پر ہوتے ہیں فدا تارے
جس شخص نے سینے میں تری جوت جگائی ہے

ہر سمت ضیا چمکی ، ہر طور مہک پھیلی
دل نے تیری یادوں سے کیا بزم سجائی ہے

کیا بچھڑے تیرے در سے سینے سے اٹھے نالے
کس درجہ الم افزا یہ شام جدائی ہے

جب دیکھا فرشتوں نے محشر میں غلاؔم انکا
سب کہنے لگے چھوڑو! طیبہ کا فدائی ہے

***

درود وسلام

○❖○

تیری طلب ہے دل کی تمنا کہیں جسے
تیری لگن ہے جان کا سودا کہیں جسے

ایماں ہے تیرے نورِ محبت کی روشنی
عرفاں ہے تیرے شوق کا جلوہ کہیں جسے

ذرے ہیں تیری راہِ وفا کے مہ و نجوم
سورج ہے تیرا نقشِ کف پا کہیں جسے

تیری نظر ہے سرمہ مازاغ کی امیں
تیرا دہن ہے غنچہ اوحی کہیں جسے

بادل ٹھٹک گئے تری زلفوں کو دیکھ کر
چہرہ ترا ہے نور کا ہالہ کہیں جسے

آہٹ سے تیرے پاؤں کی، جاگے دلوں کے تار
تقدیر گر ہے تیرا اشارہ کہیں جسے

قصرِ دنا کی خلوتِ نازاں ترا قیام
تیرا سفر ہے کہ اسریٰ کہیں جسے

تیری ادا سے وحدت حق کو ملا فروغ
لطف خدا ہے تیرا سراپا کہیں جسے

تیرا غلام زار ہو ہر شے سے بے نیاز
عقبیٰ کہیں کہ لذت دنیا کہیں جسے

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّخَذَهُ اللّٰهُ حَبِیْباً فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ وَالدِّیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً.

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی! ہمارے نبی حضور سراپا نور ﷺ محبوبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز المرام ہیں' اللہ تعالیٰ بھی آپ کی ذات والاصفات پر درود بھیجتا ہے' اس کے فرشتے بھی درود پڑھتے ہیں اور ساری کائنات کے ایمان دار بھی درود وسلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں۔

''میں جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو مواجہہ شریف میں حاضری دی تو وہاں چشم دل سے مشاہدہ کیا کہ سرور عالم ﷺ کا وجود مبارک عرش سے فرش تک مرکز جمیع کائنات ہے' ہر چند کہ وہاب مطلق ﴿عطا فرمانے والا﴾ اللہ تعالیٰ ہی ہے' لیکن جس کسی کو فیض پہنچا ہے۔ وہ حضور ﷺ کے وسیلہ سے ہی پہنچا ہے۔ اور مہمات ملک وملکوت حضور ﷺ کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں۔ گویا ساری خدائی کو انعامات شب و روز روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں۔ ﴿مقامات امام ربانی ص ۱۱۲﴾

معدن اسرار علام الغیوب
برزخ بحرین امکان و وجوب

جب آپ کی برکات وتوجہات سے ساری کائنات کو فیضان ربوبیت نصیب ہو رہا ہے تو اظہار تشکر کیلئے آپ کی بارگاہ میں ساری کائنات کو درود وسلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا' اللہ کریم نے فرمایا ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی محترم پر درود پڑھتے ہیں' ایمان والو' تم بھی اس پر درود پڑھو اور اس طرح سلام پڑھو جیسے سلام پڑھنے کا حق ہے۔ ﴿القرآن﴾

☆ جملہ اسمیہ سے آغاز

حضرات محترم! اس آیت کریمہ کا آغاز جملہ اسمیہ سے ہوا جو دوام تجددی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اکرم ﷺ پر درود بھیجتا رہتا ہے اور فرشتے بھی درود پڑھتے رہتے ہیں' ایک لمحہ کیلئے بھی اس عمل میں کبھی تعطل واقع نہیں ہوا۔ پھر یُصَلُّوْنَ میں بھی استمرار پایا جاتا ہے۔ ادھر مَلَائِکَتَه' میں اربوں کھربوں کی تعداد میں فرشتوں کا ذکر ہے۔ جن کے تکوینی امور میں بھی مختلف فرائض ہیں۔ فرشتے عبادت بھی کرتے ہیں۔ رزق بھی تقسیم کرتے ہیں' بارش بھی برساتے ہیں' جنت اور دوزخ کے نظامات بھی چلاتے ہیں' عرش الٰہی کو بھی اٹھاتے ہیں اور اس کے گرد اگرد طواف بھی کرتے ہیں۔ موت وحیات کے بہت سے کام بھی سرانجام دیتے ہیں' سب فرشتے جو فرض بھی پورا کریں' درود پڑھنا ان کا فریضہ مشترکہ ہے۔ دیکھئے اس قادر کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے تذکار حسنہ کا کیسا حسین اور عظیم بندوبست کر رکھا ہے۔

☆ صلوٰۃ اللہ کا مفہوم

صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے' صَلوٰةُ اللّٰهِ ثَنَاءُ ہ' عِنْدَ الْمَلاَئِکَةِ وَصَلوٰةُ الْمَلاَئِکَةِ الدُّعَاءِ یعنی اللہ کا درود یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے اپنے

محبوب ﷺ کی تعریف بیان کرتا ہے اور فرشتوں کا درود ﴿ان کے بارے میں﴾ دعا ہے۔ یہ حدیث پاک بتا رہی ہے کہ خود رب کائنات اپنے رسول کائنات کا ذکر فرماتا ہے۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

پھر یاد رکھیں کہ درود بھیجنا' رب تعالیٰ کا اپنا فعل ہے اس لئے یہ ہر حال میں مقبول ہے۔ علماء کرام کہتے ہیں ریاکاری کی عبادت و ریاضت قبول نہیں ہوتی' بلکہ قرآن پاک بھی کہتا ہے' فَوَیۡلٌ" لِّلۡمُصَلِّیۡنَ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلٰوتِهِمۡ سَاهُوۡنَ لیکن درود پاک ایک ایسا عمل ہے کہ آدمی ریاکاری سے بھی پڑھے تو پھر بھی مقبول ہے۔ بلکہ ہر نیک عمل کے اول آخر پڑھا جائے تو اس کے صدقے اس عمل کی کمی بیشی بھی نظر انداز کر دی جاتی ہے۔

مشکل جو سر پہ آ پڑی' تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام' تجھ پہ درود اور سلام

☆ درود وسلام کا حکم

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب فرمایا کہ تم بھی اس محبوب کریم پر درود وسلام پڑھا کرو' سلام پر خصوصی زور دیا' اور زیادہ تاکید فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان ''اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ'' پڑھ کے حکم صلوۃ پر بھی عمل کرتے ہیں اور حکم سلام پر بھی عمل کرتے ہیں۔ ہم صیغہ خطاب سے اس لئے بھی درود وسلام پڑھتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولا ﷺ اہل محبت کا درود وسلام اپنے گوش مبارک سے سماعت فرماتے ہیں' جو محبوب اکرم ﷺ اپنے گوش مبارک سے بلال کے جوتے کی آواز جنت کے بازار میں سن سکتا ہے کیا ہم غریبوں کی صدائے درود وسلام کو نہیں سن سکتا۔

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
ہم یہاں سے پڑھیں' وہ وہاں پہ سنیں
مصطفٰے کی سماعت پہ لاکھوں سلام

درود وسلام ...... احادیث نبویہ کی روشنی میں

اس عنوان کے تحت ہم سرکار مدینہ' سرور قلب وسینہ ﷺ کی چند احادیث مبارکہ بیان کرنیکا شرف حاصل کرتے ہیں' ذرا کشکول سماعت کو وا کر کے بیٹھیں۔

﴿۱﴾ حضور فخر موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْراً وَکَتَبَ لَہ' عَشَرَ حَسَنَاتٍ یعنی جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اسے دس نیکیاں عطا کرتا ہے۔ ﴿ترمذی شریف﴾

﴿۲﴾ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ سرکار رسالت ﷺ کو بہت ہی خوش دیکھا' میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا' ابھی جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس آئے اورانہوں نے کہا اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیکَ یَامُحَمَّدُ اَنْ لَّایُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ'' مِنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَشْراً وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ'' مِنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْراً' اے محمد مصطفٰے! آپ کا رب فرماتا ہے' کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کا کوئی بھی امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کر دوں اور وہ آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔ ﴿نسائی شریف﴾

﴿۳﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی' حالانکہ رسول اللہ ﷺ صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما تھے'

میں نے نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور سرکار رسالت ﷺ کی بارگاہ میں درود پاک عرض کیا۔ اور اپنے لئے دعا کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا سَلْ تُعْطَه، سَلْ تُعْطَه، مانگ، تجھے عطا کیا جائے گا، مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔

﴿ترمذی شریف﴾

ہو ہو دیاں ضرباں لائی جا
جیویں من دا ای یار منائی جا
تینوں اکو ای کم دی میں گل دساں
سوہنے تے درود پہچائی جا

﴿۴﴾ حضور جان کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھا کرو فَاِنَّ صَلاتَکُمْ مَغْفِرَۃٌ لِّذُنُوبِکُمْ وَاطْلُبُوْا اِلَیَّ الدَّرَجَةَ وَالْوَسِیْلَةَ فَاِنَّ وَسِیْلَتِی عِنْدَ رَبِّیْ شَفَاعَةٌ لَّکُمْ بیشک تمہارا درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کی مغفرت ہے، اور میرے لئے درجہ اور وسیلہ کی دعا کیا کرو بیشک میرا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہارے لئے شفاعت ہے۔ ﴿جامع صغیر﴾

﴿۵﴾ حضور باعث شش جہات ﷺ نے ارشاد فرمایا زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلوٰۃِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پاک پڑھ کر زینت دیا کرو، بیشک تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

﴿۶﴾ حضور جامع الصفات ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری ذات اقدس پر کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھا کرو، لِاَنَّ اَوَّلَ مَا تُسْئَلُوْنَ فِی الْقَبْرِ عَنِّیْ کیونکہ قبر میں پہلے تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا" ﴿سعادۃ الدارین﴾

اللہ اکبر! دنیا تو دنیا، قبر و حشر میں بھی حضور فخر دو عالم ﷺ کے تذکرے ہوں گے، اور اس کی نجات ہوگی جو آپ کے رخ والضحیٰ کو پہچانتا ہوگا، کاش کوئی دل اسی سے آپ کی شان و عظمت اور اہمیت و ضرورت کو محسوس کر لے، اور عشق

مصطفٰے کا نور لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔ بیڑا پار ہو جائے گا۔

ذکر سرکار کی ہیں بڑی برکتیں، مل گئی راحتیں، عظمتیں، رفعتیں
میں گنہگار تھا، بے عمل تھا مگر، مصطفٰے نے مجھے جنتی کر دیا
لمحہ لمحہ ہے مجھ پر نبی کی عطا، دوستو اور مانگوں میں مولا سے کیا
میں سجاتا تھا سرکار کی محفلیں، مجھ کو ہر غم سے رب نے بری کر دیا

☆ چند ایمان افروز واقعات

درود پاک اور سلام پاک کا بڑا مقام ہے، جن لوگوں نے اس وظیفے کو اپنی جان سے بھی عزیز رکھا، قدم قدم پر انہیں دنیا و آخرت کی کامیابیاں نصیب ہوئیں، اسی لئے تو ہم عرض کرتے ہیں۔

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جلوۂ نور وحدت پہ لاکھوں سلام
الغرض ان کے ہر مو پہ بے حد درود
ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

☆ خوانِ کرم سے خیرات مل گئی

حضرت ابوحفص حداد رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو ایک وقت ایسا بھی آ گیا کہ میرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ بھوک انتہا کو پہنچ چکی تھی، اسی عالم میں پندرہ روز گذر گئے۔ جب میں زیادہ ہی نڈھال ہو گیا تو میں نے اپنا پیٹ روضہ انور کے ساتھ لگا دیا اور کثرت سے درود پاک

پڑھا' پھر عرض کی' "حضور! اپنے مہمان کو کچھ کھلایئے' بھوک نے دم توڑ دیا ہے' اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نیند غالب کر دی' اور میں سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت سے شادکام ہوا۔ آپ کی دائیں طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں' بائیں طرف حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور سامنے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اٹھو' حضور تشریف فرما ہیں' میں اٹھا اور آپ کی دست بوسی کی۔ آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی' جب میں نے آدھی روٹی کھالی تو پھر میری آنکھ کھل گئی' میں نے بیدار ہوکر دیکھا کہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ ﴿سعادۃ الدارین ص ۱۳۴﴾

کیا ہی شہر طیبہ میں بھیڑ ہے فقیروں کی
ایک دینے والا ہے' سارا جگ سوالی ہے

☆ بادشاہ کو شفا نصیب ہوگئی

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ بیمار ہوگیا' اسے حضرت شبلی علیہ الرحمہ کی آمد کے بارے میں علم ہوا تو اس نے پیغام بھیجا کہ آپ یہاں تشریف لائیں۔ جب آپ تشریف لائے تو اس کی حالت دیکھ کر فرمایا "بادشاہ! فکر نہ کرو' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آج ہی آرام آجائے گا' پھر آپ نے درود پاک پڑھ کر اس کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ اسی وقت تندرست ہوگیا۔

درود پاک کی یہ برکت ہے۔

☆ سرکار مشکل کشا ہیں

حضرت شیخ عبدالواحد علیہ الرحمہ نے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی اپنے باپ کے ہمراہ مکہ مکرمہ گیا' واپس ہوئے تو ایک منزل پر اس کا باپ فوت ہوگیا' اور اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا' اس آدمی کو اسی غم و اندوہ کے عالم میں نیند آ گئی' اس نے عالم خواب میں دیکھا کہ چار سوڈانی اپنی گرزوں سے اس کے باپ کو

مارنا چاہتے تھے کہ اچانک ایک حسین وجمیل بزرگ سبز پیراہن میں تشریف لے آئے' انہوں نے آتے ہی فرمایا' پیچھے ہٹ جاؤ' یہ حکم سن کر وہ چاروں سوڈانی پیچھے ہٹ گئے۔ پھر اس بزرگ نے اس کے باپ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے پاس آ کر فرمانے لگے' اٹھو! اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کا چہرہ روشن کر دیا ہے' اس نے عرض کی' آپ کون ہیں' اس بزرگ نے فرمایا ''میں محمد رسول اللہ ہوں'' پھر اس نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کے باپ کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ اس نے اچھے طریقے سے اس کی تدفین کا کام سرانجام دیا اور بتایا کہ اس کا باپ ﴿گنہگار تھا مگر﴾ کثرت سے درود پاک پڑھا کرتا تھا۔

﴿سعادۃ الدارین ص ۱۲۶﴾

ہر کہ باشد عامل صلوٰۃ مدام
آتش دوزخ شود بروے حرام
برمحمد می رسانم صد سلام
آں شفیع مجرماں یوم القیام

☆ اگر بخشش چاہیے

حضرت ابوالحسن بغدادی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن حامد علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے' آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھ پر رحم فرمایا ہے' پھر انہوں نے پوچھا ''مجھے بھی کوئی ایسا عمل بتا دیں' جس سے میں بھی جنت میں چلا جاؤں'' آپ نے فرمایا ہزار رکعت نفل پڑھو اور ہر رکعت میں ہزار بار قل ھو اللہ احد پڑھو' انہوں نے عرض کیا' اس عمل کی مجھ میں طاقت نہیں' آپ نے فرمایا اگر یہ نہیں کر سکتے تو ہر رات رسول اکرم ﷺ پر ہزار بار درود پاک پڑھا کرو' ﴿القول البدیع ص ۱۱۷﴾

دوبارہ وزارت مل گئی

علی بن عیسیٰ منصب وزارت پر فائز تھے وہ کہتے ہیں کہ وہ کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھا کرتے تھے' ایک مرتبہ بادشاہ نے مجھے منصب وزارت سے معزول کر دیا تو میں نے دیکھا کہ میں ایک دراز گوش پر سوار ہوں' پھر مجھے حضور سرور لولاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں براہ ادب جلدی سے نیچے اتر گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے علی' اپنی جگہ واپس چلا جا''۔ میری آنکھ کھل گئی اور صبح ہوئی تو بادشاہ نے مجھے بلا کر دوبارہ وزارت سونپ دی' یہ بھی درود پاک کی برکت ہے۔

﴿سعادۃ الدارین ص ۱۳۷﴾

آپ کا نام نامی ہے صلی علیٰ
ہر جگہ' ہر مصیبت میں کام آ گیا

☆ مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

ایک عظیم بزرگ حضرت محمد بن سعید بن مطرف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا کہ اتنی مقدار میں درود پاک پڑھ کر سویا کروں گا' پھر میں روزانہ درود پاک پڑھتا رہا۔ ایک دن میں اپنے بالا خانے میں درود پاک پڑھ کر بیٹھا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی' اتفاق سے میری بیوی اسی بالا خانے میں سوئی ہوئی تھی' کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سرور کائنات ﷺ بالا خانے کے دروازے سے اندر داخل ہوئے' آپ کے نور سے بالا خانہ چمک اٹھا' آپ نے مجھے فرمایا ''اے پیارے امتی جس منہ سے تو درود پاک پڑھتا ہے' قریب آ کہ ہم اس منہ کو بوسہ عطا کریں' میں نے ﴿عاجزی کے﴾ خیال سے منہ ہٹالیا۔ پھر آپ ﷺ نے میرے رخسار کو بوسہ دیا' پھر تو ایسی خوشبو پیدا ہوئی جس کے سامنے دنیا کی تمام خوشبوئیں ہیچ ہیں۔ اس خوشبو سے میری بیوی بھی بیدار ہوگئی۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ میرے رخسار سے آٹھ روز تک خوشبو آتی رہی۔

﴿جذب القلوب ص ۲۶۵﴾

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یارسول اللہ

☆ ایک لاکھ انسانوں کی شفاعت

حضرت شیخ ابوالمواہب شاذلی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں سرکار ابدقرار ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا ''اے شاذلی! تو میری امت کے ایک لاکھ انسانوں کی شفاعت کرے گا' میں نے عرض کی حضور! مجھے یہ انعام کس وجہ سے عطا ہوا ہے' آپ نے فرمایا'' تو میری بارگاہ میں درود پاک کا نذرانہ جو پیش کرتا ہے' ﴿سعادۃ الدارین ص ۱۳۲﴾

منگتے کو ہر اک شے ملتی ہے سرکار کے دامن رحمت سے
آقا کا کرم ماشاء اللہ' آقا کی عطا سبحان اللہ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

☆☆☆

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

○❖○

حمد ، یعنی ہے جنابِ کبریا کے واسطے !
نعت ، شایاں ہے شہِ ہر دوسرا کے واسطے

حمد باری ہے جہاں میں بیکسوں کا آسرا
نعتِ محبوبِ خدا ہے دہر میں مشکل کشا

حمد کیا ہے ، نغمہ توحید کی آواز ہے
نعت ، اظہار محبت کا حسیں انداز ہے

اس سے ملتا ہے جو انساں کو مقام زندگی
اس سے ہمدوشِ سحر ہوتی ہے شامِ زندگی

حمد کی لذت سے کھلتے ہیں گلوں کے بانکپن
نعت کی حدت سے کھل اٹھتے ہیں کلیوں کے بدن

حمد سے عقدہ کشائی ہے نفی اثبات کی
نعت سے جلوہ نمائی ہے صفات و ذات کی

حمد نے بخشا ہے انساں کو پیام دوستی
نعت سے ملتا ہے دوراں کو نظام دوستی

جنکے سینے فیضِ حمد و نعت سے معمور ہیں
ان کی دنیا سے جہالت کے اندھیرے دور ہیں

جو سرور حمد ، نور نعت سے سرشار ہیں
دو جہاں ان کے گدائے در ، غلامِ زار ہیں

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سيد الانبياء والمرسلين وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِىْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ

اَلصَّلٰوةُ والسَّلام عليك يا رسول اللّٰه

وعلٰى الك واصحابك يا حبيب اللّٰه

حضرات گرامی! آج کی اس نورانی وعرفانی نشست میں یہ احقر العباد آپ کے سامنے حضرت کلیم طور نبوت' یار غار رسالت' محرم راز مشیت' پاسبان ملک خلافت خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی ذات گرامی صفات کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہے۔

آں امن الناس بر مولائے ما

آں کلیم اول سینائے ما

ہمت اوُ کشت ملت را چوں ابر

ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

قرآن پاک نے بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی سیرت و کردار کے روشن پہلوؤں کا ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً آپ کی صداقت کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے...... آپ کی سخاوت کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے...... آپ کے تقویٰ اور طہارت کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے...... آپ کے ایمان کی اولیت کا ذکر

بھی قرآن میں موجود ہے...... آپ کے ادب و استقامت کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے...... آپ کی غیرت و حمیت کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے...... آپ کی رضا اور عبادت کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے...... آپ کی ہجرت اور خلافت کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے۔ آیئے قرآن پاک سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہیں۔

☆ صداقت کا ذکر

حضور سراپا نور ﷺ اس کائنات ارضی میں حق و صداقت کے علمبردار بن کر آئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے آپ کی تعلیمات کو قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جذبہ کاملہ کی تعریف فرمائی۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ' اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس سچ کی تصدیق فرمائی' یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔ ﴿القرآن﴾ شیعہ حضرات کی نامور شخصیت علامہ طبرسی نے اپنی تفسیر ''مجمع البیان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے' وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَصَدَّقَ بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ ' یعنی سچ کو لانے والے رسول اللہ ﷺ ہیں اور سچ کی تصدیق فرمانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حضرات گرامی! اس آیت کریمہ سے آپ کا لقب مبارک ''صدیق'' ثابت ہو رہا ہے۔ یاد رکھیں کہ محبوبان خدا کی درجہ بندی میں ''صدیق'' کا دوسرا نمبر ہے۔ ارشاد باری ہے۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ' اللہ تعالیٰ نے نبیوں' صدیقوں' شہیدوں اور صالح انسانوں پر اپنا انعام فرمایا۔ ﴿القرآن﴾ اسی لئے ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء یعنی انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل انسان تسلیم کرتے ہیں۔ یہ درجہ بندی کسی ''مولوی'' نے نہیں کی' خود رب العالمین نے فرمائی ہے۔ ایک

حدیث پاک بھی سن لیجئے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا اُسْکُتْ یَا اُحُدُ فَاِنَّ عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ' اے احد ٹھہر جا' تیرے اوپر ایک نبی ہے' ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں' دیکھا آپ نے' زبان رسالت نے بھی' درجہ نبوت کے بعد درجہ صداقت کا ذکر فرمایا ہے۔

زمانے بھر سے ہے رتبہ فرا صدیق اکبر کا
نبی' صدیق اکبر کا' خدا صدیق اکبر کا

مذکورہ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی نگاہ رسالت دور استقبال کے پردوں کو پاش کر رہی ہے۔ ابھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے تھے' لیکن آپ نے بہت پہلے سارا کچھ بیان فرما دیا۔ اسی وصف عظیم کا نام ''عطائی علم غیب'' ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ان حضرات ثلاثہ کا بہت زیادہ مقام اور مرتبہ ہے۔

ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔

چارے یار نبی دے عاشق' نیں کوئی دسدا چاراں ورگا
نہ ہویا تے نہ ہوسی کوئی اینہاں جان نثاراں ورگا
نہ اس دھرتی پیدا کیتا' اینہاں تابعداراں ورگا
اعظم شان صدیق کی پچھنا' اکو یار ہزاراں ورگا

☆ سخاوت کا ذکر

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سخاوت ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے ہر موڑ پر اپنے مال و اسباب کو اسلام اور پیغمبر اسلام کی خدمت میں خرچ کر دیا۔ ایک مرتبہ آپ نے دن کی روشنی میں رات کی تاریکی میں' خفیہ طور پر اور علانیہ طور پر سخاوت فرمائی۔ قرآن پاک نے اس ادا کو ہمیشہ کیلئے محفوظ فرما لیا' اِنَّ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ' سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنی جو لوگ' رات کو اور دن کو' خفیہ اور علانیہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں' ان کیلئے ان کے رب کے پاس بہترین اجر و ثواب ہے' اور نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ ان کیلئے کوئی حزن ﴿القرآن﴾ مفسرین امت کا اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان سخاوت میں نازل ہوئی۔ نیز اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا مال بھی اللہ تعالیٰ کو قبول ہے اور آپ کی ذات بھی قبول ہے۔ آپ دنیا و آخرت میں بے خوف اور بے خطر رہیں گے' کوئی لاکھ آپ کی عظمت اور جلالت پر انگشت اعتراض اٹھائے' آپ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن جو آپ کو دو جہان کی آزادی کا پروانہ فراہم کر رہا ہے۔

خدا نے مرتبہ بالا کیا صدیق اکبر کا
کلام اللہ نے خطبہ پڑھا صدیق اکبر کا

حضرات گرامی! حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہی اپنا سارا مال حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ ہجرت کی رات بھی' جو کچھ گھر میں موجود تھا' لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسجد نبوی کی تعمیر و تشکیل میں بھی آپ کا مال صرف ہوا' جیش عسرت کے موقع پر تو آپ نے تاریخی اقدام کا مظاہرہ فرمایا۔ اپنے سارے گھر کا سارا ساز و سامان اٹھا کر لے آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو' عرض کی ''اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں'' وارفتگی کا ایسا منظر چشم فلک نے کہاں دیکھا ہوگا۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

☆ تقویٰ و طہارت کا ذکر

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ اور طہارت کا ذکر بھی قرآن پاک

نے بیان فرمایا وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ' وہ سب سے بڑا متقی جو اپنے مال کو اس لئے خرچ کرتا ہے کہ پاک ہو جائے ﴿القرآن﴾ مفسرین امت کا اتفاق ہے کہ یہ آیت مبارکہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان طہارت میں نازل ہوئی۔ تمام اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی تمام صحابہ کرام سے افضل ہے۔ اس کی دلیل کامل یہی آیت مبارکہ ہے۔ چونکہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''الاتقیٰ'' یعنی سب سے بڑا متقی قرار دیا تو قرآن پاک کے قانون کے مطابق جو سب سے بڑا متقی ہوگا وہی سب سے بڑا بزرگ ہوگا۔ ارشاد باری ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم میں سب سے بڑا بزرگ وہی ہے جو سب سے بڑا متقی ہے۔ ﴿القرآن﴾ ایک اور مقام پر آپ کو ''اُولُوالْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَة'' جو تم میں فضل والے اور وسعت والے ہیں' کا لقب دیا گیا ہے۔ ﴿القرآن﴾ ان دلائل قطعی کی موجودگی میں آپ کی افضلیت واکملیت نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔

☆ ایمان کی اولیت کا ذکر

اس حقیقت پر تمام مفکرین ومورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور آپ کی تبلیغ دین کی برکت سے بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام نے حضور پرنور ﷺ کی غلامی اختیار کی۔ قرآن پاک نے اس قدسی جماعت کا بڑے خوبصورت انداز سے ذکر فرمایا' اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ یعنی سابقین اور اولین' مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے ہوں' اور جن لوگوں نے ان کی اچھائی کے ساتھ اتباع کی' اللہ ان سب کے ساتھ راضی ہو گیا اور وہ اللہ کے ساتھ راضی ہو گئے۔ ﴿القرآن﴾

یہ آیت مبارکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت ایمان کو بیان کر رہی ہے۔

حضرت صدیق اکبر ﷛ السابقون الاولون سے بھی سابق و اول ہیں' لہٰذا ان کی رفعت ایمانی کا کیا عالم ہوگا۔ حضور ﷺ نے انہی کے بارے میں فرمایا ابوبکر صدیق کا ایمان سب سے زیادہ وزنی ہے' اور ارشاد فرمایا' جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا' ابوبکر صدیق نے میری تصدیق فرمائی' اور فرمایا' اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں داخل کیا' میں نے وہ کچھ ابوبکر صدیق کے سینے میں داخل کر دیا۔ اسی لئے تو اقبال کہتے ہیں۔

ذرۂ عشق نبی از حق طلب
سوز صدیق و علیٰ از حق طلب
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضےٰ' سوز صدیق دے

☆ ادب و استقامت کا ذکر

حضرت صدیق اکبر ﷛ اور حضرت عمر فاروق اعظم ﷛ سراپا ادب مصطفےٰ اور سراسر عشق مصطفےٰ کی عملی تصویر تھے۔ یہ دونوں بزرگ' حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ رسالت میں اپنی آوازوں کو پست رکھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی اس ادا کو قرآن پاک میں محفوظ فرمایا اور تمام امت مرحومہ کیلئے قابل تقلید قرار دیا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی جو لوگ رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں' یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کیلئے چن لیا۔ انہی کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ ﴿القرآن﴾ مفسرین امت کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت صدیق اور حضرت فاروق کی شان ادب میں نازل ہوئی۔ اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کریم کو اپنے محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ کا ادب و احترام ازحد عزیز اور مقبول ہے۔ جس کے

دل میں جتنا زیادہ ادب و احترام ہوگا۔ اس کا مقام بھی اتنا ہی زیادہ بلند ہوگا۔ پھر استقامت تو آپ کی بہت مشہور ہے۔ آپ نے نام مصطفےٰ کی خاطر پتھر کھائے' گھر بار چھوڑا۔ نازک سے نازک حالات میں بھی ہرگز پریشان نہ ہوئے آپ ہر طوفان باطل کے سامنے سینہ سپر ہوگئے۔ یہی لوگ ہیں جن کو قرآن پاک نے داد عطا فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے' پھر انہوں نے اس پر استقامت کا مظاہرہ کیا تو اللہ ان پر فرشتے نازل فرماتا ہے۔ ﴿القرآن﴾ اس آیت مبارکہ کے بھی اولین مستحق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ غیرت وحمیت کا ذکر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غیرت اسلامی اور حمیت ملی کے جذبوں سے مالا مال تھے' آپ کے سامنے یہود نے زکوٰۃ پر اعتراض کیا اور کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ آپ نے اس قول کے قائل کے تھپڑ رسید کر دیا۔ بعد میں معاملہ بارگاہ رسالت میں پہنچ گیا' تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعلیٰ کردار کی گواہی دی۔ فرمایا لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ" وَنَحْنُ اَغْنِیَاءُ یعنی اللہ نے ان لوگوں کی بات ضرور سنی' جن لوگوں نے کہا کہ "اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں" ﴿القرآن﴾ یہ آیت کریمہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان غیرت و حمیت میں نازل ہوئی۔ آپ بہت غیور اور بہادر انسان تھے' حدیبیہ کے مقام پر جب سفیر قریش نے کہا کہ "صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ جائیں گے' تو آپ نے فوراً جواب دیا' تو جا اپنے معبود لات کی شرمگاہ چوم' ہم کیوں اپنے رسول کو چھوڑ دیں گے' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مشن تھا کہ حضور پرنور ﷺ کا دفاع کیا جائے اور آپ کے ہر دشمن کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔ تاریخ کا وہ لمحہ کسے یاد نہیں ہوگا' جب وصال مصطفےٰ کے بعد عرب کے قبائل ارتداد کا شکار

ہو گئے اور کچھ نے ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے مسلیمہ کذاب کی غلامی قبول کر لی۔ بہت نازک حالات تھے۔ آپ نے عظیم الشان غیرت اور قیادت کا مظاہرہ فرمایا' بہت سے صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ ان نازک حالات میں لشکر اسامہ کو روانہ نہ کیا جائے جن میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسی سربر آوردہ شخصیت بھی شامل تھی۔ آپ نے جلال میں آ کر فرمایا' اے عمر تم جاہلیت میں بہادر تھے تو کیا اسلام میں آنے کے بعد بزدل ہو گئے ہو' میں ہرگز رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے لشکر کو نہیں روکوں گا۔ لہٰذا آپ کی غیرت قوی اور عزم و استقامت کی بدولت لشکر اسامہ فتح و نصرت کے شادیانے بجاتا ہوا واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی قبائل عرب پر آپ کی غیرت اور شجاعت' جلالت اور استقامت کی دھاک بیٹھ گئی' گویا قرآن پاک نے آپ کی جس غیرت اور ہمیت کو بطور مثال پیش کیا تھا آپ نے واقعی اس کا حق ادا کر دیا۔

اہل دل پر نقش ہے غیرت حمیت آپ کی
اللہ اللہ کیا عظیم الشان ہے عظمت آپ کی

☆ رضا اور عبادت کا ذکر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقام رضا کی بلندیوں پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى** اور آپ کا رب آپ کو راضی کرے گا' اسی طرح یار غار رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیت نازل فرمائی' **وَلَسَوْفَ يَرْضٰى**' اللہ تعالیٰ اسے راضی کرے گا ﴿القرآن﴾ مفسرین امت کے نزدیک یہ آیت بھی آپ کی شان رضا و عبادت میں نازل ہوئی ہے۔ مستند روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ نے اپنے گھر کا سارا مال و اسباب اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اے محبوب! پوچھیے! ابوبکر

اپنے رب کے ساتھ راضی بھی ہے یا نہیں، یہی وہ مقام رضا اور شان خودی ہے جس کا ذکر علامہ اقبال نے کیا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

☆ ہجرت اور خلافت کا ذکر

حضور سرور عالم ﷺ کے سب سے قابل اعتماد ساتھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، اسی لئے آپ نے مشکل ترین سفر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا۔ جب کفار مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو حضور سراپا نور ﷺ نے ہجرت کی تیاری فرمائی۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر نبوت پر لٹایا اور صبح لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کی ہدایت فرمائی، خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کاشانہ صداقت کی طرف چل پڑے۔ اللہ، اللہ! دنیا کی امانتیں، حضرت علی المرتضیٰ کے حوالے اور اللہ تعالیٰ کی امانت حضرت صدیق اکبر کے حوالے، ہم اُس امانت دار کو بھی مانتے ہیں...... ہم اِس امانت دار کو بھی مانتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک پر سورۃ یٰسین مسکرا رہی تھی۔ ذرا غور کیجئے، آپ کاشانہ صداقت کے راستے پر چل رہے ہیں اور قرآن فرما رہا ہے اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ آپ رسولوں میں شامل ہیں اور سیدھے راستہ پر گامزن ہیں ﴿القرآن﴾ گویا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف جانے والا راستہ سیدھا راستہ ہے۔ روایات میں آتا ہے، کہ حضور اقدس ﷺ کافروں کا گھیرا توڑ کر گذر گئے، لیکن کسی کافر کو نظر نہ آئے۔ اللہ اکبر، نبی حضرت علی اور حضرت ابوبکر کو تو دکھائی دے رہے تھے، لیکن ابوجہل اور ابولہب کو دکھائی نہ دے رہے تھے۔ معلوم ہوا، نبی، موجود ہیں لیکن بیگانوں کو نظر نہیں آتے، اپنے تو اس حسن کو رعنائی کے جلووں کو مشاہدہ کرتے رہتے ہیں ...... ارے

ابوجہل کی آنکھ اور ہے...... اور ابوبکر کی آنکھ اور ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

سیدنا صدیق اکبر ﷺ سراپا انتظار تھے اور ہر رات بیدار رہتے نجانے کب محبوب کی آمد ہو جائے وہ مقدر والی رات بھی آ گئی صدیق کو حاصل تمنا نصیب ہو گیا۔

آج کی رات میسر ہے جو اُن کی قربت
زندگی کاش کہ اِس رات سے آگے نہ بڑھے

☆ دو تاریخی ہجرتیں

حضرات گرامی! قرآن پاک نے دو ہجرتوں کا ذکر بڑے اہتمام سے فرمایا ہے۔ ایک ہجرت کلیم کا ذکر اور دوسرا ہجرت حبیب کا ذکر حضرت کلیم کے ساتھ ساری قوم تھی حضرت حبیب کے ساتھ صرف یار غار تھا معلوم ہوا کہ حضرت کلیم کی ساری قوم بھی مل کر حضرت حبیب کے ایک یار غار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حضرت کلیم کے پیچھے فرعون کا لشکر تھا اور حضرت حبیب کے پیچھے ابوجہل کا گروہ تھا۔ ادھر قوم کلیم کو اپنی فکر تھی کلیم کی فکر نہیں تھی اسی لئے پکار اٹھی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ بیشک ہم مارے گئے ادھر یار حبیب کو اپنی فکر نہیں تھی حبیب کی فکر تھی اسی لئے دائیں بائیں آگے پیچھے سفر کر رہے تھے کوئی ظالم کسی طرف سے بھی حملہ آور ہو تو آگے بڑھ کر حبیب کا دفاع کروں اور ان کی جان پاک پر اپنی جان قربان کر دوں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ادھر کلیم نے بھی کیا خوب جواب دیا مَعِیَ رَبِّیْ میرے ساتھ ہے میرا رب۔

قوم کا ذکر تک نہ فرمایا۔ لیکن ادھر حبیب نے یار غار کی پریشانی دیکھی تو فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا، غم نہ کرو اللہ ہمارے ﴿دونوں کے﴾ ساتھ ہے۔ یعنی اپنے ساتھ اپنے یار غار کا ذکر بھی فرمایا یہاں کچھ اور بھی نکات اخذ ہو سکتے ہیں۔

☆ حضرت کلیم نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر اپنے رب کا ذکر کیا معلوم ہوا کہ حضرت کلیم کا عرفان مِنَ الخلقِ اِلَی الْخَالِقِ یعنی مخلوق سے خالق کی طرف ہے۔

☆ حضرت حبیب نے پہلے اپنے رب کا ذکر کیا پھر اپنا ذکر کیا، معلوم ہوا حضرت حبیب کا عرفان مِنَ الخَالِقِ اِلَی الْخَلْقِ یعنی خالق سے مخلوق کی طرف ہے۔

☆ حضرت کلیم نے پہلے خود کو پہچانا پھر رب کو پہچانا مَنْ عَرَفَ نَفْسَه، فَقَدْ عَرَفَ رَبَّه، جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

☆ حضرت کلیم نے اللہ تعالیٰ کا اسم صفاتی یعنی ''رب'' استعمال کیا، معلوم ہوا کہ آپ کا عرفان صفات تک ہے۔

☆ حضرت حبیب نے اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی یعنی ''اللہ'' استعمال کیا، معلوم ہوا کہ آپ کا عرفان ذات تک ہے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

☆ جس ''عرفانِ ذات'' سے حضرت حبیب مستفیض ہوئے اس کی ایک نہر اطاعت کاملہ کی وجہ سے حضرت صدیق کے سینے میں بھی جاری ہوگئی۔ حدیث پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں ودیعت فرمایا، میں نے وہی کچھ صدیق کے سینے میں ودیعت کر دیا۔ اسی لئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ''مولا'' تو مجھے عمر نہ بناتا صدیق اکبر کے سینے کا ایک بال بنا دیتا۔ کیونکہ وہ سینہ عرفان کبریا اور عرفان مصطفےٰ کا انمول خزینہ ہے۔ قرآن پاک نے اس معارف سے لبریز ہجرت مصطفےٰ کا ذکر فرمایا۔

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ جب اسے کافروں نے ﴿مکہ﴾ سے نکال دیا' تو غار میں وہ دونوں کا دوسرا' جب وہ ﴿پہلا﴾ اپنے صاحب ﴿دوسرے﴾ سے کہنے لگا' غم نہ کرو' اللہ ہمارے ﴿دونوں کے﴾ ساتھ ہے' پس اللہ نے اس پر اپنی تسکین نازل فرمائی۔ ﴿القرآن﴾ اس آیت کریمہ میں بہت سے اشارات پائے جاتے ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "ثانی اثنین" کا لقب دیا گیا۔

☆ آپ کو "صاحب رسول" کہلانے کا شرف عطا کیا گیا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں' آپ کی صحابیت نص قرآنی سے ثابت ہے لہٰذا اس کا انکار کفر ہوگا۔

☆ آپ کو زبان رسالت سے تسلی نصیب ہوگئی۔

☆ آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی معیت خاص نصیب ہوئی۔

☆ آپ کو تسکین نصیب ہوئی۔

☆ آپ کی محبت رسول کا والہانہ انداز دیکھنے میں آیا کہ اپنی جان کی پرواہ نہیں' بس یہی خوف تھا کہ محبوب کو کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

☆ "ثانی اثنین" سے "خلافت صدیقی" کا نص قرآنی سے ثبوت مل رہا ہے' قرآن پاک تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "ثانی" قرار دے رہا ہے' تو رسول کے بعد انہی کو سلطنت اسلامی اور خلافت ربانی کا کاروبار چلانا چاہیے۔ آپ کی اس شان کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور امور خلافت میں ان کی اعانت کرتے رہے۔

☆☆☆

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

○❖○

وہ خدا پاک ہے عالم کو بنانے والا

یہ نبی پاک ہے عالم کو بسانے والا

وہ خدا جس نے نبی پاک کو دولت بخشی

یہ نبی اس کو جہاں بھر میں لٹانے والا

وہ خدا قادرِ مطلق ہے جو چاہے کر دے

یہ نبی جلوہ قدرت ہے دکھانے والا

وہ خدا جس نے ہدایت کا بنایا ساحل

یہ نبی ڈوبتے انساں کو بچانے والا

وہ خدا مالکِ محشر ہے جو چاہے بخشے

یہ نبی حشر میں گرتوں کو اٹھانے والا

بالیقیں روزِ قیامت میں وہ بخشا ہوگا

اس کے دامن میں سدا خود کو چھپانے والا

اے غلامِ شہِ ذیشاں ہو مبارک تجھ کو

تیرا مرشد ہے لگی دل کی بجھانے والا

***

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سيد الانبياء والمرسلين وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

يَااَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْم

اَلصَّلوٰة والسَّلام عليک يا رسول اللّٰه

وعلىٰ الک واصحابک يا حبيب اللّٰه

حضرات گرامی! آج ہم امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین پیکر عدل وصواب سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بلند قامت شخصیت کے حوالے سے کچھ گفتگو کریں گے، یاد رکھیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی اسلام کا انمول سرمایہ ہے۔ جس کیلئے خود پیغمبر اسلام ﷺ نے دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرِ ابْنِ الْخَطَّاب اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔ معلوم ہوا، باقی سب صحابہ کرام، مرید مصطفیٰ بن کر آئے، حضرت عمر فاروق مراد مصطفیٰ بن کر آئے، باقی سب صحابہ کرام کی آرزو تھی، مصطفیٰ کریم مل جائیں، مصطفیٰ کریم کی آرزو تھی، حضرت عمر فاروق مل جائیں۔

☆ قبول اسلام کا حسین واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عرب معاشرے میں ایک خاص مقام تھا۔ آپ ابوجہل جیسے بااثر آدمی کے سگے بھانجے تھے، ایک دن، ابوجہل کے ساتھ وعدہ

کر کے نکلے کہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کو شہید کر دوں گا‘ راستے میں خبر ملی کہ پیغمبر اسلام کے روحانی اثرات تو ان کے خاندان تک پہنچ چکے ہیں‘ ان کی بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں‘ آپ عالم غضب میں اپنی بہن کے گھر گئے‘ دیکھا کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں۔ آپ نے انہیں زود و کوب کرنا شروع کر دیا۔ بہنوئی چھڑانے کیلئے بڑھے تو انہیں بھی مارا۔ جب مار مار کر تھک گئے تو ان دونوں مظلوم انسانوں نے ایک عزم کے ساتھ اعلان کیا‘ اگر آپ ہمیں مار مار کر ختم کر دیں گے تو بھی ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا راستہ نہیں چھوڑیں گے‘ آپ ان کے عزم صمیم کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ بعد ازاں‘ قرآن پاک کی سورہ طٰہٰ کو پڑھا تو قرآنی کلمات ان کے قلب و ضمیر کی دنیا میں انقلاب برپا کر گئے۔ لاہوتی الفاظ کا اثر انگیز جلوہ دیکھئے‘ طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی طٰہٰ‘ یعنی اے محبوب! ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں‘ یہ تو ڈرنے والوں کیلئے ایک نصیحت ہے‘ ﴿القرآن﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے‘ بے اختیار ہو کر کہنے لگے‘

آیا ساں میں نبی نوں مارن کارن‘ مینوں مار مار دے لے چلو
متاں عمر دی عمر برباد جاوے‘ جتھے عمر سنوار دے لے چلو

بہن کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہا۔ انہوں نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کرم کا راستہ دکھایا۔ تو آپ چل پڑے۔ حضور اقدس ﷺ بیت ارقم میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے وہاں حاضر ہو کر کلمہ توحید و رسالت کا اقرار کرلیا‘ آپ کے مسلمان ہوتے ہی اہل اسلام کے نعرے سے مکہ مکرمہ کی وادیاں گونج اٹھیں‘ ادھر آسمان سے حضرت جبریل امین بشارتوں کے گجرے لے کر حاضر خدمت ہوئے‘ اے محبوب! عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کی خوشیاں آسمان والے بھی منا رہے ہیں۔ اسی مقام پر آیت قرآنی کا نزول ہوا‘ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ

اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے! آپ کو اللہ کافی ہے اور آپکی اتباع کرنے والے اہل ایمان کافی ہیں' ﴿القرآن﴾ یہاں چند اشارات پرغور کیا جائے۔

☆ اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آمد کی فرشتے بھی خوشی مناتے ہیں تو اس بات کی دلیل ہے کہ حصول نعمت پر خوشی منانا فرشتوں کی سنت ہے' بتایئے' رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہے۔ لہٰذا اس نعمت کے حصول پر سب سے زیادہ خوشی منانی چاہیے۔

☆ اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اس کے فضل وکرم سے اہل ایمان بھی کافی ہیں۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کی صداقت قرآن پاک سے ثابت ہوتی ہے۔

بہت اونچا ہے رتبہ رفعت فاروق اعظم کا
زمانہ معترف ہے عظمت فاروق اعظم کا

☆ حق و باطل کے درمیان فرق ظاہر ہوگیا۔ اسی دن سے آپ کا لقب فاروق یعنی حق و باطل کے درمیان فرق پیدا کرنے والا پڑ گیا۔

☆ روزے کے وقت میں رعایت

اسلامی قانون میں پہلے رمضان المبارک کی راتوں میں اپنی بیوی سے صحبت حرام تھی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے یہ فعل واقع ہوگیا۔ مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا تو ان کی شان اقدس میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ هُنَّ لِبَاسٌ " لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ " لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ یعنی روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا۔ وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس' اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں

ڈالتے تھے' تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی شان وجاہت بیان فرمائی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے انداز حیات پر قرآن مجید نازل ہوا کرتا تھا۔ اور انکے افعال نے ہمارے لئے ہزاروں آسانیاں پیدا فرما دی۔

☆ خلافتِ فاروقی کی بشارت

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا وَاُخرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور ایک نعمت تمہیں دے گا' جو تمہیں پیاری ہے' اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب مسلمانوں کو خوشی سنا دو' ﴿القرآن﴾

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت مفتی احمد یار خان بدایونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''اس میں اشارۃً صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافتوں کا ذکر ہے' کیونکہ اس فتح سے مراد فارس و روم کی فتح بھی ہے۔ اور یہ فتوحات عہد فاروقی و عثمانی میں زیادہ تر ہوئیں' معلوم ہوا کہ وہ خلافتیں برحق ہیں' ان کی فتوحات رب کو پیاری ہیں' جن کی بشارت دی جا رہی ہے۔ ﴿نور العرفان ص ۸۸۳﴾

☆ عدالتِ فاروقی کی شان

تفسیر جلالین اور تفسیر صاوی میں منقول ہے کہ بشر نامی ایک منافق تھا۔ اس کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو حضور سرور عالم ﷺ سے فیصلہ کرالیں۔ منافق نے خیال کہ حضور حق فیصلہ فرمائیں گے' اور اس کا مطلب حل نہ ہو سکے گا' اس لئے اس نے کعب بن اشرف یہودی کا نام لے دیا کہ اس سے فیصلہ کرالیں۔ یہودی خوب جانتا تھا کہ کعب بن اشرف رشوت خور ہے' اس سے صحیح فیصلے کی توقع ہی غلط ہے۔ اس لئے اس نے کعب بن اشرف کو حکم تسلیم

کرنے سے انکار کر دیا۔ منافق کو مجبوراً حضور ﷺ کی بارگاہ میں آنا پڑا۔ حضور ﷺ نے معاملہ سننے کے بعد جو فیصلہ سنایا وہ یہودی کے حق میں تھا اور منافق کے خلاف تھا۔ منافق' یہودی کو مجبور کر کے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا' یہودی نے آ کر ساری بات سنا دی کہ معاملے کا فیصلہ حضور اقدس ﷺ نے فرما دیا ہے۔ لیکن یہ منافق مانتا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا' ٹھہرو! میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں' یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے' اور تلوار لا کر اس' ایمان کے دعوے دار منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا' جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فیصلہ نہ مانے' اس کے متعلق میرا یہی فیصلہ ہے۔ بیان واقعہ کیلئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا' پھر چاہتے ہیں کہ اپنا حاکم شیطان کو بنالیں اور ان کو یہ حکم تھا کہ اسے ہرگز نہ مانیں' اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ان کو دور کی گمراہی میں بہکا کر رکھ دے

﴿القرآن﴾

کسی انسان نے حضور سرور عالم ﷺ کو اطلاع کر دی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مسلمان کو قتل کر دیا ہے جو آپ سے فیصلہ کروا کے گیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے عمر فاروق سے ایسی امید نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کر دے' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا' اے محبوب تمہارے رب کی قسم! وہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کرلیں' پھر جو کچھ تم حکم فرما دو' اپنے دلوں میں اسے رکاوٹ نہ پائیں اور دل

سے مان لیں' ﴿تاریخ الخلفاء ص ۸۴﴾

اس آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل نکات معلوم ہوئے۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت و عدالت معلوم ہوئی کیونکہ آپ کے موافق قرآن پاک کی آیات کریمہ کا نزول ہوا کرتا تھا۔

☆ حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے بنائے ہوئے حاکم کل ہیں۔ اس وقت ایمان کی دولت نصیب نہ ہوگی جب تک اپنے ہر معاملے میں آپ کو حاکم کل نہ تسلیم کیا جائے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

☆ اللہ تعالیٰ اپنا تعارف بھی اپنے محبوب کے حوالے سے کرواتا ہے۔ فَلاَ وَرَبِّکَ ' یعنی اے محبوب تیرے رب کی قسم! اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ جب میں خالق مطلق ہوکر بھی اپنا تعارف اپنے محبوب کی نسبت سے کرواتا ہوں تو تم مخلوق ہوکر میرے محبوب کی نسبت کے بغیر میری بارگاہ تک کیسے رسائی حاصل کر سکتے ہو۔

☆ قرآن میں حضرت عمر کے الفاظ کا نزول

حضرت عبدالرحمٰن بن یعلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا' فرشتہ جبریل ہمارا سخت دشمن ہے' اس کے جواب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' اللہ تعالیٰ نے بالکل اس طرح اس جواب کو قرآن پاک میں نازل فرما دیا۔ وہ جواب یہ ہے' مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ'' لِّلْکٰفِرِیْنَ یعنی جو آدمی اللہ' اس کے فرشتوں' اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے' تو اللہ دشمن ہے کافروں کا' ﴿القرآن﴾ گویا یہ آیت کریمہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

شان اقدس میں نازل ہوئی۔ ﴿تاریخ الخلفاء ص ۸۴﴾

☆ ازواج مطہرات کا پردہ

حضرت عمر فاروق نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی' آپ کی خدمت میں بہت سے افراد آتے ہیں اور ازواج مطہرات بھی وہاں ہوتی ہیں' بہتر یہ ہے کہ آپ ان کو پردے کا حکم صادر فرمائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میری اس عرض کے بعد امہات المومنین کیلئے پردہ کا حکم نازل ہوا' وَاِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ یعنی جب تم امہات سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو' ﴿القرآن﴾

☆ غزوۂ بدر کے متعلق مشورہ

جب کفار مکہ' حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے نکلے تو آپ نے بھی اپنے صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرمایا' بعض لوگوں نے کہا کہ ہم اس وقت پوری طرح تیاری کر کے نہیں نکلے اور نہ ہماری تعداد زیادہ ہے اور نہ ہمارے پاس ساز و سامان کافی ہے۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بدر کی طرف نکل کر کافروں سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ تو یہ آیت کریمہ آپ کے مشورے کے مطابق نازل ہوئی' كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ یعنی تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے جب حق کے ساتھ باہر نکالا اور مومنوں کا ایک گروہ ﴿اس پر﴾ ناخوش تھا۔

﴿تاریخ الخلفاء﴾

حضرات گرامی! اور بھی مقامات ایسے ہیں جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن پاک نازل ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ جعل الْحَقَّ علی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری فرما دیا ہے' ﴿ترمذی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''قرآن پاک میں حضرت عمر کی رائیں موجود ہیں'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''جب کسی معاملے میں لوگوں کی رائیں مختلف ہوتی تھیں تو قرآن پاک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوتا تھا' یہی حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ﴿تاریخ الخلفاء ص ۸۳﴾

مکیں فاروق اعظم کے' مکاں فاروقِ اعظم کا
بیانِ حق کا مظہر ہے بیاں فاروقِ اعظم کا
عدالت سے جہاں کو بھر دیا فاروقِ اعظم نے
زمانوں میں ہوا روشن زماں فاروقِ اعظم کا

☆ جلالت فاروقی کا عالم

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنِّی لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ یعنی میں دیکھتا ہوں کہ جنوں اور انسانوں کے شیاطین' میرے عمر کی جلالت سے راہ فرار اختیار کر لیتے ہیں۔ ﴿مشکوٰۃ﴾

حضرات گرامی! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت بہادر اور غیرت مند انسان تھے' مکہ مکرمہ کے کافر اور مدینہ منورہ کے منافق آپ کے رعب و جلالت سے لرزہ براندام رہتے تھے' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر کے علاوہ ہم کسی انسان کو نہیں جانتے جس نے علانیہ ہجرت کی ہو' آپ نے پورے جلال سے فرمایا' جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد' اپنے بچوں کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ بنانا چاہتا ہے' وہ اس وادی کے اس طرف آ کر میرا مقابلہ کرے' آپ کی یہ للکار سن کر کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ آپ کا تعاقب کرتا۔ ﴿تاریخ الخلفاء ص ۷۹﴾

☆ سراپا دین مصطفےٰ

بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں محو خواب تھا' تو دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے۔ وہ سب کرتے پہنے ہوئے تھے۔ جن میں کچھ لوگوں کے کرتے سینے تک تھے۔ بعض کے کرتے سینے سے نیچے تک تھے' پھر عمر فاروق کو پیش کیا گیا جو اتنا لمبا کرتا پہنے ہوئے تھے کہ وہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے چل رہے تھے' لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس خواب کی کیا تعبیر ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا' دین'

حضرات گرامی! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سراپا' دین مصطفےٰ کی تصویر ہیں' سراسر اسلام کی روشن نشانی ہیں۔

ترجمان نبی' ہم زباں نبی
عز و شان خلافت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

☆ جنت کی بشارت

مسلم شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول پاک صاحب لولاک ﷺ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لکڑی سے کیچڑ کھرچ رہے تھے۔ ایک شخص نے دروازہ کھلوایا' آپ نے فرمایا' دروازہ کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا' آنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے' میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی' پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا۔ آپ نے فرمایا اَفْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ دروازہ کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں گیا تو آگے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے

میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت سنا دی' پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا' نبی اکرم ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو مصیبتوں کے ساتھ جنت کی بشارت دے دو' میں نے جا کر دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے' میں نے دروازہ کھولا اور ان کو جنت کی بشارت دی' اور جو کچھ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا تھا وہ کہہ دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا' اے اللہ صبر عطا فرما' یا اللہ ہی مددگار ہے۔

حضراتِ محترم! یہ حدیث پاک اعلان فرما رہی ہے۔

☆ حضور سراپا نور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے غلامان باصفا کے انجام کا علم حاصل ہے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنت کے عظیم افراد ہیں۔

☆ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضور سراپا نور ﷺ کا علم برحق ہے۔ لہٰذا کسی نے بھی عرض نہ کیا کہ حضور! آپ کیسے جانتے ہیں' آپ کو تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ وہ عشاق مصطفیٰ تھے اور کمالات مصطفیٰ پر یقین کامل رکھتے تھے' خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ صحابہ کرام کے علمی و فکری وارث اہل سنت و جماعت ہیں جو کمالات مصطفیٰ پر یقین کامل رکھتے ہیں۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ کی گواہی

شیخ ابن ابی حدید' شیعہ حضرات کے عالم ہیں' انہوں نے اپنی کتاب ''شرح نہج البلاغۃ'' میں ایک روایت لکھی ہے کہ حضرت عمر زخمی ہوئے تو ان کو درد ہو رہا تھا' آپ بے چینی کا اظہار کر رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے امیر المومنین' آپ کیوں گھبراتے ہیں' بخدا آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ آپ کی حکومت مسلمانوں کی فتح تھی' اور آپ نے تمام روئے زمین کو

عدل و انصاف سے بھر دیا۔ حضرت عمر نے فرمایا' اے ابن عباس کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے ذرا توقف کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا' کہو' ''ہاں'' اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں' پھر انہوں نے کہا ''ہاں''

یہ روایت بتا رہی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خدمت میں زندگی بسر فرمائی اور اس کی گواہی اہل بیت اطہار کے دو افراد حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عطا فرما رہے ہیں۔ لہٰذا ان کا انجام نہایت شاندار ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ذَهَبَ نَقِي الثَّوْبِ قَلِيْلُ الْعَيْبِ اَصَابَ خَيْرَهَا وَسَبَقَ شَرَّهَا' حضرت عمر دنیا سے پاک لباس اور کم عیب رخصت ہوئے۔ انہوں نے خلافت کی نیکی کو حاصل کیا اور اس کے شر سے اجتناب فرمایا ﴿نہج البلاغہ ص ۷۸۴﴾

☆ حضرت فاروق اعظم کے فضائل

شیخ ابن ابی حدید نے اپنی ''شرح نہج البلاغہ'' میں متعدد فضائل و مناقب بیان کئے ہیں۔ ان میں یہ حدیث پاک بھی درج ہے' كَانَ فِي الْاُمَمِ مُحَدِّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِي اُمَّتِي فَعُمَرُ تمام امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے' میری امت کا محدث عمر ہے' ﴿شرح ابن ابی حدید جلد ۱۲ ص ۱۷۷﴾ اور لکھا ہے سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عُمَرُ' اہل جنت کا چراغ' عمر ہیں' اور لکھا ہے' لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِي'' لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ ﴿ایضاً﴾

☆ حضرت علی المرتضیٰ کا خراج تحسین

مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جنازہ تخت پر رکھا گیا تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور ان کے حق میں دعا کرتے تحسین آمیز کلمات کہتے اور میت اٹھائے جانے سے پہلے ان

کی نماز جنازہ پڑھ رہے تھے' میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ اچانک ایک شخص نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ میں نے گھبرا کر مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعاء رحمت کی۔ اور کہا ﴿اے فاروق﴾ آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے کیسے ہوئے اعمال کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند ہو' اللہ کی قسم مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا موجہ آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ کر دے گا۔ کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ سے اکثر سنا کرتا تھا' میں' ابوبکر اور عمر آئے۔

میں' ابوبکر اور عمر داخل ہوئے' میں' ابوبکر اور عمر نکلے' اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ رکھے گا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو آپس میں بہت زیادہ محبت و مودت قائم تھی۔ وہ ایک دوسرے کی عظمت و فضیلت کا اعتراف کیا کرتے تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضور پرنور ﷺ کے انتہائی قریبی جانثار تھے۔

شان صدیق و فاروق دا کیہ دساں' کیتا اللہ نے دونواں دا اُچا نشاں
سبز گنبد دے بیٹھاں جو بچدی سی تھاں' کملی والے دے یاراں دے کم آ گئی

وصال شدہ اہل اللہ کو پکارنا صحابہ کرام کی سنت پاک ہے۔ اگر وہ نہیں سنتے تو صحابہ کرام نے یہ کام "کیوں کیا' الحمدللہ! یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے' اسی لئے ہم یارسول اللہ' یاغوث اعظم اور یا مجدد الف ثانی کے نعرے لگاتے ہیں۔

☆ فاروق اعظم کا لافانی کردار

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام اور ہجرت میں تو ہم پر مقدم نہیں تھے۔ لیکن ہم سب سے زیادہ دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب تھے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو انہیں برتن میں شہد پیش کیا گیا۔ آپ اس برتن کو ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگے، میں اس کو پی لوں گا' تو اس کی حلاوت تو ختم ہو جائے گی اور مواخذہ باقی رہ جائے گا' یہ فرما کر وہ شہد کسی اور شخص کو دے دیا' حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارتے دیکھا۔ ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا لباس تھا۔ جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ ﴿اسد الغابہ جلد ۴ ص ۶۲﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو رعیت کے حق میں بہتر اور مہربان نہیں دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو کتاب اللہ کا عالم دین کا فقیہہ اور حدود الٰہی کو نافذ کرنے والا' اور رعب و دبدبہ والا نہیں دیکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو حیادار نہیں دیکھا۔ ﴿ایضاً﴾

حضرات گرامی! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام کے وہ خورشید درخشاں ہیں' جس کی کرنوں سے عالم کفر میں ایمان کے اجالے طلوع ہو گئے' غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایک اور عمر پیدا ہو جاتا تو آج ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آتا' آپ علم و فضل' زہد و تقویٰ' عدل و انصاف' خدمت خلق' اور غیرت اسلامی کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ وسعت نظر کا یہ عالم تھا' مدینہ منورہ کے منبر پر جلوہ فرما ہو کر نہاوند کے میدان کارزار میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو جنگی ہدایات عطا فرماتے رہے' شوکت و سطوت کی یہ شان تھی کہ دریائے نیل کو ایک رقع سے جاری و ساری فرما دیا' فقر و استغنا کا یہ مقام تھا کہ خود پیدل چلتے رہے اور غلام کو سواری پر سوار کر دیا۔

○✤○

عشق محبوبِ خدا میں دل لگانا چاہیئے
قافلہ در قافلہ جنت میں جانا چاہیئے

حشر ہے فرما رہی ہے ان کی رحمت دم بدم
مجرموں کو آج دامن میں چھپانا چاہیئے

ان سے بڑھ کر کون مشکل میں مرا مشکل کشا
حال دل ان کے سوا کس کو سنانا چاہیئے

حسنِ ایماں، لذتِ توحید، احساسِ دروں
ان کے در پہ جا کے ہر نعمت کو پانا چاہیئے

بندگی کیا ہے انہی کے نام کی خیرات ہے
زندگی کیا ہے، انہیں اپنا بنانا چاہیئے

ان کا کردار اہلِ دنیا کو سکھاتا ہے وفا
ان کی سیرت ہے کہ گرتوں کو اٹھانا چاہیئے

ہو گئے ناکام دنیا میں سب افرنگی نظام
اب تو آئینِ نبی کا دور آنا چاہیئے

کون کہتا ہے غلامِ زاران کے چل بسے
گردشِ دوراں! ہمیں بھی آزمانا چاہیئے

***

آمد رمضان

○❖○

تیرے غم سے جو دل جلا بیٹھے

بات بگڑی ہوئی بنا بیٹھے

جو ترے در سے دور جا بیٹھے

کیا جیئے کیا اٹھے وہ کیا بیٹھے

دل کا ہر بوجھ ہو گیا ہلکا

جب تجھے حالِ دل سنا بیٹھے

تیری خوشبو سے فیض لینا ہے

باغ میں گل ہیں جا بجا بیٹھے

چاند ، سورج کو تیرا نور ملا

تیری راہوں میں تارے آ بیٹھے

ہم کو مے کے نشے سے کیا مطلب

ہم نظر سے نظر ملا بیٹھے

ترے کوچے سے جو پھرے ظالم

اپنے من کو خدا بنا ، بیٹھے

ہم جہاں بھی گئے غلامؔ ترے

پیار کی بستیاں بسا بیٹھے

***

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ٥

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ کا لاکھ بار شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ہمیں ایک بار پھر رمضان المبارک کی رحمتوں' تابشوں اور برکتوں سے مستفیض ہونے کا موقعہ عطا فرمایا: حضور سرور انبیاء تاجدار دوسرا ﷺ استقبال رمضان کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضور ﷺ کا خطبہ نہایت مشہور ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ" عَظِیْمٌ" شَھْرٌ" مُبَارَکٌ" فِیْہِ لَیْلَۃٌ" خَیْرٌ" مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً" وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعاً مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہٗ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُا لْمُوَاسَاتِ وَیُزَادُ فِیْہِ رِزْقٌ" الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃ لِذُنُوْبِہٖ وَعِتْقُ رَقُبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئٌ"

اے لوگو! تم پر عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے' یہ مہینہ برکت والا ہے جس کی ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کئے اور جسکا قیام نفل بنایا جو اس مہینہ میں نفلی بھلائی سے قرب الٰہی حاصل کرے تو گویا اس نے دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا اور اس میں ایک فرض ادا کرے تو ایسا ہوگا جیسا کہ اس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غم خواری کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس مہینہ میں کسی کا روزہ

افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی بخشش ہے اور اس کی گردن کی آزادی آگ سے ہوگی اور اسے روزہ دار جیسا ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ ﴿مشکوٰۃ کتاب الصوم﴾

☆ معاشرتی ثمرات

حضرات محترم! اسلام نے دنیا کو معاشرتی و سماجی' تہذیبی و تمدنی ثمرات عطا فرمائے اور جو نظام عبادت رائج فرمایا اس میں بھی معاشرتی اصلاح کے پورے اسباب اور مواقع مہیا فرمائے۔ اسی عظیم الشان ماہ مکرم کو لیجئے جس کے روزے ارکان اسلام میں نماز' حج' زکوٰۃ کی طرح فرض ہیں جن کا انکار کفر اور ترک فسق ہے نے انسانی معاشرے کو اخلاقی و روحانی اقدار سے مالا مال کرنے کیلئے کتنا راستہ ہموار کیا ہے۔ قرآن حکیم کی آیت کریمہ کے مطابق روزے کا مقصد توحید' تقویٰ وللّٰہیت کا حصول ہے اور یہی معاشرتی نظام کی بنیاد ہے۔ جس معاشرے میں انسان تقویٰ سے بیگانہ اور للّٰہیت سے نا آشنا ہوں گے وہ معاشرہ وحشت و بربریت کا نمونہ ہوگا۔ اسلام سے پہلے کی تہذیب اور معاشرے تقویٰ وللّٰہیت سے نابلد ہونے کی وجہ سے انسانیت و آدمیت کی خوف ناک قتل گاہ تھے۔ اصولوں اور ضابطوں کا بازار تھے۔ اسلام نے زمانے میں جلوہ گر ہوکر ایسا نظام عبادت' نظام معاشرت اور نظام عقائد نافذ فرمایا جس کے سلسلے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے صادق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے عادل اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے غنی اور حیدر قرار رضی اللہ عنہ جیسے زاہد پیدا ہوئے۔ آج تک اسلام کا کوئی زمانہ اس سعادت سے محروم نہیں کہ اس میں تقویٰ اور للّٰہیت کے شاہکار افراد پیدا نہ ہوئے ہوں۔ یہ رب کریم اور رسول کریم ﷺ کی نظر عنایت ہے جس نے اسلام کو انسان کا نجات دہندہ بنا دیا ہے۔

اے امن پسندو آجاؤ سرکار ﷺ کے دامن رحمت میں
اس چارہ گر ہستی کے سوا انسان کا کوئی بھی چارہ نہیں

جب انسان میں تقویٰ وللّٰہیت کا جذبہ سرائیت کرجاتا ہے تو اس کی نظر پاک ہو جاتی ہے' اس کا دل منور ہو جاتا ہے' اس کے ہاتھ' پاؤں بلکہ دماغ میں پرورش پانے والی سوچیں بھی اللہ اور رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی کے تابع ہو جاتی ہیں۔ وہ **اُدْخِلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّه** یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ کا عملی ثبوت فراہم کرتا ہے۔ اسکی خودی بیدار ہوتی ہے۔ زاویہ نگاہ میں راستی و آگہی کا نور جھلکتا ہے۔ روزہ ان تمام معاشرتی ثمرات کا اہم سرچشمہ ہے' اگر کسی کا روزہ ان معاشرتی ثمرات سے خالی ہے تو وہ حقیقت میں روزہ نہیں' حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ فِیْ صِیَامِهٖ اِلَّاالظَّمَاءِ وَالْجُوْع

بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ روزہ ان کو بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں دیتا۔

یعنی جب تک نظر' دل' ہاتھ' پاؤں اور زبان کا روزہ نہ ہوگا۔ ان معاشرتی ثمرات کا حصول کیسے ممکن ہے۔ ان اعضاء و جوارح پر بھی روزہ نافذ ہوگا تو کسی دوسرے کی عزت نفس اور حرمت جان کا احساس پیدا ہوگا۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے اسی لئے اس ماہ مکرم کو شہر مواسات اور ماہ صبر و رضا قرار دیا ہے کہ یہ مسلمان کے دل و نگاہ کو تسخیر کر کے ان میں ہمدردی و غمگساری کے جذبات بھر دیتا ہے اگر کوئی مسلمان ان جذبات سے تہی دامن ہے تو یہ ماہ مکرم اس کیلئے بہترین ذریعہ ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور اپنے اخلاق درست کرے۔

☆ رحمت و مغفرت کا امین

☆ انسان آخر انسان ہے' نفس و شیطان کی نحوست ہمہ وقت سائے کی طرح اس کا پیچھا کرتی ہے۔ نفسانیت اور شیطنت کے طوفانوں سے لڑتے بھڑتے ہوئے

پاؤں پھسل جاتا ہے' ٹھوکر لگ جاتی ہے تو اس رب غفور رحیم کی رحمت و مغفرت اس کی امیدوں کا سہارا اور حسرتوں کا مداوا بن جاتی ہے۔ وہ توبہ کرلے' اس کے اندر احساس جنم لے' اس کی پیشانی عرق ندامت سے شرابور ہو' اس کی نگاہ میں شرمساری کے آنسوؤں کا سیلاب ہو' دل خوف الٰہی سے معمور ہو' دماغ میں احتساب کا ڈر ہو' نفس نفس سے صدا اٹھ رہی ہو۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

اے ہمارے مہربان رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور تو نے رحمت و مغفرت سے نہ نوازا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

ایسے انسان کو خدائے مہربان کی رحمت و مغفرت تھام لیتی ہے۔ وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے' وہ فریاد کرنے والے کی فریاد رسی کرتا ہے' وہ محروم کو ''مرحوم'' بنا دیتا ہے اور یہ ماہ مکرم اس بات کا اعلان ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ ﴿بخاری شریف﴾

جب رمضان دنیا میں تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے یا جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں' شیطانوں کو قید کیا جاتا ہے یا رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

اور فرمایا! فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ'' يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ

جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک دروازہ ریان کے نام سے مشہور ہے جس میں روزہ داروں کو داخل کیا جائے گا۔ ﴿بخاری و مسلم﴾

☆ رمضان کے تین حصے

حضرات والا' رمضان المبارک کا ہر لمحہ سعادتوں سے لبریز ہے۔ حضور سراپا نور ﷺ نے اس کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ پہلا حصہ عشرہ رحمت' دوسرا حصہ عشرہ مغفرت اور تیسرا حصہ دوزخ کی آگ سے رہائی کا عشرہ ہے۔ اللہ اللہ کیسی نعمتیں ہیں' حضور ﷺ کے امتی کیلیے۔ اگر پھر بھی کوئی فائدہ نہ اٹھائے تو اس کی قسمت کا ستارہ کبھی نہیں چمک سکتا' حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان المبارک کو پایا اور اس کی قدر نہ کی وہ بد بخت ہے گویا۔

موسم اچھا' پانی وافر' مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان

☆ ایمان واحتساب

حضرات گرامی! دیکھا گیا ہے کہ رحمت کی بارش سے زرخیز زمین ہی فائدہ اٹھاتی ہے' اس کی برکت سے باغات لہلہاتے ہیں' پھول کھلتے ہیں' فصلیں پروان چڑھتی ہیں' لیکن سیم زدہ زمینوں' شور آلودہ بیابانوں اور لق ودق صحراؤں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ رمضان المبارک کی رحمتیں برستی ہیں لیکن وہ خوش نصیب دل سیراب ہوتا ہے۔ وہ اعلیٰ قسمت روح شاداب ہوتی ہے جس میں ایمان و احتساب کا نور ہو۔ حضور شاہ رسل ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ صَامَ رَمضَانَ اِیْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَه' مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ﴿بخاری ومسلم﴾

جس نے رمضان المبارک کا روزہ ایمان اور احتساب کیساتھ رکھا' اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ **وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَلَه' مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ** ﴿بخاری ومسلم﴾

جس نے رمضان المبارک میں قیام کیا ﴿یعنی تراویح ادا کیں﴾ اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کی رحمتوں سے مالا مال ہونے کیلئے ایمان و احتساب کی ضرورت ہے۔

☆ ایمان کیا ہے؟

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ ایمان کیا ہے؟ کوئی مجھ سے پوچھے تو ایمان حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کا نام ہے اور اسلام حضور ﷺ کی اطاعت کا نام ہے کیونکہ جس دل میں حضور کی محبت ہے وہی توحید کو کماحقہ مانتا ہے یایوں کہہ لیں کہ جس کی توحید باریاب ہے۔ وہی رسالت کے فیضان سے فیض یاب ہوتا ہے' وہی فرشتوں' رسولوں اور کتابوں کوتسلیم کرتا ہے۔ وہی یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے' اس لئے کہ یہ سارے عقیدے اس کے محبوب کے عطا کردہ ہیں۔ محبّ صادق محبوب کی کسی بات سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی یہ سارے عقیدے اپنائے مگر حضور ﷺ کی محبت سے دور رہے وہ ان عقیدوں سے بھی دور ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی رافتوں سے بھی دور ہے۔ حضور ﷺ کی مشہور ترین حدیث پاک ہے۔

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

اس وقت تک کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے والدین' اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ ﴿بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی﴾

یہاں بڑا نفیس نکتہ ہے کہ اگر کوئی حضور ﷺ سے محبت کرتا ہے تو دراصل وہ محبت حضور ﷺ کی عطا ہے "اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ" سے معلوم ہوا کہ پہلے حضور ﷺ کو اس سے محبت ہوتی ہے پھر اس کو حضور ﷺ سے محبت ہوتی ہے۔

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود
تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدامی شود

عشق پہلے معشوق کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جب تک شمع نہ جلے پروانہ کیسے اس کا شیدا رہے گا منافق اور مومن میں فرق و تمیز یہی محبت ہے۔ منافق

توحید و آخرت کا اقرار بھی کرلیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم نے فرمایا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

''اور جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آخرت کو مانتے ہیں' لیکن وہ ایمان والے نہیں'' چونکہ منافق صرف حضور ﷺ سے محبت نہیں کرتا' وہ حضور ﷺ کی شان و عظمت کا باغی ہے اس لئے قرآن حکیم نے اسے ایمان داروں سے خارج کردیا۔ جب کہ مومن تمام عقائد حسنہ کا محور و مرکز حضور ﷺ کو تصور کرتا ہے۔ اقبال نے فرمایا:

مغز قرآں' روح ایماں' جان دین
ہست حب رحمۃ للعالمین
در دل مسلم مقام مصطفیٰ
آبروئے ما زنام مصطفیٰ

حضرات گرامی! آپ اگر روزے کی حلاوت سے شاد کام ہونا چاہتے ہیں' اگر روزے کے فیوضات سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں' نہیں نہیں بلکہ ایمان اور اسلام کی روشنی سے مستفید ہونا چاہتے ہیں تو حضور ﷺ سے محبت کریں' اللہ اکبر' ایک غلام حاضر ہوا اور عرض کی آقا میں مومن کب ہوں گا' فرمایا جب تو اللہ سے محبت کرے گا' عرض کی میں اللہ سے کب محبت کروں گا' فرمایا جب تو اللہ کے محبوب سے محبت کرے گا۔

نور الٰہ کیا ہے محبت حبیب ﷺ کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

☆ احتساب کیا ہے

احتساب حسب سے ہے جس کا معنی ہے گمان کرنا اور سمجھنا' احتساب کا معنی ہے ثواب طلب کرنا یعنی بندہ مومن ایمان کے ساتھ ساتھ ثواب کی امید سے

روزہ رکھے' اس کی برکت سے اس میں اخلاص کی دولت پیدا ہوگی۔ احتساب کا ایک اور مفہوم بھی قرین قیاس ہے کہ اپنے آپ کا مکمل احتساب کرتے ہوئے روزہ رکھے اور یہی فقر قرآنی کا اہم ترین معیار ہے' بقول علامہ اقبال

فقر قرآں احتساب ہست و بود
نے شراب و مستی ورقص و سرود
فقر قرآں گرمی بدر و حنین
فقر قرآں بانگ تکبیر حسین

حضور سراپا نور ﷺ نے فرمایا!

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ "اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ" جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا اور پینا چھوڑ دے۔ ﴿بخاری و مشکوٰۃ﴾

☆ روزے کا اجر

حضور سرور کائنات' باعث ایجاد موجودات ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی نیکیاں دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہیں' سوائے روزہ کے۔

اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ" عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ" عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ" اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ اُمْرُؤٌ" صَائِمٌ"

کہ ﴿روزہ﴾ تو میرا ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا' وہ میرے لئے اپنی شہوت اور اپنا طعام چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں' ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملتے وقت' روزہ دار کے منہ کی بو اللہ

کریم کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے اور روزے ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو نہ بری بات کہے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی گالی گلوچ دے یا جنگ کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ ﴿بخاری و مسلم﴾

اس حدیث مبارک نے روزہ دار کو بہت بڑی خوشخبری سے نوازا ہے' یعنی محبوب حقیقی خود اس کے ساتھ اپنی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار کرتا ہے' بلکہ ایک اور قرأت میں اللہ کریم کا ارشاد ہے! روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ گویا بندہ مومن روزہ رکھ کر اپنے محبوب سے اسی کو طلب کرتا ہے اور جب محبوب اس کا ہو جاتا ہے تو کائنات کی ہر چیز اس کی ہو جاتی ہے' اس لئے کہا گیا ہے کہ جس کا رب اس کا سب۔

☆ ایاز کا واقعہ

مثال کیلئے سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے نامور غلام ایاز کا واقعہ دیکھئے' ایک دفعہ محمود غزنوی نے اپنے عہدہ داروں اور غلاموں کو آزمایا' اس نے کافی جواہرات ان کے سامنے پھینکے اور خود آگے نکل گیا' سب دنیا کے بھوکے جواہرات کے پیچھے گئے' مگر ایاز نے ان کی طرف ہرگز نہ دیکھا' وہ اپنے آقا کے پیچھے رہا' محمود غزنوی نے پوچھا' ایاز! تم نے جواہرات کو دیکھا تک نہیں' ایاز نے جواب دیا' آقا! جو آپ کے جواہرات سے محبت کرتے تھے وہ انہیں چن رہے ہیں' مجھے آپ سے محبت تھی' مجھے آپ مل گئے تو سب کچھ مل جائے گا۔

اللہ اکبر! بندہ مومن اپنے پروردگار کی بارگاہ میں زبان حال سے کہتا ہے پروردگار! میں تیری رضا کی خاطر بھوکا اور پیاسا رہنے کیلئے بھی تیار ہوں' اپنی قلبی خواہشات اور نفسی مطالبات سے کنارہ کش ہونے کیلئے بھی رضامند ہوں' بس تیرا در نصیب ہو جائے تو سب کچھ مل جائے' افسوس آج ایسی محبت کہاں۔

نہ وہ حسن میں رہی شوخیاں نہ وہ عشق میں رہی گرمیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

☆ احساس کی جلا

احساس' انسانی زندگی کا زیور ہے' اگر احساس' نہیں تو زندگی بے معنی ہے' اس عالم کون و فساد میں روز کتنے انسان بھوک سے تڑپتے ہیں' پیاس سے مرتے ہیں' ان کی کتنی آرزوؤں کی چتا جلتی ہے' کتنے ارمان دم توڑتے ہیں' ان کے برعکس کتنے انسان عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ انہیں کوئی فاقہ نہیں' کوئی دکھ نہیں' جو چاہتے ہیں دولت کے بل بوتے پر خرید لیتے ہیں۔ روزہ ایسے لوگوں کے اندر ان لوگوں کے بارے میں احساس پیدا کرتا ہے' ذرا بھوکے اور پیاسے رہ کر دیکھو اور غور کر' ن لوگوں کے گھر بھوک نے ڈیرے جما رکھے ہیں' جن لوگوں کے ہ پیاس چمٹ کر رہ گئی ہے۔ جن لوگوں کے دل حسرتوں کا مدفن بنے یں ان کا کیا حال ہوگا۔ اے اونچے اونچے محلات میں رہنے والو' اے آرام دہ گاڑیوں میں سفر کرنے والو' اے اپنی خواہشوں کے حصول کیلئے دوسروں کا حق تلف کرنے والو' روزہ تمہارے لئے پیغام فکر ہے' دعوت احساس ہے۔

اک شجر ایسا محبت کا لگایا جائے
جس کا ہمسائے کے آنگن میں بھی سایا جائے

☆ درس صبر و شکر

موجودہ دور کا ایک بڑا مسئلہ صبر و شکر سے ناآشنائی ہے۔ جب یہ دونوں وصف انسانی سیرت سے نکل جاتے ہیں تو اس میں حرص و طمع اور ہوا و ہوس کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ انسان اپنی جائز و ناجائز خواہشات کے پیچھے تیرہ و تار راہوں پر چل نکلتا ہے' اس کی منزل حصول دولت' طلب منفعت اور جلب زر کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے' جس کی طرف پیغمبر فطرت ﷺ

نے اشارہ فرمایا: اگر انسان کو سونے کی وادی بھی دے دی جائے تو وہ اس پر شاکر نہیں ہوگا بلکہ ایک اور وادی کا مطالبہ کرے گا ایک جگہ فرمایا! آدم کے بیٹے کا پیٹ مٹی کے علاوہ اور کوئی شے نہیں بھر سکتی۔ تاریخ انسانی میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اپنے اقتدار کیلئے کس طرح رشتوں کا خون کرتا ہے۔ اصولوں کو روندتا ہے' سروں کی فصل کاٹتا ہے۔ دلوں پر آرے چلاتا ہے۔ یہ سب کچھ صبر وشکر سے بیگانگی کے سبب ہوتا ہے۔ روزہ انسان کو صبر و ضبط اور شکر و قناعت کا خوگر بناتا ہے۔ اس کے کردار سے حرص طمع کے اندھیرے ختم کرتا ہے اور اسے دردِ دل کی لذتوں سے ہمکنار کرتا ہے۔ روزہ ایک عمل کا نام ہے' جہد کی علامت ہے' جو انسان کو نیکی کے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔ صبر وشکر کی دولت کتنی عظیم دولت ہے کہ اس کا اس امر سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسان حرمِ خودی کے اسرار فاش ہوتے ہیں۔ اقبال نے کہا ہے

خاکی و نوری نہادٔ بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنیٰ اس کا دل بے نیاز

پروردگار عالم' امت مسلمہ کو روزے کے ثمرات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

O❖O

بادِ نسیم صحنِ چمن میں کھلا کے پھول
کرتی ہے نذر تیری گلی میں وفا کے پھول

سوچا کہ ان کو باغِ نبوت کا کیا کہوں
کانوں میں کہہ گئی ہے صبا مسکرا کے پھول

یہ چاند تیرے داغِ محبت کا عکس ہے
تارے ہیں یا کھلے ہیں ترے نقشِ پا کے پھول

تیری چمک سے چمکا یہ برگِ سمن کا رنگ
تیری مہک سے مہکے یہ نخلِ حنا کے پھول

عمر و عتیق کیا ہیں ہدایت کے ماہتاب
عثماں، علی ہیں دامنِ صبر و رضا کے پھول

راہِ حجاز قدس کے ذروں کو دیکھنا
جیسے فلک نے مارے جناں سے اٹھا کے پھول

دل نے تجھے آئینہ حسنِ خدا کہا
جاں نے پکارا گلشنِ وحدت نما کے پھول

بندہ نواز، شرفِ نظر سے نواز دے
پلکوں پہ سج رہے ہیں مری التجا کے پھول

اک دن غلامِ زار نے دیکھا عجیب خواب
کوئی کھلا گیا ہے مرے گھر میں آ کے پھول

***

○❖○

جانِ فروغِ صحنِ گلستاں تمہارا نام
صبحِ ازل کا مہرِ درخشاں تمہارا نام

غنچہ دل کو آکے کھلادو مرے حضور
صد غیرتِ شمیم بہاراں تمہارا نام

جھکتا ہے جس کے آگے سر خسروانِ دہر
شاہِ رسولاں، سرورِ دوراں تمہارا نام

فرشِ زمیں کی دولتِ والا تمہاری ذات
عرشِ بریں کی عظمتِ تاباں تمہارا نام

لاکھوں سفینے ساحلِ بخشش پہ آ گئے
ہم مانتے ہیں نصرتِ یزداں تمہارا نام

ہم کیا ہیں دامِ شامِ بلا کا شکار ہیں
نورِ ظہور مشرقِ فاراں تمہارا نام

روزِ الست، حرفِ بلا ہے تمہارا فیض
لوحِ جہاں پہ نقشِ فروزاں تمہارا نام

کیوں نہ غلام زار کو تسکین جاں ملے
لب پہ سجا ہے صورتِ ارماں تمہارا نام

***

○❖○

شفق میں رنگ، سحر میں نکھار تیرا ہے
چمن چمن میں فروغِ بہار تیرا ہے

ملا ہے تیری محبت کا داغ بلبل کو
نگاہِ گل میں بسا انتظار تیرا ہے

شعور و عقل و خرد کے چراغ تیرے ہیں
جنوں و عشق و وفا میں خمار تیرا ہے

یہ مہر و ماہ کو بخشی ہے جس نے تابانی
وہ نور تیرا، رخِ تابدار تیرا ہے

ترے ظہور سے روشن ہوئی ہے بزمِ حیات
جہان کیا ہے، فقط اعتبار تیرا ہے

وہ کون ہے جو ترے دم سے بے نیاز رہا
جگر میں درد نظر میں قرار تیرا ہے

مجھے خوشی کی تمنا نہ غم کا سودا کوئی
مرے وجود پہ سب اختیار تیرا ہے

اسے بھی نظرِ کرم سے نوازتے جانا
غلامِ زار سرِ رہگزار تیرا ہے

***

O❖O

تو شاہِ رسولاں ہے کوئی کوئی جانے نہ جانے
تو حاکمِ دوراں ہے کوئی جانے نہ جانے

ملتا ہے اندھیروں کو ترے در سے اجالا
تو شمعِ فروزاں ہے کوئی جانے نہ جانے

مہکا ہے گلستانِ وفا تیری مہک سے
تو جانِ بہاراں ہے کوئی جانے نہ جانے

مشکل میں سہارا ہے مجھے تیرے کرم کا
میرا تو یہ ایماں ہے کوئی جانے نہ جانے

تو فرش کی رونق ہے کوئی دیکھے نہ دیکھے
تو عرش کا مہماں ہے کوئی جانے نہ جانے

چلتے ہیں اشارے پہ ترے شمس و قمر بھی
تو مظہرِ یزداں ہے کوئی کوئی جانے نہ جانے

سرکار کے اندازِ محبت کا جہاں میں
ہر رنگ نمایاں ہے کوئی جانے نہ جانے

روشن ہے جو توحید کی طلعت سے زمانہ
سرکار کا احساں ہے کوئی جانے نہ جانے

کیا بات مری، میں ہوں غلامِ شہِ والا
یہ شیخ کا فیضاں ہے کوئی جانے نہ جانے

***

○❖○
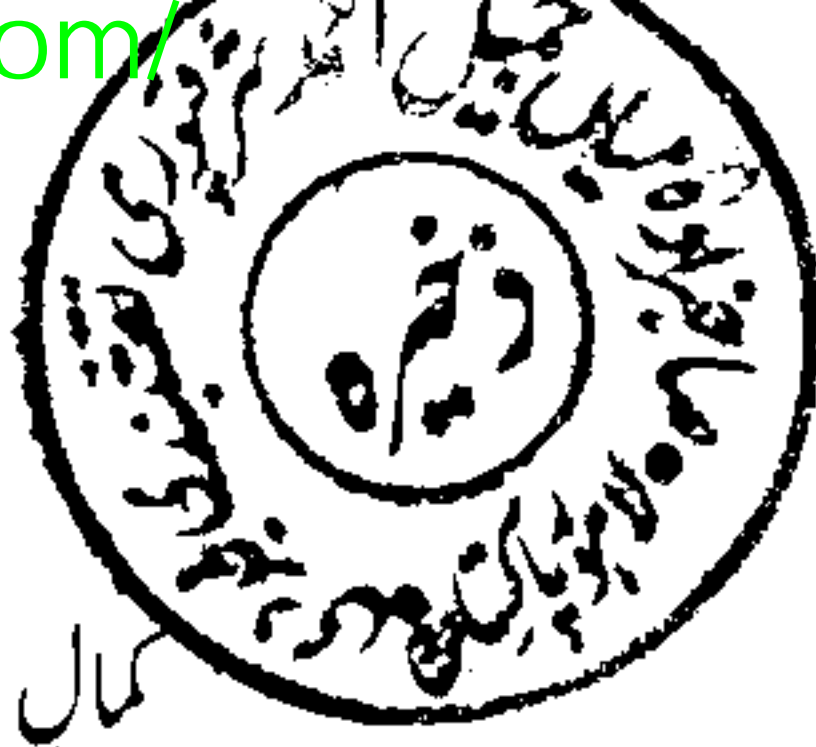
کمالِ وصف کی جو انتہا نظر آئی
اس انتہا پہ تری ابتدا نظر آئی

ترے جلال میں دیکھا جلال قدرت کا
ترے جمال میں شانِ خدا نظر آئی

خراشِ دل کو لیے ہم بھی تیرے پاس گئے
ہمیں بھی صورتِ مہر و وفا نظر آئی

مجھے امید ہے دشتِ نگاہ نکھرے گا
وہ دیکھ ابرِ کرم کی گھٹا نظر آئی

جہاں بھی دل کو ستایا ہے دردِ دنیا نے
ترے ہی دستِ شفا میں شفا نظر آئی

ہزار آبلہ پائی کے باوجود چلے
رہ جنوں میں جو تیری ضیا نظر آئی

گرے ہوؤں کو اٹھاتا ہے کون راہوں سے
تری ہی ذات شہِ دوسرا نظر آئی

ترے غلام کی تیرے بغیر کون سنے
نظر نظر میں جفا ہی جفا نظر آئی

***

شانِ رسول
جہانِ انبیاء
شبیر حسن چشتی نظامی
کیا آپ جانتے ہیں؟
سیرتِ غوث اعظم
سر الاسرار
معجزاتِ رسول کریم
تذکرہ مجددین اسلام
قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور